فصل پنجم۔ معاملات ملک اودھ

فصل ششم

کا عہد حکومت اور مرہٹوں کے معاملات سنہ ۱۸۰۰ع سے سنہ ۱۸۰۳ع تک

فصل ہفتم۔ لارڈ ولزلی کا عہد سلطنت ۱۸۰۴ء سے

فصل ششم۔ لارڈ کورنوالس اور سر جارج بارلو کا عہد حکومت ۱۸۰۵ء سے ۱۸۰۷ء تک

فصل نہم - لارڈ منٹو کا عہد سلطنت

باب دوازدہم۔ پنڈاروں اور مرہٹوں کی لڑائیاں مختلف واقعات سنہ ۱۸۱۷ سے سنہ ۱۸۲۳ تک

فصل سیزدہم - ایڈم صاحب و لارڈ ایمہرسٹ کا عہد ١٨٢٣ء سے ١٨٢٨ء

فصل چہاردہم

لارڈ ولیم بنٹنک کا عہد سلطنت ۱۸۲۸ء سے ۱۸۳۵ء تک

تمام شد

تمام شد

تنخواہ وقت پر پاکر یہ سفید سیاہ اونکی ملک کی حفاظت کے واسطے کافی تہی - پامر صاحب کو جو
گورنر جنرل کے ایجنٹ فقط اسلئے رہتے تہے کہ نواب اور گورنر جنرل کے خطوط ایک دوسرے کے پاس پہونچا دیں
موقوف کر دیا - اس ایجنٹ کا خرچ ١١٢٢٣ روپیہ سالانہ کا تہا فقط ایجنٹ کی تنخواہ ٢٢٨٠٠
روپیہ سالانہ تہی - ہیسٹنگز صاحب لکھنؤ میں آئے تہے اور نواب کا باڈی گارڈ مقرر ہوا تہا وہ برخاست کیا
سیندھیا کی ساتہہ ہیسٹنگز نے صلح کر لی تہی اور اوسکے توسل سے دربار پونہ سے بہی مصالحت
ہو گئی تہی - مگر اسکا انسداد کچہہ نہیں کیا گیا تہا کہ مہاراجہ سیندھیا بادشاہ دہلی اور اوسکے
ملک دست اندازی نکرینگے جب نجف خان نے ١٧٨٢ء میں اس دنیا سے انتقال فرمایا تو شاہ عالم
شطرنج کا بادشاہ بن گیا - اور اوسکو جسنے چاہا اختیار دیا یا بیرخ ہو کر شہ دیکر باہر نکالنا چاہا - ہیسٹنگز
صاحب نے کوئی شرط بادشاہ کے معاملہ میں سیندھیا کیساتھ ٹہرائی نہی - یہہ تمام سازشیں اور فساد جسنے
شاہ عالم کے حال میں تاریخ ہند حصہ دوم میں لکہی ہیں - انکو پڑہو - میکفرسن صاحب نے فائنانس کے
کاموں نظم و نسق کی طرف کمال توجہ کی - اور ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ کی تخفیف کر دی - اس کفایت شعاری
کے صلہ میں کورٹ ڈائرکٹرز نے اونکا شکریہ ادا کیا اور بادشاہ نے اونکو بیرونٹ کا خطاب عطا کیا - مگر آخر کو
یہہ معلوم ہوا کہ یہہ کفایت درحقیقت نہ تہی کاغذوں میں فقط میکفرسن کی ذہانت و فطرت
کی ایک بات تہی اور اسمین کچہہ نہ تہی -

(٣٣) پلاسی کی لڑائی سے آج تک تمام سرکار کمپنی کے علاقوں کا حاکم اعلے اونکے ملازموں میں سے
ہوتا تہا - اگرچہ یہہ حاکم ملک کے حال کا عالم اور تجربہ کار اور آزمودہ کار ہوتا تہا - مگر اس ملک کی صحبت سے اوسکی
حسن اخلاق اور عادات میں فرق آجاتا تہا اور اوسکو مشکل ہوتا تہا کہ اون افسروں پر جنکا وہ کل برابر کا
دوست تہا آج حکمرانی اور فرمان روائی کرے - اسواسطے وزرا نے یہہ تجویز کی کہ ہندوستان کے گورنر جنرل کے
عہدہ پر وہ شخص مقرر ہو کہ نہایت شریف و نجیب ہو اور اعلے درجہ کا اخلاق رکہتا ہو اور ہندوستان
کے افسروں سے کوئی رشتہ اتحاد اور قرابت نہ رکہتا ہو - ان وجوہات پر خیال کر کے لارڈ میکارٹنی
گورنر مدراس اس عہدہ کے لئے تجویز ہوا مگر اونسے دانائی سے یہہ جواب دیا کہ اس عہدہ میں اسقدر

سکہون کا خوف اودہ کو پیچہے ایسا لگا ہوا تہا کہ گورنر جنرل نے سپاہ کا جلد کم کرنا مصلحت نہ جانا۔ روپیہ کو گہٹا کر پچاس
لاکہہ روپیہ سالانہ کا خرچ نواب کے ذمہ کہا۔ اور لکہا کہ ہم تمہارے ملک کی حفاظت کرتے ہین اور اوسکے
عوض مین سپاہ کا جو خرچ ہوتا ہے وہ ہم لیتے ہین۔ اور اوسکی خانگی امور مین کچہہ دخل نہین دیتے ہین
غرض عوض معوض گاؤ خورد۔ نواب مین نہ خود لیاقت تہی نہ اوسکی سپاہ اس قابل تہی کہ ملک کا انتظام
کر سکتی۔ اگر پوچہو تو یہہ سودا مفت تہا کہ ملک کی حفاظت غیرون کے سپاہ سے اوسکی جو تہائی آمدنی پر
ہوتی تہی۔ اس سے زیادہ کیا سستا سودا ہو سکتا تہا۔ انتظام سے بہی سرکار کمپنی کا کچہہ نزاع تہا وہ بہی
آسانی سے فیصل ہو گیا۔ تفصیل اوسکی یہہ ہے کہ ۱۷۶۸ء کے عہدنامہ کے موافق نظام سے یہہ عہد و پیمان ہوا تہا
کہ بسالت جنگ کے بعد سرکار گنتور سرکار کمپنی کو حوالہ کیجائیگی۔ مگر بسالت جنگ ۱۷۸۲ء
مین مرگیا اور نظام نے یہہ سرکار انگریزونکو نہ دی انگریزون نے پیشکش ان سرکارون کی بابت نظام کو
نہ دی۔ لارڈ کارنوالس جب آئے تو اونہون نے دیکہا کہ نظام اور سلطان ٹیپو کی آپس مین لڑائی ہو رہی ہے
جب ٹیپو سلطان اور انگریزون کے درمیان صلح منگلور مین ہو گئی تہی تو سلطان ٹیپو کے دماغ مین
کوئی کبر نہ تہا جو پیدا نہ ہو گیا ہو۔ کیا غرور و دماغ تہا کہ ابہی صلحنامہ کے سیاہی بہی نہ خشک ہوئی
تہی کہ فرانسیسونکو پانڈیچیری مین لکہہ بہیجا کہ اوسکا ارادہ ہے کہ نظام اور مرہٹون کو پامال کرے اور
انگریزون کو ہندوستان سے نکالدے۔ بیس ہزار عیسائیون کو ساحل ملیبار پر پکڑ کر ختنہ کرا دیا۔ اور
کرشنا کے ہندون کے ساتہہ بہی یہی سلوک کیا گیا تہا۔ دو ہزار برہمنون نے اس خوف سے اپنے تئین
ہلاک کیا۔ کورگ کے باشندونکو جنمین عورتین بچے سب تہے سری رنگ پٹن مین بہیجدیا۔ اب
کچہہ بہانہ بناکر نظام سے کہا کہ بیجاپور عنایت کیجئے۔ اور نرگوند مین مرہٹون پر حملہ کیا۔ اور کسی حکمت
دغا سے اوسپر قبضہ کر لیا۔ نانا فرنویس نے یہہ دیکہہ کر کہ ٹیپو سلطان اپنے باپ کا بہی باوا ہے اوسکی
ہمسایگی نہایت خوفناک ہے۔ اسلئے اوسنے اس پہوڑے غدود کے دور کرنیکے واسطے نظام سے ۱۷۸۶ء سے پہلے
سلسلہ اتحاد مستحکم کیا۔ اور یہہ آپسمین ٹہرا کہ اوسکا ملک فتح کرکے آپسمین برابر تقسیم کرلین۔ اب ان دونون
کی سپاہ متفقہ نے اول مئی ۱۷۸۶ء کو بادامی جاکر گہیر لیا اور آخر مہینے مین فتح کر لیا۔

تو پہنچنے تک یہہ ترائی ہنڈولا ہی رہی کبھی نظام بلند ہو جاتا کبھی پست اور یہی حال سلطان کا تھا ٹیپو
دفعۃً صلح کی درخواست کی اور اپریل ۱۷۸۴ء میں ان سرداروں میں صلح ہو گئی بشرط صلح یہہ ٹھہری
کہ سلطان سینتالیس لاکھ روپیہ خراج کے ادا کرے اور بہت سے مقامات جو اوسنے فتح کئے تھے پھر حوالہ کرے۔ اس
صلح کا یہہ سبب تھا کہ اوسکو اندیشہ تھا کہ انگریز اس لڑائی میں کہیں دشمنوں کے ساتھ شریک ہو جائین
دو ہی مخالفون سے بڑی بن رہی تھی تیسرا اور زبردست شریک ہو جائیگا تو پھر کیا ٹھکانا باقی رہیگا غرض
ان دو سالون میں تو کورنوالس نے گنٹور کا لینا مناسب جانا ۱۷۸۶ء میں فرانس سے برابر
صلح رہنی کی امید ہوئی جسسے لڑائیون میں فرنگستانی شرارت کا خوف دفع ہوا۔ اور ملکی حالتین دکن
کی ایسی ہو گئیں کہ جنکے سبب سے گنٹور حوالہ کرنے کی درخواست نظام سے کی گئی جزم و احتیاط کی خاطر
سپاہ بھی زیر حکم کپتان کینا وے حسب ضابطہ حیدرآباد کو بھیجی گئی کہ صلحنامہ ۱۷۶۸ء کی پوری تکمیل نظام سے کرائے
اور اوسے اطلاع دے کہ دو ہفتہ کے اندر سپاہ انگریزی گنٹور میں داخل ہو جائیگی۔ اور اسکی اطلاع پیشوا
کے دربار اور سیندھیا اور راجہ برار ان سبکو کر دی تھی۔ مگر کپتان صاحب کو ہدایت تھی کہ
جہانتک ہو سکے مصالحت میں سعی کریں۔ اب نظام کا یہہ خیال تھا کہ وہ انگریزون کے اتحاد سے
اپنی فلاح اور بہبود کی امید بہ نسبت کسی خوف کے زیادہ رکہتا تہا مرہٹون اور ٹیپو کے ساتھ اتفاق جس
پیدا کرنے سے انگریزون کے ساتھ مصالحت کو زیادہ اپنے حق میں فائدہ مند سمجھتا تھا۔ اوسکے ملک کے
گرد جو صاحب سلطنت تھے اون سے اوسکو خوف تھا کہ مبادا کہیں وہ اوسکو نگل نہ جائیں۔ سوا اسکے
گنٹور ایک بے حقیقت ملک تھا جسسے کچھ آمدنی بھی نہ تھی اسلئے اوسنے بڑی آسانی سے انگریزون کی درخواست
کو قبول کر کے ستمبر ۱۷۸۸ء میں سرکار گنٹور کو حوالہ کر دیا۔ پیشکش کے حساب کتاب کا جو معاملہ تھا
وہ اوسکے مختار نے جا کر کلکتہ میں اوسکا فیصلہ کیا۔ نظام اسلئے یہہ تمہید خدمت بھی بہیجی تہی کہ مختار سے
صلحنامہ کے موافق اس شرط کا پورا ہونا بھی چاہا کہ دو پلٹنیں سپاہیون کی درخواست پر جایا کرینگی فرس
فرنگستانی تھا اوسکی مرضی کے موافق جہان وہ بلائے وہ پلٹنیں جایا کریں اور رواج کرتا ملک میں
بالا گھاٹ جو حیدر علی نے چھین لیا تھا بلا کا جو سوا اسکے وہ اور بہی جا کر پہنچا

ان دونو گورنمنٹون مین مستحکم ہوتا تہا مگر گورنر جنرل کو اوسمین دو سبب سے تامل ہوا اول تو یہہ کہ
پارلیمنٹ کے ایکٹ کے موافق منع تہا کہ بغیر منظوری ولایت کے ہندوستانی ریاست سے جنگ کی
کیجائے۔ دوسرا دوسرے مرہٹون مین دشمنی اور ناخوشی پیدا ہوتی تہی اور منظور یہہ تہا کہ اونمین اتحاد
پیدا ہو۔ سوا اسکے دو صلحنامون کے موافق یہہ انگریزی گورنمنٹ نے تسلیم کر لیا تہا کہ بالاگہاٹ
کرناٹک کا مالک حیدر علی اور ٹیپو سلطان ہے۔ غرض اس وقت گورنوالس کو بڑی دشواریان
پیش آئین کیا کیجے۔ نظام کے صلحنامہ کی شرائط کا بہی پورا کرنا ضرور تہا۔ اسلئے اوسنے اوس
فقرہ کے معنی جو صلحنامہ مین بابت بالاگہاٹ کرناٹک کے تہی یہہ بیان کیا کہ زمانے
حالات نے ایسا بدل دیا ہے کہ جس بنا پر یہہ شرط صلحنامہ مین داخل ہوئی تہی وہ اپنے جگہہ پر
بالفعل قائم نہین رہ سکتی لیکن آئندہ امید کیجا سکتی ہے کہ سرکار کمپنی اس ملک کو اوسکی مستحقان
آبائی والون سے اور سپاہ کی امداد کے بیان مین جو فقرہ تہا اور اوسمین یہہ بہی لکہا تہا کہ جب ان
کمپنی کی ضرورت اس مدد کی اجازت دیگی اوسکے معنی یہہ بیان ہوگئے کہ نظام اس کمک سپاہ کو
اپنی مرضی کے موافق بلا شرط لا سکتا ہے مگر یہہ انگریزی فوج اون والی ملک سے کبہی نہ لڑیگی
جنکے ساتہ سرکار انگریزی کا اتحاد ہے اور ان والیان ملک کی تفصیل مین تمام مرہٹون کے سردار
نامدار اور نواب ارکاٹ اور نواب اودہ اور تراونکور اور تنجور کے راجاؤن کے نام تہے
مگر ٹیپو سلطان کا نام اوسمین نہ تہا غرض بالاگہاٹ کے دلادینے کا وعدہ سپاہ سے کمک کرنیکا
اقرار۔ فہرست احباب انگریزی سے اوسکے نام کا اخراج یہہ تینون باتین ایسی جمع ہوئین کہ جب جان
ملکم صاحب کی یہہ رائے ہے کہ ٹیپو سلطان نے انگریزون سے لڑنیکے لئے ارادہ کیا۔ اسی لئے
گورنوالس کے ذمہ الزام لگتا ہے اور اوسنے پارلیمنٹ کے ایکٹ کے مخالف کام کیا جسسے ٹیپو سلطان
کی ساری توجہ انگریزون سے لڑنے کی طرف ہوگئی۔ اور چہہ مہینے بعد لڑائی شروع ہوگئی۔
(۵) پہلی بسم اللہ آغاز جنگ کے لئے یہہ ہوئی کہ ایک چہوٹا سا راجہ ساحل ملیبار پر حیدر علی
کا باجگزار تہا اور اوسکے علاقہ مین انگریزون کی کوٹہی تلیچری واقع تہی سمت سے

یہہ بدنیتیان معلوم ہوئین تو اوسنے گورنمنٹ مدراس کو اطلاع دی۔ اوسوقت مسٹر کیمبل صاحب
گورنر تہے اونہون نے راجہ کی درخواست سے زیادہ امداد کی اور کئی پلٹنونکو حکم دیا کہ وہ فصیل ترا ونکوڑ
کے باہر مقامات مستحکم پر حفاظت کیواسطے مقیم ہون اور سوا اسکے ٹیپو سلطان کو لکہا کہ تم راجہ
ترا ونکوڑ سے لڑوگے تو عہدنامہ ۱۷۸۴ء شکست ہوجائیگا اور وہ گویا تمہاری طرف سے ایک اشتہار
جنگ گورنمنٹ انگریزی کیساتہہ ہوجائیگا۔ پہر ٹیپو سلطان نے کہا کہ مین انگریزی گورنمنٹ سے اپنا اتحاد
رکہنا چاہتا ہون۔ مگر کہا کچہہ کیا کچہہ۔ چند مہینے کی بعد ۳۵۰۰۰ پینتیس ہزار سپاہ لیکر ترا ونکوڑ کی طرف
چلا۔ ترا ونکوڑ کی فصیل کی انتہا پر جہانپر سمندر ہے دو قلعے کرنگانور اور آیاکوٹہ قوم ڈچ کے
تہے جب سلطان ٹیپو اونکے قریب آیا تو موافق عہدنامہ قدیمی کے ڈچ نے راجہ ترا ونکوڑ سے امداد
چاہی۔ پہر راجہ مستعد تہا۔ مگر ہولنڈ صاحب جو گورنر مدراس کے اسوقت کیمبل صاحب کی جگہ
مقرر ہوئے تہے اونکا مزاج صلح جو تہا۔ اونہون نے راجہ ترا ونکوڑ کو لکہا کہ سپاہ انگریزی غیر علاقہ
مین امداد نہین کریگی بلکہ وہ اوسی ملک کی حفاظت کریگی جو اصل حقیقت مین راجہ کا ہے۔ گورنر
کی حجت تمام کرنیکے لئے راجہ نے ڈچ سے کہا کہ یہہ قلعے میرے ہاتہہ بیچڈالو۔ ڈچ نے کہا اچہا جب یہہ
سودا ٹہر گیا تو سلطان ٹیپو نے یہہ شاخسانہ نکالا کہ ڈچ کو اسکے فروخت کرنیکا اختیار اس
سبب سے نہین ہے کہ وہ راجہ کوچین کے باجگزار ہین اور راجہ میرا باجگزار ہے اسلئے اونکا بیچنا گویا
میسور کی سلطنت کا ایک حصہ بیچنا ہے۔ پہر ہولنڈ صاحب سلطان ٹیپو کے طرفدار ہوگئے۔ اور
ایسی جہوٹی بات کا یقین کر لیا کہ ڈچ راجہ کوچین کے باجگزار ہین۔ ڈچ نے تو یہہ دونو قلعے
پرتگیزون سے لڑکر فتح کئے تہے۔ اسلئے وہ حق اونکے بیچنے کا رکہتے تہے۔ [illegible] ٹیپو سلطان نے خود مان لیا
اور خود خریدار اونکا اسلئے ہوا کہ راجہ ترا ونکوڑ کی جان خوب تنگی مین کرے۔ ٹیپو سلطان نے
اور بہت سی قصے کی باتین گہڑی کہین جسپر ایک مباحثہ طول طویل ہوا۔ آخر کو انگریزی گورنمنٹ نے
کمشنران تحقیقات [illegible] کے واسطے مقرر کئے۔ مگر سلطان ٹیپو نے ان جہگڑونکو اسی طرح
فیصلہ کرنا چاہا۔ وہ فصیل ترا ونکوڑ کی طرف مدت سے بڑہا چلا آتا تہا۔ ۲۸ دسمبر ۱۷۸۹ء کی رات کو

اس عہدہ کا اہتمام خود اپنے ذمہ لیں۔ مگر اس جنرل کی لیاقت اور قابلیت پر اونکو خود اسقدر اعتماد تہا کہ
اب اپنے آنے کی وہ ضرورت نہ سمجھے۔ گورنر جنرل نے گورنمنٹ مدراس کو لکہا کہ ہماری عزت اسی مین ہے
کہ ہم ٹیپو سلطان سے جو ہماری قوم کا جانی دشمن ہے خوب لڑین اور اوسکی قوت کو ضعیف کرین جب تک یہہ
نہو گا ہمارا ہندوستان مین کچہہ اعتبار نہوگا۔

(۶) لارڈ کورنوالس کو تین برس ہوئے تہے اونکی کفایت شعاری کا نتیجہ یہہ تہا کہ صوبہ بہار و
بنگال کی آمدنی خرچ سے زیادہ دو کروڑ روپیہ ہو گئے تہے۔ اور اوسی تمام اور پریسیڈنسیون کا خرچ چلتا
تہا اور سوا اوسکے ایک کروڑ روپیہ سالانہ ولایت کو بہی جاتا تہا۔ مگر اب یہہ سب جمع کی کرائی پونجی
ٹیپو سلطان کی لڑائی مین اٹہنے والی تہی۔ اب یہہ وقت نہ تہا کہ پارلیمنٹ کے قانون کی تعمیل کیجاتی
اور صلح و جنگ کا مشورہ ولایت مین کیا جاتا۔ اسلئے دکن مین نظام اور مرہٹون سے جو بڑے صاحب
قدرت تہے لارڈ کورنوالس نے عہد و پیمان کئے۔ نانا فرنویس انگریزون کے ساتہہ سرد مہری کرتا تہا
مگر ٹیپو سلطان کی عداوت مین بہی ایسا سرگرم تہا کہ پیغام کے پہونچتے ہی بلا تامل اوسکے برباد کرنیکے لئے
انگریزون کے ساتہہ شریک ہو گیا۔ نظام کو ٹیپو سلطان کا خوف ایسا دل مین بیٹہا ہوا تہا کہ وہ بہی انگریزون
کا ساتہی ہو گیا۔ ان تینون مین آپس مین اتفاق ہو گیا اور یہہ شرط ہوئی کہ برسات کے بعد تینون سلطان
ٹیپو کے ملک پر حملہ کرین اور وہ انگریزی سپاہ کے ساتہہ اگر ضرورت ہو تو دس ہزار سوار لیکر شامل ہون
اور انگریزی سپاہ بہی ان کے ساتہہ ہوگی۔ اور جو ملک و قلعے فتح ہون وہ آپس مین برابر برابر تقسیم ہو جائین
نظام ان تینون مین ضعیف تہا۔ اور یہہ سمجہتا تہا کہ جسوقت ٹیپو سلطان کی طاقت ضعیف ہو جائیگی تو
مرہٹون کا اقتدار بڑہ جائیگا۔ اور وہ سمجہے ہوئے تہے کہ انکو جو مدت سے نہین دی بہت دن لگینگی اسلئے وہ
صلحنامہ پر دستخط کرتے ہوئے جہجکتا تہا مگر یہہ خوف انگریزون نے اوسکے دل سے نکال دیا اور خود اسکے
ذمہ دار ہو گئے۔ کہ مرہٹے اوسکے کچہہ قبضہ نہین کرینگے۔ گو اسے مرہٹے دل مین کچہہ ناراض ہوئے مگر آخر کو ان
احباب ثلاثہ مین اتفاق ہو گیا۔ ان دونو دوستون سے لارڈ صاحب نے اپنے یہہ چار اصلی مقاصد بیان
کردئیے۔ اول جو کچہہ لڑائی مین خرچ سرکار کمپنی کا ہوگا وہ ٹیپو سلطان سے وصول کیا جائیگا۔ دوم

اوسنے اور حیدر علی نے جو ملک نظام و پیشوا کے مفتوح کر لئے ہین وہ واپس کئے جاوینگے سوم کرناٹک کے پاس پاس کے جو ملک اوسکے قبضہ مین ہین وہ چہین لیا جائیگا چہارم ملیبار کے ساحل پر جو سلطان نے نائرون کے ہاتہون مین تیر دیکر رکہے ہین اونکو اس عذاب سے نجات دلائی جائیگی۔ ان پیشوا نے بہی یہہ خیال کرکے کہ ٹیپو سلطان اور حیدر علی کے ہاتہہ سے جو ہمارے نقصان ہوے ہین اونکا عوض ملے گا۔ گئی ہوئی ملک پہر ہاتہہ آئینگے۔ آئندہ کو کہٹکا اس ظالم کا نہ رہیگا۔ اوسکی بربادی سے اپنی آبادی لستی ہوگی ۔۔۔ بہت جلد بطیب خاطر انگریزون سے صلح کرلی۔

(۷) جب جنرل میڈوز جنگ گورنر اور کمنڈر انچیف مدراس مین آئے تو اس مہم کا اہتمام اونکے سپرد ہوا۔ ہولنڈ صاحب کی غفلت سے کچہہ سباب جنگ مہیا نہوا تہا۔ اس سبب سے کئی مہینے کا توقف کرنا پڑا۔ میڈوز سپاہ ترچناپلی کے میدان مین جمع ہوئی اور جہہ بریگیڈ مین منقسم ہوئی۔ ۲۶ مئی کو وہ اس سپاہ کو لیکر کوئمبتور کی طرف چلا۔ یہہ مقام دشمن کی سرحد پر سب سے زیادہ قریب تہا۔ کچہہ دنون پہلے زمانہ کی رسم کے موافق ایک خط ٹیپو سلطان کو ایک گورنر اور کمنڈر انچیف ہونیکے باب مین لکہا تہا۔ اوسکا جواب جب آیا کہ جنرل میڈوز نے سفر کیا۔ اوسکا مضمون کی طرز یہی تہی جو اوسنے ہولنڈ صاحب کو لکہے تہے۔ کہ کمشنرون کے مقرر کرنیکی راجہ ترا ونکوڑ کے معاملہ مین کچہہ ضرورت نہین ہے مین نے خود ہی اوسکا حال تحقیق کر لیا ہے۔ اگر ایسی ہی کمشنرون کے بہیجنے کی ضرورت ہے تو بہیجدو۔ آپ بہی ایک خط ۲۲ مئی کو اس کو دیکر مسلا آبادی منصب اوپر اضافہ کا لکہا اور یکر لکہا کہ مین انگریزون کا دوست صادق ہون مجہے افسوس ہے کہ غلط فہمی اور معاملہ نافہمی سے یہانتک طول کہنچ گیا کہ سپاہین جمع ہوگئین۔ اس مطلب کے سمجہانیکے واسطے مین نے ایک معتمد بہیجا ہون جو آپ کی آئندہ اس زنگ کدورت کا صیقل کر دیگا۔ اسکا جواب جنرل نے یہہ لکہا کہ آپ کا خط آیا۔ مین اوسکا مطلب سمجہا۔ آپ شاہزادہ عظیم الشان ہین اور جسوقت آپ کی وہ سلوک خیال کئے جائین جو قیدیون کے ساتہہ کئے جاتے ہین تو آپ کے اوصاف مین نیک ضمیری کی صفت کا اضافہ ہوتا ہے۔ آپکو یہہ معلوم رہے کہ ہماری قوم کی یہہ عادت ہے کہ وہ اورون کو دستور نہ بہہ ہے کہ وہ اورون کی اطاعت کرین جب آپ نے ہمارے رفیق راجہ ترا ونکوڑ پر حملہ کیا تبہی سے

جنرل میڈوز کی لڑائی ٹیپو سلطان کے ساتہہ یہہ دوسری لڑائی میسور کی

سلطان وقت ٹیپو سے لڑائی کا اشتہار ہمارے ساتھ ہو گیا ہے خدا ہمیشہ دشمن کو فتح و نصرت نہیں دیتا کہ جو
زبردست ہوں فتح انہیں کو ہے کہ تیر ہی آگے نکل جاتا ہے۔ اکثر انہیں کو فتحیابی اور کامیابی ہوتی ہے
جنکے کام انصاف سے عمل میں آتے ہیں ہم خدا کی ذات سے اسی بہروسہ پر کہتے ہیں۔ ٹیپو سلطان
پاس کو انبٹور میں پہنچا جب ٹیپو نے دیکھا کہ گورنر جنرل مدراس آیا استحقاق سلطنت
سے جاتا رہتا ہے۔ وہ اپنی سپاہ عظیم لیکر دار السلطنت سری رنگ پٹن کو چلا گیا۔ جس سے اوسکا
ضعیف العقل ہونا ظاہر ہوا اور ملک بہت سا بے حفاظت ہو گیا۔ ٹیپو سلطان کی بڑی غلطی یہ تھی
کہ جیسے اوسکو بڑی ہیبت اور شہامت بڑی کر اوسکو اپنی شجاعت پر بڑی نخوت تھی۔ اپنی قدرت اور
قوت کو بڑا جانتا تھا اور انگریزوں کی طاقت کو بہت کم۔ ان دونو غلط فہمیوں سے اوسکا ستیاناس
سوا اسکے وہ اپنے باپ کی طرح اپنی طبیعت کو قابو میں رکھنا نہ جانتا تھا طبیعت اوسپر ایسی غالب
تھی کہ جو چاہتی سو کراتی۔ غرض اب انگریزی سپاہ کرور کی طرف چلی۔ مگر کمسریٹ کا کارخانہ
درست نہ تھا اسلئے وہ آہستہ آہستہ چلتی تھی۔ سوا اسکے آندھیاں ایسی چلتی تھیں کہ خاک کے تودے
اڑتے تو وہ سر پر پڑتے تھے۔ آنکھیں بند ہوتی جاتی تھیں۔ اس سبب بارہ سو سپاہی کرور تک پہنچتے
پہنچتے بیماری کے سبب ڈولیوں میں سوار ہونے لگے۔ کرور پر قبضہ کرنے ارادا گئی جب
لشکر پہنچا۔ دو توپیں چھوڑ کر قلعہ دار سے کہا کہ قلعہ ہمیں حوالہ کر دو اوسنے کہا کہ دس پانچ توپیں
اور چھوڑ دیجئے کہ مجھے سلطان سے عذر کرنیکے لئے وجہ ہو۔ غرض یہ ذلیل سا مقام یوں ہاتھ آگیا۔
اور دار الیوم بھی بے حقیقت سا مقام تہا وہ لے لیا۔ یہاں بیمار اور مریض چھوڑ دئے گئے۔ اور ایک
برگیڈ انکی حفاظت کے واسطے چھوڑ دیا۔ ۲۱ جولائی سنہ کو لشکر کوانبٹور میں پہنچا۔ یہاں سے
انکو کرنیل سٹورٹ کے ماتحت پالی گھاٹ کی فتح کرنیکے لئے بہیجا گیا تہا۔ مگر بارش کے سبب سے
رہ گئی اسلئے کرنیل اسٹرم ولیس ٹی ہمراہ افسر نے ڈنڈی گل پر بڑی جوانمردی اور
دلیری سے حملہ کیا اور توپوں کی مار سے دیوار میں دراڑ ڈالدی۔ قلعہ دار نے صبح سے مقابلہ کیا
انگریزوں پاس صرف دو گھنٹہ گولہ بارود باقی تہا۔ قلعہ دار نے نشان سفید دکھایا۔ اور فقط ان

شرائط پر حوالہ کیا کہ لوگون کے بچے کے مال اسباب کو ہاتھ نہ لگایا جاوے۔

کرنیل سٹورٹ پرہالی گہاٹ کی فتح کرنے کے لئیے کوائمبٹور سے بہیجی گئی۔ ۱۹ ستمبر ۱۷۹۰ع کو اونہون نے اوس پر گولہ بہانے شروع کئے دوسرے روز قلعہ دار نے اس شرط پر حوالہ کر دیا کہ نا مرد جو انگریزون کے ساتھ ہو گئے ہین اونکو تکلیف نہ دین۔

ایروڈ کرنیل اولڈہیم نے فتح کر لیا اب یہہ متفرق سپاہین کرنیل فلوئڈ کے علم کے نیچے جمع ہو گئین وہ دریا بہوانی کی جنوبی سمت مین فتوحات حاصل کرنے کے لئیے مامور ہوئے تہے۔ اونہون نے ایک فوج بہیجکر ستی منگل بے تکلف لیلیا تہا۔ یہہ مقام درہ گجہٹی سے تہوڑی دور پر تہا۔ اس درہ سے ستمبر کے شروع مین ٹیپو سلطان کی فوج اوتری تہی۔ ۱۳ ستمبر کو اوس کے لشکر نے انگریزی لشکر کے پکٹ کو ہٹا دیا۔ ایک رجمنٹ سوارون کی حفاظت کے واسطے بہیجی گئی تہی وہ بہی گہر گئی اور کسی احاطہ مین ابہی کمک کے منتظر رہے۔ انگریزی سپاہ نے حملہ کیا اور کئی سو دشمن تہ تیغ کئیے۔ اور میدان کو صاف کرتے ہوئے اپنے لشکر سے آن ملے۔ ابہی اس لشکر نے کمر بہی نہ کہولی تہی کہ ٹیپو سلطان کا لشکر آگیا۔ اور انگریزی لشکر مین کچہ ایسی ہلچل پڑی کہ کونسل وار (جنگی کونسل) کا یہہ مشورہ ہوا کہ مراجعت کیجئے جب اس فوج انگریزی نے مراجعت کی سوار اگر پیادون کے پیچہے تہے کیونکہ سلطان ٹیپو کے لشکر نے پیادون پر توپ زنی شروع کی سوار پیدلون کی امداد کے واسطے پہر آئی۔ ایک غلط خبر مشہور ہو گئی کہ جنرل میڈوز مارا گیا اور ایک بڑی عزیز بہادر کے مرنے کی بہی خبر سلطان پا گئی اسلئے اوسنے کرنیل فلوئڈ کا پیچہا چہوڑ دیا۔ وہ ۱۶ ستمبر کو جنرل میڈوز کے لشکر سے آن ملی اور کرنیل سٹورٹ کا لشکر بہی پالی گہاٹ فتح کر کے آن ملا جنرل میڈوز کا مطلب یہہ تہا کہ ایک جنگ عظیم ٹیپو سلطان سے کیجئے سلطان ٹل جاتا تہا اپنی ہفتہ تک وہ جنرل میڈوز کے مقابلہ مین نہ آیا۔ اور اس عرصہ مین اوسنے ستی منگل اور ایروڈ اور دارالوم پر پہر قبضہ کر لیا۔ مگر جب اوسکو یہہ خبر ملی کہ انگریزی لشکر بارہ محال سے اپنا دور دکہارہا ہے تو اوسنے اپنے بہت سی فوج کا حصہ وہان بہیجا اور باقی فوج کو یہان چہوڑا کہ وہ جنرل میڈوز کی خبر لیتے رہین کہ کدہر جاتے ہین۔ بارہ محال پر انگریزی لشکر پہلے کرنیل کیلی کے ماتحت کام کرتا تہا مگر اوسکے مرنے کے سبب

کرنیل میگزول کا کام کرتے تھے سپاہی یونہر سپاہ ادن پاس تہی۔ یہہ لشکر بنگال سے کنارہ کنارہ لاڈ
کورنوالس نے وارن ہیسٹنگز کی تقلید سے بہیجا تہا۔ اسمین کچہہ سپاہ مدراس کی بہی شامل تہی
وہ ۲۴ اکتوبر کو بارہ محال مین داخل ہوئی تہی۔ اور شروع نوامبر مین اوسنے اپنا ہیڈ کوارٹر
کاویری پٹم مقرر کیا تہا۔ اب جرنیل میڈوز بہی اپنا لشکر لیکر اس سپاہ سے مل گئے تہے۔ مگر سلطان
ٹیپو کا لشکر مین روز پہلے ان پہونچا تہا۔ غرض مہمات مین سوا اسکے لشکر سفر دان کے گرنیسے درماندہ ہو
ادہر آیا ادہر گیا جولاہی کا تانا بانا تہا۔ اور خاک کو توری سر پر اوڑاتا پہرا اور اوسے تہک گیا کچہہ نہ
حاصل ہوا صلح کی بہی قیل و قال سلطان سے ہوئی مگر بیفائدہ جب یہہ حال لارڈ کورنوالس نے
دیکہا کہ اونہون نے خود ارادہ کیا کہ خود چلئے اور یہ فصل مہم طے کرے جسسے دوستون کو ظفر و فتح و نصرت کی
امید دشمنون پر ہوگی۔ حقیقت مین اس لڑائی کے اندر کچہہ ہنر اور سلیقہ سپاہ گری کا جرنیل میڈوز
نے نہ دکہایا۔ اور نہ رفیقون کے کچہہ فائدہ کی صورت دکہائی۔ جرنیل میڈوز ویلوٹ مین
۲۷ جنوری ۱۷۹۱ء کو ۱۸ اسپل پر مدراس سے پہونچا۔ اور لارڈ کورنوالس نے اہتمام جنگ ۲۹ جنوری کو
اپنے ذمے لیا۔ اور ویلوٹ سے ۵ فروری ۱۷۹۱ء کو سفر کیا۔ اور لارڈ لشکر ویلو مین پہونچا سلطان
اسوقت پٹوچیری مین فرانسیسون سے جوڑ توڑ لگا رہا تہا اس انگریزی لشکر کی خبر سنکر وہ روانہ ہوا
کہ جاکر تمام درون کا انتظام کرے۔ اوسکی غلطی تہی کہ وہ یہہ سمجہا کہ انگریزی لشکر ان درون کے
رستے جائیگا اس سبب سے انگریزی لشکر کو بے تفرقہ بلنین میسور کر سامان رسد کے لئے خوب ہاتہ لگ گئین
اول مطلب انگریزی سپہ سالار کا یہہ تہا کہ بنگلور کو فتح کیجئے۔ وہ ایک بڑا شہر تہا اور قلعہ اوسمین
مستحکم تہا غرض کرنیل مورہوس نے اپنی توپون سے شہر کے دروازون کو ٹکڑے اوڑا دئے اور گرانڈیلیر
کے لنڈیلون پر سوار ہوکر اول ایک لفٹنٹ انگریزی داخل ہوئے پہر جرنیل میڈوز کی اعانت سے
وہ فتح ہوگیا ٹیپو سلطان بہی کہین یہان آس پاس تہا اوسنے قلعہ دار کو سخت حکم دیا کہ جو کچہہ کہو بیٹہا
اوسے حاصل کرے۔ اوسنے حکم کی تعمیل کی اور چپہ چپہ زمین پر جان لڑادی شہر کی گلیون اور
کوچون مین دو ہزار آدمیون نے سرفروشی کی۔ انگریزی لشکر کا بہی نقصان ہوا۔ کرنیل مورہوس تو

کہ ہر ایک بیس مار خان ہوگا گھوڑے پر انکو چڑہنا خوب آتا تہا ہتیارون مین گرز ہوتے تہے نیزہ دیکھیے تو دو گز
لنبا تلوار کو دیکھیے تو دو دہاری نہایت آبدار خود آہنی سر پر چار آئینہ بر مگر ایسا لشکر بیت حرام تہا
لڑائی کے کسی کام کا نہ تہا - وہ اپنی سامان رسد کا سر انجام نہین کر سکتا تہا اوسکا افسر پنج ونت سنگہ
تہا اور اسد علیخان اوسکا نائب دو رسالے تہے الفنسٹ کرنیل اولڈہم صاحب چار پانچ ہزار
لشکر لیے آتے تہے اونسے ملے تو وہ بہی وہی ٹاٹا گہری مین مل گیا - اب لارڈ کورنوالس صاحب پہل
کو بہی بنگلور مین آگئے - اگرچہ لشکر انگریزی کو یہہ کام یابیان حاصل ہوئین تہین مگر پہر بہی اوسکا حال
ایسا نہ تہا کہ اوس کو گورنر جنرل ایک سخت جنگ عظیم کرسکتا رسد رسانی کا سامان نہایت ناقص تہا -

بار برداری کا سامان نہایت ابتر تہا مگر گورنر جنرل نے اپنی ہمت دلیرانہ اور جرات بہادرانہ سے
سرنگاپٹن کی طرف سفر اختیار کیا - لڑائی کے واسطے اسلیے جلدی تہی شتابی کی کہ کہین فرانسیسون کو ٹیپو سلطان
اپنی حمایت کے لئے نہ لا کہڑا کرے - کہ جسے اور کام مین دشواریان پیدا ہو جائین سامان ضروری سا ساتہہ لیا باقی
بنگلور مین چہوڑا - افسرونکو بہی حکم تہا کہ جہانتک ہوسکے وہ بوجہہ زیادہ نہ لیں - غرض ۴ مئی ۱۷۹۱ء کو
لشکر نے پہلی منزل طے کی - راہ مین جنگل دریا کہار نالے گڑہے بہت تہے - اونمین جو پانی تہا چار دن شتابی سے
چت ہو کر لیٹ گئے - اور مرنے لگے اور گہٹنے لگے - بہت سا ذخیرہ اور اسباب کو اسلیے تلف کرنا پڑا کہ
کوئی اونکا اوٹہانیوالا نہ تہا - سلطان ٹیپو نے بہی دشمنون کی راہ کو ایسا ویران کر دیا تہا کہ سامان ضروری کسی
کسی طرح بہم ہی نہ ہو - کہین آگ لگا دی - کہین اناج کو دبا دیا - باشندونکو بہکا دیا کہ اگر دشمن راہ مین ہو
تو کوئی بتلانیوالا نہ ملے - غرض یہہ سفر ایسے ملک مین تہا جہان قضا و قدر نے اپنے ہاتہہ سے حادثہ عظیم برپا
کر کے انسان کا نام نہ رکہا ہو اور کوئی چیز جس پر انسان کی زندگی کا مدار ہو باقی نہ رکہی ہو - آخر کار
بالاو مین جا کر کچہہ اناج ملا مگر اس سے کیا پوری پڑتی تہی - ہر شخص کو اپنی نصف خوراک کہانی پڑتی تہی
اسوا مئی ۱۷۹۱ء کو کاری گہاٹ مین خدا خدا کر کے لشکر پہونچا - جب لشکر انگریزی ایسا پاس آیا تو
ٹیپو سلطان کے دل مین ہراس آیا - جب سے بنگلور فتح ہوا تہا اوسکو اندیشہ تہا کہ اب کی دفعہ اس
دار السلطنت کی بہی خیر نہین اسلیے اوسنے اپنے اہل عیال اور دولت و مال کو چیتل درگ مین

سمجھا جاتا مگر اوسکی ماں نے منع کیا کہ اسی لشکر مین خود ہراس پیدا ہوگا پھر اوسکی ماں نے نظام کو خط لکھا کہ میرے بیٹے
سے جو گستاخی آپ کے خاندان کے ساتھ بعنفوان شباب مین کہ انسان کی طغیانی طبیعت در غلیان قوت
غضبی کا موسم ہوتا ہے کی ہے معاف کرین۔ ایک اور بڑی بات سننی گئی کہ بازارون مین دیوارون پر انگریزون
کی تصویرین بہت برے طور کی نقشہ اونکی تذلیل و تحقیر کے لیے بنائی گئی تہین۔ اونکو سلطان نے حکم دیا کہ وہ سب
مٹائی جائین جسمین سلطان کی انگریزون سے نفرت کا نشان درخشان ہو جاے۔ جبتک انگریز کے امن دار السلطنت
مین تہے۔ دیکھنا چاہا کہ سلطان نے اپنے دل ہلانیکے لیے رکہوا لیا تہا سنہ ۱۷۸۴ کے عہد نامہ کے موافق سب قیدیون کا
چہوڑ دینا واجب تہا۔ اب انہی بدعہدیون کے حساب سے کہا کہ ان بگیا ہونکو اور بعض مرد قیدیون کو مار ڈالا۔ غرض کہ
ہنگام کے فصلے اور سری رنگ پٹن پر حملہ ہونیکے خیال سے ٹیپو نے قتل کروا دیا تہا جو حرکت تہی وہ ایسی
تہی کہ لیکن انگریزی گورنمنٹ اپنی دار السلطنت سے چند میل اور یکہ ہی کہیٹر پر بکہیا تو اپنی ہوش حواس درست
کرکے اپنا لشکر انگریزی لشکر سے جسمین کے فاصلہ پر ڈالا ٹیپو سلطان اپنے باپ کو دیکہ چکا تہا کہ ایک جا جم کر
ہنگامہ کارزم سے کوئی فائدہ اوسکو نہین حاصل ہوتا تہا جیسا کہ متفرق دستہ بستہ سپاہ کو لڑنے سے اونکو
وہ جہانتک ممکن تہا ایسی لڑائی سے بچتا تہا۔ اب دریا طغیانی پر چڑہا ہوا تہا لارڈ کورنوالس جس ادہر دیکہتے
کہ تیسرے گئے کہ کونسا مقام دریا پار جانیکے لیے رہا ہوگا۔ اوسمین یہہ خیال تہا کہ جنرل ابر کرومبی سر جو بمبئی
سے لشکر لیکر سیری پٹم مین سری رنگ پٹن سے چالیس میل پر مغرب کی طرف پڑے ہین کیونکہ لشکر کے
شامل ہو۔ ان لشکرون کا ملنا ایک مہم امر تہا۔ اب انگریزی سپاہ لارڈ کو معلوم ہوا کہ ٹیپو سلطان کا سارا لشکر اور
اقامت گاہ اور سری رنگ پٹن کے درمیان پڑا ہے۔ بائین طرف دریا کاویری ہے اور داہنی
طرف پہاڑون کی قطار ہے۔ اور راہ ساری کہاڑ کہڈون سے بہری ہوئی ہے اور توپین جا بجا لگی ہوئی ہین کہین
سامنے جانیکے لیے رستہ نہین ہے۔ دریا اور پہاڑون کے درمیان کہین فاصلہ ڈیڑہ میل سے زیادہ نہین ہے مگر
یہہ مقام ایسا قلعہ تہا کہ اوسمین دشمن پر حملہ کرنا نہایت دشوار تہا اسلیے لارڈ کورنوالس نے چاہا کہ دشمن کے داہنی
طرف کو پہاڑون کی راہ طے کرکے دشمن کے عقب مین جا کر دشمن کا راستہ سری رنگ پٹن جانیکا
بالکل بند کر دیجیے۔ مگر بارش کی وجہ دہوان دہار مینہہ برسا کہ انگریزی لشکر کا قدم اوٹہانا مشکل کر دیا عجب حکمت

اچانک ایک دستہ سوار دکھائی دیا اور یہ شبہ ہوا کہ ٹیپو کے سوار آن پہونچے مگر پھر یہ تحقیق ہوا کہ وہ مرہٹوں کے سوار ہیں اور خوش خبری لائے ہیں کہ ہری پنت کا لشکر اور پرسرام بہاؤ کا لشکر بھی چلا آتے ہیں۔ اگر مرہٹے دیر کرکے آتے تو اس مہم میں انگریزوں کو ناکامی نہوتی بلکہ کامیابی ہوتی۔ اس وقت انگریزی سررشتہ خبر رسانی کا نہایت خراب تھا ٹیپو سلطان نے سررشتہ جاسوسی ایسی عمدہ طرز سے قائم کیا تھا کہ وہ انگریزی لشکر میں خبر کو جانے ہی نہیں دیتے تھے۔ ڈیڑھ سو میل پر جب بیٹھے تھے۔ اونھوں نے متواتر اپنے قریب کی بھی خبریں سو قاصدوں کے ہاتھ بھیجی ہونگی مگر وہ سب راہ میں ٹیپو سلطان کی فوج نے روک لیے۔ اب سے انگریزی لشکر میں مرہٹوں کے آجانے سے بیل و بہت سا غلہ آگیا اور سامان کی فراط ہوگئی۔ مرہٹوں کا جو بازار دیکھا تھا ایسا بازار تھا۔ وہ کسی بڑے شہر کا نہایت عمدہ بازار معلوم ہوتا تھا۔ دنیا کی چیزیں جتنی سوچ سکیں موجود تھیں۔ ایک طرف الماس کی ڈھیر تو دوسری طرف کانچ کی چوڑیاں۔ ایک جانب اگر کشمیری شال ہے تو دوسری جانب گوڑ گوڑ اور بچھونے کے ٹکڑے موجود ہیں۔ کسی ایک طرف تمام انگریزی اسباب کی دکانیں لگی ہوئی ہیں سب اسباب ولایتی موجود ہے۔ ایک طرف صرافوں کی دکانوں پر روپیوں کے ڈھیر لگے ہیں۔ سارے ہندوستان کے سکے جمع ہیں موجود ہیں۔ ادھر شرقی اسباب کی چمک دمک تو غارت گروں کے غنیمت نے دکھائی تھی اور مغربی صنعت کی بہار تاجروں کی منفعت نے۔ بھیڑ بکری گائے بیل مرغی اور کالنگن کی خشک مچھلیاں بھی موجود تھیں۔ انگریزوں کے لشکر کو جو سامان رسد مرہٹے پہونچاتے تھے تو وہ بہت گراں قیمت پر ان کے ہاتھ فروخت کرتے۔ مگر اس قحط زدہ لشکر کو یہ بھی غنیمت تھا۔

(۱۰) ۱۹ جون کو انگریزی لشکر ہولی ونور درگ تیس میل پر پہونچا۔ یہ قلعہ ایک پہاڑی پر واقع تھا۔ ان شرائط پر قلعہ دار نے قلعہ حوالہ کیا کہ لوگوں کے نجی مال نہ لوٹا جاوے اور مرہٹوں کی دست اندازی سے بچایا جاوے۔ غرض ان باشندوں نے مدورا کی سمت سفر کیا۔ انگریزی لشکر ان کی حفاظت کے لیے ساتھ تھا اور وہ مدورا تک ان کو بخیر و عافیت پہونچا دیتا مگر کہیں مرہٹا لوٹنے والا نظر نہیں آتا تھا اس لیے ان مسافروں کے افسر نے انگریزی افسر سے کہا کہ آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں چلے جائیے ہم پہونچ جائیں گے مگر انگریزی افسر جس وقت ان کو دہر چھوڑ کر چلا آیا اور مرہٹوں نے ان غریبوں کے سارے کپڑے لتے اتروا لیے

اس قلعہ مین رئیس قیدی تہے عجب مصیبت مین تہے۔ کوئی ایسی جگہ بند تہا کہ سیدہا کہڑا نہین ہو سکتا تہا
کسی کی بازو ایسے پیچہے بندہے ہوئے تہے کہ وہ بازو کو ہلا نہین سکتا تہا۔ غرض اس قید سے ہر قیدی کا کوئی نہ
کوئی عضو بیکار ہوگیا تہا۔ اس قلعہ کی فصیل ڈہادی گئی اور سپاہ آگے چلی۔ اوسترادروگ
ساوندبروگ کے قلعے راہ مین آئے قلعدارون سے کہا گیا کہ قلعے حوالہ کرو مگر اونہون نے انکار کیا اونکو سر ہونا
بہی انگریزی لشکر نے مصلحت نہ جانا۔ ۱۱ جون کو لشکر بنگلور مین پہونچا لشکر کے پہلے پہونچنے سے
تیاریان دوسری مہم کی شروع ہوگئین تہین۔

مرہٹے جب انگریزی لشکر سے ملگئے تہے تو انہون نے لارڈ کارنوالس سے کہا تہا کہ جب تک ہمارے روپیہ سے امداد
نہوگی ہم میدان جنگ مین نہین ٹہر سکتے۔ پہر بارہ لاکہہ روپیہ قرض لارڈ صاحب نے دیدیا اور اسطرح دیگر
اگر کوئی اور افسر دیتا تو معلوم نہین کیا ولایت والے اوسکو آدمی کے ہاتہون لیتے۔ چین کو جہاز جاتے تہے
اونمین ڈیڑہ لاکہ اوتار کر اونکا روپیہ مدراس مین ڈالکر دیا گیا۔ غرض انگریزون کا اس مہم مین بہہ زر خطیر
خرچ ہورہا تہا۔ اور مرہٹے باوجودیکہ غنیمت کے مال سے مالامال ہورہے تہے۔ مگر پہر بہی انگریزون سے روپیہ
اونکے دشمن سے لڑنیکے لیے مانگتے تہے اور لارڈ صاحب کو بغیر روپیہ دیے کوئی اور چارہ نہ تہا۔ اب پرشرام بہاو
اپنی فوج اور انگریزی سپاہ بمبئی کی لیکر سیرا کی طرف روانہ ہوے تاکہ شمال مغرب مین معرکہ آرائی اور جنگ [illegible]
کرین۔ اور نظام کی سپاہ اسد علی کے ماتحت شمال مشرق کی طرف ہنگامہ کارزار گرم کرنے لگی۔ لارڈ کورنوالس
کی سپاہ سرنگاپٹن اور ملک کے وسط مین رہی تاکہ اپنے ملک کی حفاظت کرے اور دوسری مہم کے واسطے
سامان رسد بہم پہونچاوے۔ اور ایسے قلعے اور مقامات پر قبضہ کرے کہ جہان کہانے پینے اور سامان ضروری کا
ٹہکانا ہو سکے۔ مدراس سے سرنگاپٹن تک رسد کی راہ بند ہوجائے کہ جب دوسری دفعہ سرنگاپٹن
کو آئی تو عسرت غلہ کی پہلی مصیبت سر پر نہ آئے۔

اول لارڈ کورنوالس نے اوسور کی جانب جنوب مشرق کی طرف لشکر کی باگ موڑی اور جب لشکر اوس
مقام کے قریب ہوا تو اہل قلعہ نے اپنے تئین حوالہ کردیا قلعہ توڑ دیا گیا۔ مگر جب اہل قلعہ نکالے گئے تو
مگر پہلے کرنیل مین اگ دی جا اونکا حال معلوم ہوگیا تہا [illegible] بہی مصیبت کر یہان قید ہوے تہے

حیدر علی کے سامنے شہادت دلادی کہ وہ غریب شاہی بدن پر نیل پڑ گئے ہین۔ مگر مشرقی امرا کی شان مین
یہہ کہا گیا ہے کہ گاہے بسلامے برنجند گاہے بدشنامے خلعت دہند۔ نہ کچھہ مہربانی کا قاعدہ ہے نہ نامہربانی کا
دستور ہے اکثر مہربانی اور نامہربانی دونو غلط ہوتی ہین۔ پہر لطف علی بیگ کے حال پر لطف ہوا۔
اور وہ وکیل بن کر قسطنطنیہ بہیجے گئے اور وہان سے پیرس جانیکا ارادہ کیا مگر سلطان روم کی نظر
مین وہ کچھہ اچہا نہین اسلئے آیا پانچ برس بعد جیسے گئے تہے ویسے ہی آئے کچھہ کام بنا کر نہ لائے بیس لاکہہ روپیہ خرچ کرائے
اور کئی سوا اپنے ہمراہیون کو دوبا کر آپ بہی منزل آخرت پر پہونچا آئے۔ اور ایک عجب سفرنامہ دفتر میسور مین
داخل کرنے کے لئے بنا لائے۔ اب انہون نے اس قلعہ کو بہی حوالہ کرکے اپنی ہمیشہ کی ناکامیابیون کی تعداد
ایک کا عدد اور زیادہ کر دیا۔ میسور کی ریاست مین سب سے زیادہ مستحکم اور استوار یہہ قلعہ تہا جو انگریزون کو
یون ہاتہہ لگ گیا۔ جب یہہ قلعہ فتح ہو گیا تو کرنل میکزول کے ماتحت ایک سپاہ بارہ محال مین
بہیجا گیا یہان باقر صاحب جنکے باپ قلعہ دار وار کے میدان جنگ مین قتل ہوئے تہے بڑی شورش
برپا کر رکہی تہی غرض اس سپاہ کے بہیجنے سے یہہ تہی کہ وہ اس ملک کو دشمنون سے صاف کر دے کہ سامان رسد
کی راہ مین کوئی خار راہ اور سنگ پا نہ رہے۔ یہہ قلعہ جلدی سے ہاتہہ آ گیا اور باقر صاحب چلا گیا مگر کرنل
صاحب کشن گدہی پر متوجہ ہوئے تا کہ دشمن کی غارتگری کے واسطے کوئی کمین گاہ اور مامن نہ رہے
انگریزی لشکر نے حملہ کیا مگر بہت نقصان اوٹہا کر واپس آنا پڑا۔
میجر کوپیچ صاحب کو یہہ کام سپرد ہوا تہا کہ ضلع کوانبٹور مین قلعہ کوانبٹور اور پالی گہاٹ کو
با حفاظت درست کرین اور انکو دشمنون کے ہاتہہ سے بچائین۔ کوانبٹور کے قلعہ مین تو جان سے مقابلہ
کرنے کی تہی نہین اسلئے توپین اور تمام اسباب پالی گہاٹ مین میجر صاحب لیگئے لفٹنٹ شامز کو
کوانبٹور مین چہوڑ گئے۔ انہون نے تین لمبی توپین پڑی ہوئی تہین انکو کام کا بنا کر قلعہ کوانبٹور
پر چڑہا دین۔ اور پانچ سو گولے میجر صاحب سے چلتے دفعہ لے لئے۔ غرض اپنے نزدیک انہون نے ایسا سامان
کر لیا تہا کہ اگر قلعہ پر حملہ ہو تو چند روز اوسکا مقابلہ ہو سکے پہلے تو فقط یہہ خیال ہی تہا کہ دشمن کا
حملہ ہوا ہے اور اوسکا وقوع بہی ہوا۔ دشمنون کے دو ہزار پیادون اور بہت سے سوارون نے اور آٹہہ توپون نے آ کر

قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں قلعہ مین ایک بیس ہزار نو باسی تہے جنمین آدہے تو محاصرہ ہوتے ہی رفو چکر ہوئے۔
اور جو باقی رہے وہ سرکشی ٹیپو کا کہا نہین مانتے تہے۔ اب دشمن نے مورچے جما کر حملہ کیا شامرز صاحب نے جہانتک
شجاعت اور عالی ہمتی کا اقتضا تہا کئی مہینے تک مقابلہ کیا پالی گہاٹ سے کمک بہیجی گئی۔ اتنے مین
قمر الدین خان ایک لشکر عظیم آٹھ ہزار پیدل اور چودہ توپین اور چار عبارہ لیکر آن موجود ہوا۔ کوٹ پیچم
صاحب تین پلٹنین سپاہیون کی جنمین ونچ ہزار تلنگو دیسی کی پلٹنین اور چہہ میدانی توپین لیکر محاصرین کے
دفع کرنے کے واسطے چلے قمر الدین خان نے صاحب کو روک دیا گو ایک دفعہ پہر اونسے شکست کہائی اور
وہ مجبور ہوکر پہر پالی گہاٹ کو چلے گئے اور قمر الدین نے پہر آکر کوئمبتور کا محاصرہ کر لیا قلعہ کے اندر شامرز
صاحب اور نیبش جنت صاحب دونو ایک ہی دن زخمی ہوئے۔ اس محاصرہ کا بیان تاریخ مین لکہنے کے قابل نہ تہا اگر فقط
شامرز صاحب نے جس دلیری و دلاوری سے مقابلہ کیا اوسکے سبب سے وہ قابل بیان ہو گیا غرض صاحب نے لاچار
ہو کر اس شرط پہر حوالہ کیا کہ وہ پالی گہاٹ پہنچا دئے جائین۔ مگر اس شرط کا ایفا نہ ہوا۔ اور یہہ عذر پیش
ہوا کہ سلطان کی منظوری اس شرط کے توڑنے آئی تہی۔ سب قیدی بنکر سری رنگ پٹن گئے بنگلور
اور سری رنگ پٹن کے درمیان سنگستان اور درختستان بنگلور کے پاس سے دریاے مدور تک پہیلا ہوا ہے
غرض یہہ ملک خود ہی انگریزی لشکر کی سد راہ تہا۔ اور پہر راہ مین قلعہ ساون ڈرگ اور غضب تہا
اس قلعہ کے سبب دشمن سری رنگ پٹن اور بنگلور کے درمیان آمد و رفت بند کر سکتا تہا جب لارڈ
کورنوالس نے بنجارون سے اناج کے سرانجام کرنے کے لئے کہا تو انہون نے کہا کہ اگر یہہ قلعہ دشمنون کے ہاتھ
مین رہیگا تو ہم آگے اناج کے پہونچانیکا وعدہ نہین کرتے ہین اوسکا حصار آدہ میل اونچے پہاڑ پر
واقع تہا اوسکے قاعدہ کا محیط آٹھ میل تہا اور اوسکے گرد خارستان اور جنگل جہاڑی کوسون
تک تہا۔ پہر اوسکے گرد بانسون کی باڑ غرض ایک تو وہ خود قلعہ خدا آفریدہ تہا۔ پہر اوسپر انسان کی
صنعت نے اور اوسکو مستحکم کر دیا تہا۔ دیوارین فصیلین برج بارہ سب سمت تہے پہر پہاڑ کی چوٹی دو حصون مین تقسیم
تہا بیچ مین اوسکے خلا تہا۔ اور چوٹی کے اوپر اوسکے ایک قلعہ بنا ہوا تہا۔ اگر حصہ زیرین دشمن لے بہی لے
تو حصہ بالا اپنا دفاع کے واسطے خوب تہا۔ غرض اوسکا ایسا مستحکم و استوار قلعون کی برابر نہ تہا۔ اگرچہ اس قلعہ کا

اسکا نام اسکی فتح سے انگریزوں کا جی چھڑواتا تھا۔ مگر دشمنوں نے اور مستحکم قلعے جنکو وحشی ولاد ہندوستانی
سمجھتے تھے۔ اور یہہ جانتے تھے کہ آدمیوں سے وہ فتح نہیں ہونگے۔ البتہ دیوتوں (ان) ملک تو فتح ہوں انگریزوں نے
انکو تسخیر کر لیا تہا اسی لئے اس قلعہ پر حملہ کرنے کے لئے جرأت ہوئی۔ اس قلعہ کی فتح کرنے کا کام
کرنیل سٹورٹ کو سپرد ہوا ساتھ ایک زبردست توپخانہ اور دو پلٹنیں گوروں کی اور تین ہندوستانی رجمنٹ
انکے سپرد ہوئیں اور باقی سپاہ اسلئے مقرر کی گئی کہ وہ سب رستے سری رنگ پٹن کی طرف سپاہ کے
آنیکے بند کردے۔ ۱۰ دسمبر ۱۷۹۱ کو کرنیل صاحب پہاڑ سے تین میل پرتال کی جانب خیمہ زن ہوئے انجنیروں
نے دیکھ بہال کر یہی تجویز کیا تہا کہ یہی جانب حملہ کرنیکے لئے اچھی ہے خیمہ گاہ سے پہاڑ تک توپوں کے
لیجانیکے لئے راہ بنانی سخت دشوار کام تہا بانسوں کے بڑے بڑے درخت جھاڑی اور خارستان سے
تمام راہ گہری ہوئی تہی اور اس محنت و مشقت پر آب ہوا کی فساد کے سبب سے وبا کا اور اندیشہ تہا جب ٹیپو
سلطان نے یہہ سنا کہ انگریزوں نے اوسکے فتح کا ارادہ کیا ہے۔ تو اوسنے اپنے نوکروں کو مبارکباد دی کہ
انگریزوں کی دیوانگی دیکھتے ہو کہ کس قلعے کو فتح کرنے کو ہیں جسمیں قطعی اونکو شکست ہوگی۔ اور آدہی
گوروں کی سپاہ تو بیماری اور وبا سے مر جائینگے اور آدہی سپاہ حملہ میں ماری جائینگے۔ مگر اس قلعہ
کا فتح کرنا تو انگریزوں کی فرزانگی تہی اور یہہ خیال سلطان کا دیوانگی تہی۔ ۱۷ دسمبر کو مورچے بنے اور
سات سو گز کے فاصلہ پر جانے سے پہلے توپوں نے دہوئیں کی کالی گھٹا اوٹھائی اور زور سے گولوں کی جھڑی لگائی
اور گولوں کا پہاڑ پر مینہ برسایا۔ گولوں کا اثر اس سبب سے کم ہوا کہ دیوار بڑے بڑے پتھروں کی بنی
ہوئی تہی اور نیچے کے پتھر اوسکے پہاڑ سے لوہے کی طرح جوڑے گئے تھے ۱۹ کو ایک اور توپخانہ اوپر لگایا
اب ڈھائی سو گز کے قریب فاصلہ رہ گیا اور دیوار میں شق ہو گئی ۲۰ دسمبر کو حملہ کا حکم دیا۔ اونہی بانسوں کے
درختوں کا گھن جو رستہ بنانیکے لئے دشواری پیش کرتا تہا اب اوسکے پاس پہنچانیکے واسطے ایک محافظ ہوگیا
ان درختوں کی آڑ میں اور پہاڑوں کی کہوؤں میں بندوقچی ایسے فاصلہ پر کمین گاہ
بنایا گیا لفٹنٹ کرنیل نسبٹ کو حکم ہوا کہ چار مختلف مقامات سے حملہ کریں گیارہ بجے پر حملہ ہوا اہل قلعہ
بھی پیچھے دشمنوں سے لڑنیکے لئے اوترے مگر جب دیکھا کہ لشکر دیوار کی دراڑ میں سے اندر آگیا ہے تو

ہوش خطا ہوگئے۔ اور پہاڑ پر چڑھ گئے۔ غرض مشرقی پہاڑی تو فتح ہوئی۔ کرنیل مولتن صاحب بھی
پہاڑی فتح کرنے کے لئے مقرر ہوئے تہی اوسمین بڑی بڑی دقتین پیش آئین۔ مگر وہ سب آسان
ہوئین اور یہہ قلعہ ایک گھنٹہ مین ہاتھ آگیا۔ اور تمام دہشتائین اوسکی متانت اور حصانت کی ختم
ہوگئین اور پہر سننے مین نہ آئین۔ انگریزون کا ایک آدمی بھی نہین مرا فقط ایک زخمی ہوا۔ سیاوندرُوگ
کا بہائی ایک دن قلعہ اوسے اڈروگ تہا جب قلعدار سے کہا کہ ہمی مین خیریت ہے کہ قلعہ حوالہ کرد
تو اوسنے کہا کہ جب تک تم سری رنگ پٹن نہ لو گے ہین یہہ قلعہ نہ دونگا۔ پہر اوسکے بہائی سنتاپ
کے ساتھہ کہا گیا اور علم صلح بہیجا گیا۔ جو افسر ساتھہ گیا تہا اوسکو اہل قلعہ نے پاس آنی کا اشارہ کیا
وہ ساتھہ گرکے قریب پہونچا تو اوسپر بندوقون سے گولیان مارین۔ افسر بچ گیا پہر اس قلعہ پر حملہ ہوا اور
انگریزون کی سنگینون کے خوف سے دشمن پہاڑیون سے گر گر مر گئے۔ ایک طرح کی موت سے بچے دوسری
طرح کی موت مین پہنسے۔ آگ سے بچے پتہرون سے مرے غرض انگریزون کی ہیبت نے اس قلعہ کو آسانی
سے فتح کرادیا۔ لارڈ کورنوالس کے لشکر نے تمام وہ قلعے جو کسی طرح سد راہ لشکر سری رنگ پٹن کے
جانے مین ہوتے اور سامان رسد کے بہم رسانی مین سنگ راہ بنتے فتح کر لئے۔ مدراس سے بہی لشکر اون پاس
آگیا۔ دشمن کے ملک سے بنجارے پچاس ہزار بیل اناج کے بہر کر ساتھہ ہو لئے۔ ان بنجارون نے وہ کام کیا جو
ایک لشکر عظیم بہی نہ کر سکتا تہا۔ اونکو قیمت اناج کی ٹیپو سلطان کے لشکر مین نہین ملتی تہی اور حاکم اونپر
جبر اور قہر بہت کرتے تہے اسلئے وہ یہان آگئے۔ یہہ بنجارے بہی جب اسباب لاد کر چلتے ہین تو ایک لشکر معلوم
ہوتا ہے سب ہتیار بند ہوتے ہین۔ کوئی حملہ کرے تو مارنے مرنیکو بہی موجود ہوتے ہین۔ غرض اسی ملک کا
وحشیانہ پن ثابت ہوتا ہے کہ تاجر سپاہی بن کر اپنا اسباب کہین لیجا سکتا تہا۔ اب نظام کی فوج
کا حال سنئے کہ گورم کونڈا کے محاصرہ مین مصروف تہے۔ توپخانہ نظام کا اس کام کا نہ تہا کہ اوس کے
حصہ زیرین کو فتح کرتا۔ اسلئے لورڈ کورنوالس نے توپین اوسکے فتح کرنیکے لئے بہیجین۔ غرض نظام کی
فوج سے جب تک کچہہ نہو سکا۔ کپتان ریڈ صاحب انگریزی سپاہ لیکر آئی۔ اونہون نے دو روز کے عرصہ مین
قلعہ زیرین فتح کر دیا۔ بعد اس فتح کے نظام کا ایک بہاری لشکر مشیر الملک کے نظام لیکر آئے۔ وہ آکر

سپاہ کا بڑا حصہ اور انگریزی سپاہ کو ساتھہ لیکر لارڈ کورنوالس کے لشکر سے ملنے چلے اور قلعہ زیرین کی
حفاظت کے واسطے تہوڑا سا لشکر چھوڑ گئے۔ مگر دسمبر ۱۷۹۱ع کو سلطان ٹیپو کا بڑا بیٹا کورم کونڈہ مین بارہ
ہزار سوار اور پیدل لیکر آیا۔ اور اوسنے پہر نظام کے لشکر سے یہہ قلعہ زیرین لے لیا اور سپاہ قلعہ بالائی کی
کمک کے لئے چھوڑکر پہر سری رنگ پٹن کو چلا گیا۔

اب مرہٹون کے لشکر کا حال سنئے کہ جب لارڈ کورنوالس سے پرسرام بہاؤ اپنا لشکر لیکر رخصت ہوا
اور اپنے ساتھہ انگریزی سپاہ بہی کپتان لٹل کے ماتحت لیکر چلا تو قلعہ دوراور وگ پر پہونچا۔ بہاؤ
سمجہتا تہا کہ وہ آسانی سے فتح ہوگا۔ مگر بہاری پتہر لگا جو مرکر چھوڑ دیا۔ کئی دفعہ حملہ کیا مگر ناکامیاب
رہا تو آگے سفر کیا اور چتل درگ میں پہونچا۔ اس مقام کو دیکہا بہالا تو معلوم ہوا کہ وہ نہایت
مستحکم اور استوار ہے اور ہاتہہ آنا دشوار ہے اسلئے قلعہ دار کو بہلایا بہت کچہہ دینے کا وعدہ کیا۔ مگر قلعہ دار نے
اپنی ایمانداری کے سبب سے یا اسلئے کہ اوسکا سارا گہر بار سری رنگ پٹن مین تہا بہاؤ کے پیغام پر لعنت
بہیجی۔ بہاؤ کی عادت تہی کہ جب اسپر اوسکو مایوسیان ہو سکتی تہین تو وہ لوٹ مار ہی کو غنیمت سمجہا کرتا تہا
کچہہ دنون علالت مزاج کے سبب سے توقف کیا اور پہر ۱۸ دسمبر ۱۷۹۱ع کو لشکر لیکر آگے بڑہا۔ اور ہولی اونور
پر پہنچا۔ اوسمین پانچ سو آدمی تہے مگر ان مغرورون نے مقابلہ مین ذرا بہی ہاتہہ پیر نہ ہلائے۔ اور بے دست و پا ہوکر
اپنے تئین کپتان لٹل اور لفٹنٹ مور کے حوالہ کردیا۔ ان دونون صاحبون نے چاہا کہ مرہٹون کی لوٹ
سے یہہ قلعہ بچے۔ اسلئے دروازہ بند کردیا۔ زینے بہی علٰحدہ کردئے۔ مگر مرہٹے ایسے اوستاد تہے کہ کہین نہ
کہین سے ٹہپ لگاکر قلعہ مین گہس آئے اور حشرات الارض کی طرح سب جگہہ پہیل گئے۔ گہرون کو ایسا صاف
کیا کہ پہر زحمت جاروب کو جا نہ رہی۔ اسپر انگریزون نے بہی اپنی سپاہ کو لوٹنے کا حکم دیدیا اسپر
بہاؤ نے انگریزی سپاہ کو حکم دیا کہ قلعہ سے باہر چلے آؤ۔ چونکہ سپاہ اوسکی زیر حکم تہی۔ اسلئے ناچار
سپاہ کو خالی ہاتہہ آنا پڑا۔ غرض جو شکار انگریزون نے کیا تہا اوسکو بہاؤ نے کہایا۔ اور اوسمین حصہ بہی نہین دیا
یہہ مرہٹون ہی کا کام تہا کہ دوسرے کے شکار پر اپنی تلوار چلائین۔ ایک گہرانا انگریزون کی حمایت
مین تہا۔ مگر اس رذیلے مین ایک نوجوان لڑکی کے گم ہو جانے سے اوس گہر مین کہرام پڑ رہا تہا۔ ایک

انگریزی افسر نے اوس لڑکی کو تلاش کرکے گہر پہونچا دیا تو اسپر پورنیا نام بہادر نے اپنے لشکر اور انگریزی
سپاہ پر بڑا افتخار کیا کہ یہہ کام نہایت نجابت اور اشرافت کا ہے اور تاکید کی کہ تمام سپاہ اور افسرون کو ہمیشہ عورتون
کی ناموس اور عزت کا خیال رکہنا چاہئے۔ آئندہ اس حکم کی تعمیل سپاہ نے خوب کی۔ کبھی عورتون کی عصمت
مین فرق نہین ڈالا۔ پہر یہہ لشکر جنوب مغرب کی سمت شمی گا پر پہونچا۔ ٹیپو سلطان نے اپنی سپاہ ضلع
بیدنور مین جمع کر رکہی تہی۔ اونہین مین سے کچہ سپاہ لیکر رضا صاحب یہان آگیا تہا۔ کوئی کہتا ہے کہ
گیارہ ہزار سپاہ تہے کوئی کہتا ہے سات ہزار سپاہ تہے وہ ایک جنگل مین مقیم تہا دس توپین تہین اور یہہ ارادہ تہا
کہ انگریزی اور مرہٹون کی لشکر پر قلعہ سے اور اس لشکر سے ایک ہی دفعہ ٹوٹ پڑنا چاہئے۔ مگر جب یہہ مرہٹونکو
معلوم ہوا تو ایک ہزار سپاہ انگریزی اور چار ہزار مرہٹون نے خود اوسپر حملہ کیا۔ مگر وہ ایک ایسے قلب مکان
مین مقیم تہا کہ مرہٹونکو تو ایسی شکست ہوئی کہ پہر وہ دشمن کے آگے ساتہ اتنی دیر بہی نہ ٹہرے
جتنی دیر کوئی آگ لینے جاتا ہے سارا کام انگریزی لشکر کے سر پر آپڑا۔ کپتان لٹل نے بڑی دلاوری اور مردانگی
سے میدان جنگ مین قدم جما کر دشمن کو پیچہے ہٹایا۔ اور تین توپین اوسکی چہین لین اور پانچ میل تک
تعاقب کیا اور باقی سات توپین بہی لے لین اور رضا صاحب کے سارے لشکر کو پراگندہ اور پریشان کر دیا
انگریزی لشکر دشمن کے مارنے مین مصروف تہا اور دشمن اپنے تئین بچا نہین سکتا تہا مارا مارا پہرتا تہا۔ مرہٹون کو
دشمن کے خیمہ صاف کرنیکے لئے بلاتکلف موجود تہے اونکو ہتیار بیقدر لگے تہے ایک عمدہ پستول دو روپیہ کو بکتا تہا۔ انگریزی ایکہزار
لشکر نے اپنے دس گنے لشکر کو شکست دی اسلئے یہہ فتح بہی انگریزی تاریخ مین ایک کارنامہ گنا جاتا ہے۔ کپتان لٹل صاحب اسطرح
رضا صاحب کی سپاہ کو تباہ کرکے قلعہ شمی گا کی تسخیر پر متوجہ ہوئے۔ توپین لگائی تہین کہ اہل قلعہ نے کہا کہ ہم مین
قلعہ داری کی طاقت نہین ہے اپنے تئین حوالہ کرتے ہین۔ وہ مرہٹون کی دغابازی اور بدایمانی سے خوب واقف
تہے اسلئے اونہون نے یہہ شرط پیش کی ہم کو انگریز اپنی حمایت اور حفاظت مین رکہین۔ یہہ شرط قبول ہوئی
جب تک انگریزون کا سایہ اونکے سر پر رہا سب بعزت خوش و خرم رہے۔ مگر جونہین انگریز وہان سے ہٹے مرہٹے
اونکے لوٹنے کیلئے ٹوٹ پڑے۔ پہر تو یہہ نوبت اونکی پہونچا دی کہ بڑی بڑی افسر اپنے کپڑے بیچ کر گذران کرتے
تہے چہوٹے افسرونکو مرہٹے کہانا دیتے تہے مگر اونکے پیرون کی بیڑیون کی چہن چہن کی آواز سنتے تہے پس ایسے معاملے

توپون کے دشمن کے تمام کامون کو خود دیکھنے گئی۔ بیہودل ور گروہ اوسکا دیکھہ کر رفیقون کی سیاہ رنگ رہ گئی کہ یہہ انگریزی جنرل خود سطرح بےخوف وخطر چلا گیا جیسے کوئی ادنی کپتان جاتا ہے۔ غرض ۴ کی شام کو جبہ بجے سارا لشکر لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ ساڑے آٹھہ بجے سفر کا حکم ہوا۔ چاندنی رات تھی سپاہ چپ چاپ چلتی تھی۔ لشکر کے تین حصے ہوئے میسرہ مین دو گورون کی پلٹنین اور پانچ ہندوستانی پلٹنین تھین جنرل میڈوز اوسکے افسر تھے۔ قلب مین تین گورونکی پلٹنین اور پانچ ہندوستانی پلٹنین۔ اوسکا سپہ سالار لارڈ کورنوالس تھے۔ میمنہ مین ایک گورونکی پلٹن اور تین ہندوستانی پلٹنین کرنیل میکسویل کے ماتحت تھین۔ ہر ایک لشکر کے دیکھنے کا تعلق تھا۔ سلطان ٹیپو بھی شام کا کھانا کھاکر سوار ہوا۔ اس حملہ کی خبر اوسکو چند دیر پہلے دی تھی اول اوسکو یقین کرنے مین تامل ہوا۔ مگر آخر کو یقین ہوا۔ لڑائی پر وہ مستعد ہوا۔ پہر حکم اوسنے بہی اپنی جلادت اور شجاعت کو دکہایا۔ اگرچہ انگریزی شہامت اور صولت کے آگے پست ہوا۔ صبح ہوتے تک تمام میدان پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا۔ ۵۳۰ آدمی مقتول ہوئے اونمین ۳۶ افسر تھے۔ ٹیپو سلطان کے چار ہزار سپاہی ضائع ہوئے۔ غرض اٹھتالیس گھنٹے مین سری رنگاپٹن کا دو طرف سے محاصرہ ہوگیا اور دشمن کا لشکر شکست پاکر منتشر ہوگیا اور انگریزی لشکر ظفر پاکر اور شیر دل ہوگیا۔ اب زیادہ محاصرہ کی تیاریان ہونے لگین۔ مشرق کی طرف ایک بستہ تھا اوسمین ایک باغ تھا جسمین حیدر علی کا مقبرہ تہا۔ درخت جہکے عالیشان تھے۔ اونپر انگریزون نے اپنے مورچل بنا رکھے تھے۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ وہی درخت کہ جنکے پہلو سے جو لوگ ڈھونڈتے اور جنکے سایہ مین بہرہ مند ہوتے تہے آج اونہین کا شجر حیات کاٹنے کے لئے اونکی ٹہنی اور تنہی درخت کاٹ رہے تہے۔ ہر روز یہی تاک انگریز اسی فکر و تدبیر مین رہے کہ شہر اور قلعہ کو فتح کرین۔ ٹیپو نے کوئی اپنی چستی و چالاکی نہین دکہائی سوا اسکے کہ بیفائدہ تفنگ و بندوق باد ہوائی چہوڑتا رہا اور توپون پر بارود گولہ بیکار رائیگان کرتا رہا۔ اور اونکے دہوئین کو اپنی آنکہون کا پردہ بناتا رہا۔ کہ دشمن جو کام چاہین کرین اوسکو نظر نہ آئے۔ دشمنونکی نقصان پہنچانیکے لئے جو کام کیا وہ اونکے فائدہ کا ہو گیا۔

(۱۲) اب سلطان نے صلح کا ارادہ دل مین مصمم کر لیا۔ جان لیا کہ دشمنون سے لڑائی مین عہدہ برآ نہو سکونگا اگرچہ وہ ایسی پیغام بعینہ بہر سے لارڈ کورنوالس سے کر رہا تہا۔ مگر آخر کو جواب غصہ سے لارڈ صاحب نے یہہ دیا تہا

آخر سلطان کی طرف سے صلح کی درخواست

گرکو انشور مین جو تم نے نقض عہد کیکے انگریز گرفتار کرلئے ہین اونکو بہیجدو تو مین اپنی سرکار سے صلح کے باب
مین مشورہ کرونگا۔ اب ٹیپو نے کپتان شامر اور ڈیش صاحب کو بہیج بلاکر پوچہا کہ تم لارڈ صاحب کے رشتہ دار ہو
اونہون نے جواب دیا نہین پہر پوچہا کہ کوئی جلیل القدر عہدہ رکہتے ہو اونہون نے کہا کہ نہین۔ غرض پوچہنے کی
یہہ تہی کہ اگر ایسا ہوگا تو زیادہ تر اونکا پاس خاطر ہوگا۔ پہر کپتان صاحب سے ٹیپو نے پوچہا کہ تم جنرل گورنر
سے ملاقات کرسکتے ہو۔ اوسپر کپتان صاحب نے کہا کہ ہان تو اونسے اپنا خط دیا اور دو شال اور پانچ سو روپئے
دئے اور کہا کہ باقی اور اسباب تمہارے پیچہے بہیجا جائیگا تم جاکر میری طرف سے صلح اور آشتی کا معاملہ لارڈ صاحب کو
اوسپر کپتان شامر نے کہا کہ مین بسر و چشم یہہ خط لارڈ صاحب کو پہونچا دونگا مگر اسسے زیادہ کسی امر
کام کی توقع مجہسے نہ رکہئے۔ ٹیپو سلطان نے کورانشور کو قیدیون کے باب مین یہہ عذر کیا کہ قمرالدین نے فقط
یہہ اقرار کیا تہا کہ مین سلطان سے سفارش کرونگا۔ غرض ایسی باتون مین ٹیپو سلطان ہوشیار تہا۔
بات کا بتنگڑ بنالیتا تہا۔ ان قیدیون کے ہاتہہ اونسے صرف یہہ پیغام بہیجا کہ مجہے اجازت دیجئے کہ میرے وکیل انگریز
مصالحت کے باب مین گفتگو کرین۔ اب جبکہ یہہ پیغام صلح لیکر کپتان شامر اور ڈیش کو بہیجا ہے
اوسی روز ایک چنا ہوا دستہ سوارونکا لارڈ کورنوالس کے مارنیکے لئے روانہ کیا۔ یہہ سوار انگریزی لشکر مین
چلے آئے اور وہ نظام کے سوار سمجہے گئے۔ جب وہ توپون کے پاس آئے تو اونہون نے ایک توپچی سے پوچہا کہ بڑا صاحب
کہان ہے۔ اونسے اپنی بڑی صاحب کرنیل ڈف کے خیمہ کو بتادیا۔ وہ اس خیمہ کی طرف لپکے اور یہہ سمجہکر لارڈ
کورنوالس یہی ہین ہر رستے مین جو روبرو آیا تو اونہون نے مارڈالے۔ آخر مین ان کا اپنا قتل ہونا
پہر تو ایک ایک ہوکر بہجا۔ ہندو قرون نے [illegible] سلطان ٹیپو کا یہہ کام [illegible]
خالی نہ تہا۔ اس سبب سے لارڈ کورنوالس کو اپنی جان کی اور زیادہ حفاظت کرنی پڑی۔ یہانتک کہ ایک
دفعہ ٹیپو سلطان کے لشکر کے تین سوار ایسے شراب کے نشہ مین بدمست ہوئے تہے کہ اونہون نے لارڈ کے مارنیکا
قصد کیا تہا۔ اب ۱۷ فروری ۱۷۹۲ء جنرل ایبرکرومبی بہی اپنا لشکر لیکر لارڈ کورنوالس سے
آن ملے۔ اور محاصرہ سری رنگپٹن مین سرگرمی ہوگئی۔ ایسون کی دشوار گزاری اور لشکر کو محنت
اور مشقت اوٹہانی پڑی۔ سلار کورنوالس نے ٹیپو سلطان کو اجازت دیدی کہ وہ اپنے وکیلون کو صلح کو

ان حیلوں کے سبب سے انگریزوں کی طرف سے آمادگی اسباب محاصرہ کی تدبیر مین کوئی تقصیر نہین ہوتی تہی اور ٹیپو سلطان
کی طرف سے اپنی حراست و حفاظت مین کوئی بات فروگذاشت نہ ہوتی تہی قلعہ کی شکل مثلث کی سی
تہی اور اوسکے دو ضلعونکی طرف دریا کی دو شاخین بہتی تہین تیسرا ضلع جزیرہ کی طرف تہا - وہ برج
اور بارہ دری بہت درست تہا - اوسکے گرد خشتی فصیلین بہت چوڑی تہین اور ایک دوسرے سے بڑا فاصلہ رکہتی
تہین اور اون پر بہت کچہہ عمارتین دشمنوں کے روکنے کے لئے بنی ہوئین تہین - ایک گہری خندق اوسکے
گرد تہی اور اوسپر تختوں کے پل لگے ہوئے تہے کہ جب چاہو لگا لو جب چاہو کہینچ لو غرض قلعہ کی سنوار
اور حصانت مین اہل یورپ کی تمام صنعت ٹیپو سلطان نے خرچ کرائی تہی - مگر اب ہی لوگ جنہون نے
اوسکو مضبوط بنایا تہا اوسکے ڈہانیکے لئے آمادہ تہے - اور اوسکی ضعیف پہلوؤن کو جانتے تہے پہلے یہہ
تجویز ہوئی کہ حملہ جزیرہ کی اس جانب پر کیا جاے - مگر یہہ صلاح ٹہری کہ دریا پار ہو کر جانب ضعیف پر حملہ کرنا
چاہیئے - یہان خندق [illegible] پہاڑ کو کہود کر بنائی گئی تہی وہ خشک تہی - گو اسطرف دریا حائل تہا - مگر
اوسپر عبور کرنا کچہہ مشکل نہ سمجہا گیا - سپاہ انگریزی کو پورا یقین تہا کہ اب ہم قلعہ کو لئے لیتے ہین - اب ٹیپو سلطان
کی ہر دم یاس بڑہتی جاتی تہی اور ہراس دشمنوں کے ہٹانیکی امید گہٹتی جاتی تہی - ایک نہر کہ پانی سے
انگریزی لشکر فیضیاب ہوتا تہا اوسکے پانی کو بند کرنا چاہا مگر انگریزونکو اوسکی خبر ہو گئی اور اونہوں نے
اوسکا علاج کر لیا - ۲۲ فروری کو جنرل ایبرکرومبی بہی اپنے مقام سے آگے بڑہ کر حملہ آوری کے کامون
مین شریک ہو گئے ٹیپو سلطان نے انگریزی مورچے ہٹانے کے واسطے سپاہ بہیجی مگر اوسکو شکست ہوئی -
یہان سب کارخانے درست ہو گئے بہٹیان گولیوں کے ڈہالنے کی بن گئین - بڑی بڑی توپین [illegible]
قائم ہو گئین - پہلے حملہ کرنے سے یہہ غرض تہا کہ شہر پر گولون کا مینہہ برسانا چاہئے شہر کے اندر تمام [illegible]
چوبی اور کاہی تہے - وہ گولون کی آگ سے جلکر شہر کو خوب روشن کر سکتے تہے - اور اصل شہر مین کہلبلی ڈال سکتے
تہے - اب دشمن کی حیرانی اور پریشانی کو اور زیادہ کرنے کے لئے پرشرام بہاؤ کا لشکر اور کپتان
لٹل کا دستہ سپاہ آگیا تہا - اور میجر کوپ [illegible] بہی اپنی سپاہ لیکر کوابتور سے چلے آئے - ان دستون
کی سپاہ سے انگریزی لشکر کو یہہ بڑا فائدہ تہا کہ سامان کہانے پینے کا بافراط میسر ہو جاتا تہا غرض انگریزی

جسوقت یہہ سمجھنے لگے کہ ہم نے سری رنگ پٹن لے ہی لیا ہے تو ۲۳ فروری سنہ ۱۷۹۲ء کو ایک بگی یہہ حکم
تمام مورچوں پر آیا کہ جو تیاریاں حملہ کرنے کی ہو رہی تہیں وہ سب موقوف کی جائیں۔ سب یہہ سنکر
حیران تہے کہ دفعتہ کیا تہا کیا ہو گیا مگر یہہ حیرانی رفع ہو گئی جب یہہ معلوم ہوا کہ صلح کی گفتگو کئی روز سے
ہو رہی تہی ۲۴ فروری کو وہ ختم ہو گئی۔ اور ٹیپو سلطان نے بہی شرائط صلح کو منظور کر لیا۔ اسوقت نظام اور
مرہٹوں کے افسروں کے دلوں پر لارڈ کورنوالس کا رعب ایسا چہایا ہوا تہا کہ انہوں نے صلح میں کچہہ
چون و چرا نہ کی اور اوسکے رائے پر سارا معاملہ چہوڑ دیا کہ جو چاہے سیاہ سفید کرے۔ ان پانچ شرائط صلح
ہو گئی۔ اول لڑائی سے پہلے جس ملک سلطان ٹیپو قابض تہا اوسمین سے آدہا جو انکے
ملک کو متصل ہے الگ کرے۔ دوم ٹیپو سلطان تین کروڑ تیس لاکہ روپیہ بطور تاوان ادا کرے کہ آدہا تو
ابہی دیدے اور آدہا تین قسطوں میں یا چار مہینے کے فصل سے ادا کرے۔ (اگرچہ اول چہہ کروڑ روپیہ
اوس سے طلب ہوا تہا مگر وکیلوں نے قسم کہا کر عرض کیا کہ ہمارے آقا میں اسقدر روپیہ دینے کی استطاعت نہیں)
سوم انگریزوں۔ نظام۔ مرہٹوں اور انکے حامیوں جن آدمیوں کو حیدر علی کے زمانہ سے قید کیا ہے
وہ سب چہوڑ دئے جائیں۔ چہارم شرائط صلح کے ایفا کے واسطے سلطان کے دو بیٹے اول میں دئے جائیں
پنجم جب یہہ دو بیٹے اول میں آئیں تو صلحنامہ کہ ٹیپو سلطان کے دستخط کرا کے بہیجدا جائیں اور اوسکا
نقلے تینوں نظام۔ مرہٹوں۔ انگریزوں پاس بہیجدیں۔ اور تمام مخاصمت کے کام موقوف
کئے جائیں اور ہمیشہ کے لئے اتحاد اور دوستی اور مصالحت و موانست قائم کی جاوے۔ سلطان نے جامع مسجد میں اپنے
ارکین سلطنت کو بلا کر اور قرآن شریف کو آگے رکہکر اونسے کہا کہ جو میں سوال کروں اوسکا جواب
نیکنامی اور ایمانداری اور نیت صدق سے قرآن پر ہاتہہ رکہکر دینا۔ اور شرائط صلح کو سنایا اور پہر یہہ
سوال کیا کہ میں لڑوں یا صلح کروں۔ اسپر تمام ارکین سلطنت نے کہا کہ ہم حضور کے بندۂ فرمان ہیں۔
جان مال سب سلطان پر سے قربان ہے مگر سپاہ افسردہ خاطر و شکستہ دل ہو گئی ہے۔ اوسپر کچہہ بہروسا
اور اعتبار نہیں ہو سکتا ہے۔ اب سلطان نے بہی دیکہا کہ وہ لوگ جنپر تمام امیدیں تہیں شکستہ
ہو گئیں۔ تو اونسے صلحنامہ پر دستخط کر کے لارڈ کورنوالس پاس بہیجدیا۔ اور لڑکوں کے بہیجنے کے لئے کچہہ

مہلت مانگی جسکو لارڈ صاحب نے اپنی جبلی دریادلی کے سبب دیدی۔ شاید ساری عمر میں ٹیپو سلطان کے
اراکین کو یہ اتفاق نہ ہوا ہوگا کہ ایسے خود پرست اور خود رائے زبردست آقا کے سامنے خوشامد پر صداقت کو
ترجیح دیں۔ یہ پہلی ہی دفعہ تھی جسمیں انہوں نے سلطان سے انگریزوں کے خوف کے مارے سچی بات کہی اور تملق
کی بات نہ کہی۔ گو لارڈ کورنوالس نے اپنی مروت اور رعایت کو سلطان کے ساتھ دکھایا مگر اسکی عوض میں
دشمن کی طرف سے سوا مخاصمت کے کچھ نہ پایا۔ باوجودیکہ صلحنامہ پہنچ گیا مگر پھر بھی کئی گھنٹے تک سختی
ساتھ سلطان کے لشکر سے گولے اور گولیاں آتی رہیں اور ایک افسر کئی سپاہی زخمی ہوئے سلطان
کی جستیانہ حرکت۔ اس سبب سے تھی کہ لوگوں کو جتلا دے کہ یہ صلح جو ہوتی ہے تو فقط اس سبب سے کہ
ہمنے اپنی دار السلطنت کی حفاظت بہت خوبی سے کی ہے کہ دشمن مجبور ہو کر صلح کا خواہان ہے۔ اب
انگریزی سلطنت کی تہذیب اور شائستگی دیکھیے کہ باوجود تمام سامان مہیا ہونے کے اور قلعہ و شہر کے لے لینے کی
قدرت کے گورنر جنرل کے ساتھ ہی سے ایک خالی بندوق تک دشمن کی طرف نہیں چھوڑی۔ لارڈ کورنوالس نے
حکم میں یہ فقرہ بھی سحر آمیز لکھا تھا کہ مجھے اس بات کی بیان کرنے کی جو انگریزوں کے آگے ضرورت نہیں ہے
کہ مردان دلاور جب کہ میدان جنگ میں اپنی شجاعت شعاری دکھانے کو فرض جانتے ہیں ویسی
بعد فتح و ظفر کے اعتدال سے باہر قدم رکھنے کو برا جانتے ہیں۔ یہانتک کہ دشمن مغلوب کے سامنے ایک لفظ
بھی طعن اور طنز کا زبان سے کنایتہً یا صراحتہً نہیں نکالتے ہیں۔ ۲۶ فروری ۱۷۹۲ء کو جو تھی شرط صلحنامہ
کا ایفا ہوا۔ ایک بیٹا ٹیپو سلطان کا بیس برس کا تھا وہ میدان میں لڑائیاں لڑتا تھا۔ باقی دو بیٹوں میں
ایک دس برس کا اور دوسرا آٹھ برس کا تھا یہ دونوں اسطرح اردل میں آکر ہر ایک ہاتھی پر سوار تھا۔ ہاتھیوں
پر جھولیں زرق برق کی پڑی ہوئی جواہرات اور چمک رہی تھے۔ ٹیپو کے وکیل صاحب فیل بانے اور انکے
ساتھ بہت سے چوبدار اور سونٹہ بردار چاندی سونے کے چوب میں اور سونٹے لیے ہوئے اور دو سو پیدل اور سو
سوار اردلی میں تھے۔ ایک ازدحام خلقت کا اور گرد تھا سلطان خود فصیل پر حسرت کی نگاہ سے اپنے
ان لخت جگر کو دیکھ رہا تھا۔ لڑکے سوار ہوئے تو قلعہ سے توپیں سلامی کی چھوٹیں۔ جب وہ انگریزی خیمون
کے نزدیک پہونچے ہیں تو وہاں بھی اکیس توپیں سلامی کی سر ہوئیں اور جس سپاہ انگریزی میں انکا

گذر ہوا اوسنے سلامی اوتاری - اور نظام اور مرہٹون کے وکیل اور سر جان کناوی ایجنٹ گورنر جنرل استقبال کے واسطے آئی اور اونکو اون خیمون پر لائے جو اونکے واسطے تجویز ہوئی تہی - پہر یہان سے خیمہ گورنری مین گئے - گورنر جنرل اور اوسکے بڑے بڑے افسر خیمے سے باہر جب لڑکے ہاتہی سے اوتر کے پہنچا آئے اور لارڈ صاحب دونو کا ہاتہہ ہاتہہ مین ہاتہہ دیکر خیمے کے اندر لیگئے - وکیل نے گورنر جنرل سے عرض کیا کہ آج صبح تک یہہ ہمارے سلطان کے بیٹے تہے مگر اب اونکا حال بدل گیا اب حضور انکے باپ ہین - پہر گورنر جنرل نے وکیل سے ارشاد فرمایا کہ اونکے ساتہہ ایسا سلوک کیا جائیگا کہ اونکو یہہ نہ معلوم ہوگا کہ ہم باپ سے جدا ہوگئے اس بات کے سننے سے لڑکون کا چہرہ بشاش ہوگیا - پہر لارڈ صاحب نے اونکو سونے کی گہڑیان دین جنکو وہ دیکہہ کر بڑے خوش ہوئے - انگریز دونون شاہزادون پر خصوصاً چہوٹے شاہزادہ پر رحم آتا تہا کیونکہ اوسکی ما اس صدمہ سے کہ ٹیپو سلطان کے دوسرے لین پر حملہ ہوا تہا مرگئی تہی - غرض ان شاہزادون کی ایسی خاطر داری ہوئی کہ سلطان نے اس خوشی کی اکیس (۲۱) توپین سر کین - اب ایک کرور روپیہ بہی سلطان نے بہیجدیا - ملک کی تقسیم مین جہگڑے شروع ہوئے - وکیل نے عرض کیا کہ بہت سے اضلاع کے کاغذات مالگذاری کے تلف ہوگئے - اور اونکی جگہ اور کاغذات پیش کی جنمین اون اضلاع کی آمدنی کو بڑہا کر لکہا جو دیجاتی اور اونکے اضلاع کی آمدنی کو کم کرکے لکہا جو سلطان کے پاس تہے - اسکے جواب مین کاغذات نظام اور مرہٹون کے وکیلون نے بنائی کہ جنمین حساب بالکل برعکس دیا - یہہ غلطی بہی جہگڑا نہ تہا بلکہ سلطان کے سکہ کی قیمت کی بابت مین تصفیہ شروع ہوا - اوسکے سکہ کی قیمت قانون سرکاری کے موافق ٹہری اور اوسکے مطابق مطالبہ ہوا - اب اسپر وکیل نے کہا کہ یہہ قیمت سکہ کی جو خزانہ سلطانی مین داخل ہونے کے وقت ہوتی تہی - مگر جب روپیہ خزانہ سے نکلتا تہا تو اوسکا نرخ سلطان کے حق مین فائدہ مند ہوتا تہا - غرض نظام اور مرہٹون کے وکیلون نے یہہ فیصلہ کیا کہ روپیہ کا وہ نرخ لگایا جائے جو سلطان ٹیپو اپنے عمل مین کہ اپنی رعایا کو دیتا تہا لیتے وقت لگایا کرتا تہا - فیصلہ آخر یہہ ٹہرا کہ سکہ کا اوسط نرخ لگایا جائے آدہا فائدہ ادہر آیا اور آدہا اودہر گیا - اور اسی طور پر تقسیم اضلاع مین فیصلہ ہوگیا - اب اس تقسیم مین بعد انفصال یہہ جہگڑا مشکل آیا کہ انگریزون نے کورگ کا ضلع مانگا وہ پہاڑون مین واقع تہا آمدنی اوسکی

چندان نتہی۔ وہان کے باشندے ہندو تہے اور اونکی عادتین ملیبار کے نائرون کی سی تہین۔ وہ جنگجو اور
پرخاش خو ہوتے تہے کسی غیر کی عملداری کو پسند نہین کرتے تہے حیدر علی نے اونکو مطیع کیا تو کئی دفعہ
اونہون نے حرکت مذبوحی سلطان کی جبری کرتلے سے نکل جانیکے واسطے کی مگر نہ نکل سکے۔ راجہ جو ایک
نوجوان سلطان کی قید مین تہا کہ وہ بہاگ گیا اور اوسنے بہت سے آدمی اپنے پاس جمع کر لئے۔ اور فتنہ
وفساد کہڑا کر کے اپنی حیثیت اور ریاست کی صورت اچہی کر لی۔ اب جو جنرل ایبرکرومبی کا لشکر آتا تہا تو
اوسکو اپنی ریاست مین رہ دی اور سامان رسد و ضروریات کا اچہی طرح سرانجام کیا۔ خبر رسانی اور
جو امداد کہ اوسکی قدرت مین تہی وہ انگریزون کی کی۔ ان حسن خدمات کے سبب سے وہ مستحق تہا کہ انگریز اوسکے
سر پر ہاتہہ رکہین اور انگریزی گورنمنٹ کا اعزاز اور احتشام کا مقتضا بہی اسی مین تہا کہ کورگ
اس راجہ کو دلائین۔
ان وجوہات کے سبب سے جب سلطان ٹیپو سے کہا گیا کہ کورگ بہی حوالہ کیجئے تو وہ غصہ کے بارہ اپنے جامہ سے باہر
ہوگیا۔ اوسنے کہا کہ کیا کورگ انگریزون کے ملک کے پاس ہے کسواسطے وہ اوسکو مانگتے ہین۔ وہ تو
سری رنگ پٹن کی فتح باب کی کنجی ہے۔ دشمن میری سہا کو خوب جانتے تہے کہ مجہے قلعہ کے اندرون
مین مرنا منظور ہوتا اگر کورگ دینا منظور نہوتا۔ اب مجہکو لڑکون اور خزانون کو دغا سے لے لیا ہے صلحنامہ
مین کورگ کا مذکور ہونا غفلت سے خالی نہ تہا اسلئے کہ یہہ وہ مقام ہے جہان سے سلطان کی پیش قدمی اور
دست یازی کے روک جار و نظر ہوسکتی تہی یہی مقام تہا جہان کے راجہ نے کیسی حسن خدمات کین تہین
اب اوسکے لینے پر اور اڑ سکے نہ دینے پر ایسا اصرار ہوا کہ پہر لڑائیون کی تیاریان ہونے لگین اور وہی روز
اول پہر آن موجود ہوا تہا۔ اب انگریزون کو یہہ دقت پیش آئی کہ بہت کچہہ سامان جو قلعہ کے لینے کے
لئے جمع کیا تہا وہ اس توقف کے سبب سے خراب ہوگیا تہا۔ دوسرے بیماری نے انگریزی لشکر مین بہیر پہیلا رکہی
تہے سوا اسکے اور طرف سے بہی اندیشے تہے۔ جو رئیس صاحب اخلاص اوس وقت تہے اونکی وفاداری پر
اعتماد نہ تہا۔ سپاہی ہندی بہی انگریزون سے صاف نہ تہا غرض یہہ سب اسباب ایسے جمع ہوگئے تہے کہ انگریزی
لشکر کا زور روز بروز کم ہوتا جاتا تہا۔ اور مشکلات بڑہتی جاتی تہین۔ جب سلطان نے کورگ کے

دینے سے انکار کردیا۔ بھاؤ کے لشکر نے غارتگری بھی اپنی شروع کردی کچھ اونٹ اور مویشی دشمن کے
چھین لئے۔ اور انگریزون نے شاہزادون کو مطلع کیا کہ اونکے کرناٹک بھیجنے کی ضرورت ہے اونکے ملازمون
کے ہتیار لے لئے گئے۔ غرض کہ وہ شاہزادے پھر اب قیدی ہوگئے اور اونکا سفر بھی کرناٹک کی طرف
شروع ہوا۔ مگر ان لڑکون کا اسسے ذرا تغیر حال نہوا۔ کیونکہ لاچار تھے اگر کہا کہ حضور ایک دن کا اور توقف
اپنے حکم کا اجرا ملتوی فرماوین۔ ۱۹ مارچ کو رسم صلحنامہ کی ان شاہزادون نے ادا کی سلطان ٹیپو
ملک کی آمدنی دو کروڑ پینتیس لاکھ روپیہ کی تھی جسکا نصف تین اتحادیون مین تقسیم ہوا تو
ساڑھے اونتالیس لاکھ روپیہ کا ملک ہر ایک کے حصہ مین آیا اور اس سبب سے ٹیپو کا ملک بہت
تنگ ہوگیا اور مرہٹون کو جو تیرہ برس پہلے تھی اور نظام علی کا جو ملک اس دریا کے شمال کی طرف ہاتھ سے
نکل گیا تھا وہ حاصل ہوگیا۔ اور اسکے صوبے مین کرپا ہاتھ لگا۔ انگریزون کے حصے مین یہ علاقے
آئے ملیبار۔ کورگ۔ ڈنڈیگل بارامحال ان علاقون سے سرکار کمپنی کی عملداری کو بڑی
تقویت حاصل ہوئی۔ اور یہ علاقے انہین مل گئے۔ سپہ سالار نے سپاہ کی محنت شعاری و نیک
اعمالی پر نظر کرکے چھ مہینہ کا بھتہ انعام مین دیدیا جو سلطان سے ہاتھ آیا تھا۔ امیر صاحب و جنرل
میڈوز نے غریب پروری کی کہ اپنا حصہ غریب سپاہیون کو دیدیا۔ ایک کمیٹی مقرر ہوا تھا اور
کمیٹی مین سات ممبر شاہی و بمبئی و مدراس و بنگال سپاہ کی طرف سے مقرر ہوئے تھے انہون نے
غنیمت کے مال کو اچھی طرح تقسیم کردیا۔ ہر قوم کی عادت مین یہ امر داخل ہے کہ جس دشمن گروہ
سے خوف کھاتے ہین اوسکے ساتھ تمام دنیا کی برائیان منسوب کرتی ہے اور اوسکی خوبیون کے دیکھنے مین
آنکھین بند کرلیتی ہے اور برائیون کے دیکھنے مین خوردبین کا شیشہ آنکھون پر لگا لیتے ہین۔ یہ خباثت
تمام خباثت انسانی مین بدتر ہے۔ اگر اور قومون مین اوسکا ظہور ہو تو تعجب نہین ہوتا کیونکہ تعلیم و تربیت
و تہذیب کے زر و زیور سے وہ عاری ہین وہ اس خبط کو نہین روک سکتے مگر جب اوسکا ظہور انگریزی قوم
مین افراط کے ساتھ ہوتا ہے تو نہایت تعجب آتا ہے اونکی تربیت و تعلیم و تہذیب اسکی مقتضی نہین ہے
کہ وہ سلطان ٹیپو مین تمام جہان کی برائیان ناحق لگادین کوئی اوسکو یہہ کہے کہ وہ رکھشس تھا

جسمین تمام عیوب انسان پیدا ہوسکتے ہین سب موجود تہے — اوسکی بدکاریون کے آگے شیطان کی شرارتین
بہی سرسبز نہین ہوتی تہین پہر بہی جسقدر صفا جو اون آدمیون مین نہین ہین کہ تعصب قومی مثل تعصب مذہبی
اونکا نصب العین ہے اور بے سوچے سمجہے بات کو منہ سے نکالین وہ حضرت یہہ فرماتے ہین کہ ٹیپو سلطان کو
ذہین اور صاحب جرأت تہا مگر غایت درجہ کا بیدادگر اور ظالم تہا۔ اوسکی رعایا اوس سے ایسی دل
بیزار تہی کہ غالباً یون معلوم ہوتا ہے کہ بہت دنون تک اوسکی سلطنت نہین رہیگی۔ لفٹنٹ مور
صاحب لکہتے ہین کہ اس اخیر لڑائی مین ہمیشہ سے عالی دماغ افسرونکو یہہ خیال تہا کہ جسوقت سپاہ متفقہ
ٹیپو سلطان پر چڑہیگی تو اوسکی تمام سپاہ برگشتہ ہو جائیگی۔

حقیقت حال یہہ ہے کہ جسوقت سرکار کی سپاہ نے قدم سلطان کی مملکت مین رکہا تو اوسکے عمدہ انتظام
کو دیکہہ کر اونکی آنکہین کہل گئین۔ سارا ملک سرسبز و شاداب باغ بنا ہوا۔ رعایا تمام آباد اور خوشحال
ہندوستان کے کسی قطعہ مین ملک ایسا مرفہ الحال اور آسودہ نہ تہا خود سرکار کمپنی کا ملک اوسکی شادابی
کے آگے پانی بہرتا تہا۔ یہان یہہ خیال ٹہہرا ہوا تہا گویا کہ جب ہم قدم اوسکے ملک مین رکہینگے تمام
رعایا و سپاہ اوسکی شکایت کرتی ہوئی ہمارا ساتہ ہو جائیگی۔ مگر ایک شخص بہی اوسکی رعایا مین کے
انگریزون کے ساتہ شامل نہ آیا سپاہ کا حال ہم نے پہلے ہی [illegible] ایسا ایک امر نہ تہا جو ٹیپو
سے بیوفائی [illegible] مشکل حالتون مین اوسکے ساتہ ایسی ہی رہا اوسکا ایسا کرنا تہا اونکے
اپنا خون کرتے تہے جہان اوسکی تنخواہ سلکیون کی نوکرون سے قلعہ نکالی گئین وہ ہی موقع کی منتظر
بیٹہی تہین اور جب [illegible] دوبارہ ٹیپو سلطان پاس چلی گئین لفٹنٹ مور صاحب نے نہایت انصاف
کی نظر سے یہہ بات کہی کہ جب کوئی آدمی اجنبی ملک مین سفر کرے اور دیکہے کہ ساری زمین زراعت سے سرسبز
ہو رہی ہے باشندے محنت کرتے ہین شہر نئے تعمیر ہوئے ہین۔ تجارت کا بازار گرم ہے قصبات کی ترقی
ہر چیز ایسی رونق پر ہے کہ انسان کی مرفہ الحالی اور آسودگی اور مسرت بڑہاتی ہے تو اوس سے ضرور یہہ
نتیجہ نکالنا چاہئے کہ اس ملک کی گورنمنٹ وہان کے باشندونکی حسب مراد اور دلخواہ ہے۔ پس سلطان
کی عملداری کا وہ حال نہ تہا جو اوپر بیان ہوا ہے کچہہ شبہہ نہین ہے کہ اوسکے ملک کا انتظام ایسا

شائستہ اور مہذب تہا کہ اوسوقت ہندوستان مین کسی سلطنت کا نہ تہا۔ نہ رعایا اوسکی شاکی نہ سپاہ اور
ملازم اوسکے نمک حرام بلکہ جان نثار اور مصیبت کے وقت مین جان سپار تو پہر کیونکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ
سلطان رعیت پرور نہ تہا۔ وہ ظالم تہا تو اپنے دشمنون پر تہا۔

انگریزون نے جیسا کہ سلطان کی برائیون کے بیان کرنے مین مبالغہ کیا ہے ایسی ہی اوسکی قوت اور اپنے
دشمن ہونیکا تخمینہ اصل سے بہت زیادہ کیا ہے۔ دشمن مغلوب کی قوت و دولت کا مبالغہ اس سبب سے اور
بہی کیا جاتا ہے کہ اوسمین ایک اظہار در پردہ اپنے شوکت اور صولت کا بہی ہوتا ہے۔ اوسکے ملک کی
کل آمدنی ڈہائی کروڑ روپیہ سال کی تہی جسقدر اوسکے پاس سپاہ تہی اور جو لڑائیون کا خرچ وہ اوٹہاتا
تہا بہلا ایسی صورت مین خزانہ کب روپیہ سے بہرا رہ سکتا ہے۔ عہدنامہ کے موافق جو دینا پڑا تو وہ ادا کل کیا
سلطان ٹیپو شیخیان بہت بگہارا کرتا تہا۔ اور اپنی قدرت اور قوت کی لن ترانیان بہت لیتا تہا
انگریزی قوت کو اپنے آگے کچہہ نہین سمجہتا تہا۔ اسلئے وہ بخوت انگریزی کو برانگیختہ کرکے اپنے سے اونکو ڈراتا تہا
اور خالی ڈپٹ کے دیتا تہا۔ اور یہہ اوسکی نادانی تہی کہ وہ یہہ سمجہا کہ مین جو اس شیر کو چہیڑتا ہون
اوسکا غیض و غضب یہہ کیا حال کریگا انگریزون کے غضب کا مطلق اوسکو خوف نہ تہا اسکے دو سبب تہے
اول یہہ کہ اوسکو فرانسیسون کی امداد کا بڑا گہمنڈ تہا۔ دوسرے یہہ کہ وہ نہین جانتا تہا کہ انگریزون
کی حالت مین پہلے کی نسبت زمین آسمان کا فرق ہو گیا ہے۔ وہ اونکو وہی سمجہے بیٹہا رہا کہ ایک تاجرون
کی جماعت ہے جسکو ابہی اوسکے باپ نے چارون طرف دبا دبا کر ایک کونہ مین بٹہا دیا ہے۔ یہہ بڑی
غلطی اوسکی تہی اوسی نے اوسکا ستیاناس ملایا ہے اوسکے باپ کے عہد مین ایسٹ انڈیا کمپنی سے جو لڑنا
پڑا تہا کہ کمزور اور ضعیف ٹہیک تہی جسکے خزانہ مین نہ روپیہ تہا۔ ولایت مین لوگ حصہ کے مارے اوسکی
جدا ہی جان کہا رہے تہے کہ ہمین سود کے ملنے کی یا منافع کی امید نہین ہی۔ لیکن اب جسکو اوس
ایسٹ انڈیا کمپنی سے لڑنا پڑا اوسکی سلطنت کا انتظام سلطنت انگلستان کے ہاتہہ مین تہا ایسا تہا
حقیقت مین ایک بادشاہ سے لڑائی تہی جو ٹیپو کا سامان بہم پہنچا سکتا تہا تاجر اور بادشاہ
سے لڑنے مین بڑا فرق ہے اوسوقت سلطان کو یہہ خبر نہ تہی کہ [illegible]

سو جہالی دیا۔ اب اس لڑائی کی انجام پر سود و زیان پر نظر ڈالین تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ انگریزونکو نفع تو یہہ
ہوا کہ سلطان ٹیپو کو مغلوب ہو جانے نے اوسکو صلح جو بنا دیا اور آئندہ لڑائی کی صورت مین اوسکا خوف جاتا رہا
مگر یہہ امر خیالی تہا۔ تجربہ نے دکہا دیا کہ اس لڑائی نے سلطان کو ایسا ضعیف نہین کیا۔ کہ وہ اپنی بدخواہی
خوئی کو صلح جوئی سے بدلتا اور انگریزون کے دلون سے اپنا خوف گہٹوا دیتا۔ دوسرا فائدہ یہہ تہا کہ ایک نیا ملک ہاتہہ
آیا۔ لیکن اگر خرچ جنگ کا خیال کیجیے تو اوسکا سود اس ملک کی آمدنی سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس نئے ملک کا زیادہ کرنا
بالکل پارلیمینٹ کے قانون کے خلاف تہا کیونکہ لارڈ کورنوالس کو سخت ممانعت کی گئی تہی کہ وہ کسی رئیس سے
لڑائی بہڑائی نہ کرے۔ مگر اسپر بہی پارلیمینٹ نے اور ساری قوم نے اس کام کی واہ واہ کی۔ گویا ایک گروہ وہ بہی
ایسا تہا کہ اس توسیع ممالک سے بہت گہبراتا تہا۔ اور اس کام کو لارڈ کورنوالس کے اچہا نہ سمجہتا تہا

(۱۳) سرینگاپٹن کی گرد انگریزی لشکر مین وبا پہیل رہی تہی اسلیئے لارڈ کورنوالس نے
جلدی سے کیمپ توڑ دیا اور وہ خود مئی سنہ ۹۲ء مین مدراس مین آگئے اور جولائی مین بنگال مین
پہونچے جب یہہ لشکر چلا گیا تو سلطان ٹیپو نے اپنے ملازمان عالی قدر کو بلا کر کہا کہ تین کروڑ تیس لاکہہ
روپیہ جو حفاظت کی قیمت مین دیا گیا اوسکا سرانجام تمام سپاہ اور رعایا کی ذمہ ہے۔ ایک کروڑ دس لاکہہ
روپیہ یعنی ایک تہائی سلطان ہونے کے سبب سے مین دیتا ہون۔ ساٹہہ لاکہہ روپیہ سپاہ دے اور باقی ایک
کروڑ ساٹہہ لاکہہ روپیہ اہل قلم و باشندے دین۔ غرض اس حساب کے موافق فہرست تیار ہوئی۔ کئی
برس کے بعد بہی ساٹہہ لاکہہ روپیہ اس مد کی بابت باقی تہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رعایا کو یہہ روپیہ دینا
شاق گذرا ہوگا۔ اب آگے اسکے مجمل حوال یہہ ہے کہ دو برس کے آخر مین دونو شاہزادے سلطان پاس
بہیجے گئے۔ کپتان ڈوٹن انکے ہمراہ تہے۔ سلطان ٹیپو کو اپنی نفرت دلی کے سبب سے اسمین تامل تہا
کہ مین کپتان صاحب کو اپنے سامنے بلاؤن یا نہین۔ پہر اوسکے مصاحبون نے عرض کیا کہ آپ اس نفرت
قلبی کو مخفی رکہئے اور دلاسے ظاہری ظاہر کیجیے۔ غرض اوسنے کپتان صاحب کو بلایا اور اونکی بڑی
خاطرداری کی۔ یہہ لڑائی لارڈ کورنوالس کا ایک بڑا کارنامہ ہے اور دوسرا یہہ ہے کہ اونہون نے فرانسیسیون
کے تمام علاقون پر قبضہ کر لیا۔ اور سی تمام میسور کے جہگڑونکو دبا دیا۔ فرانس مین انقلاب عظیم ہونے سے تمام

یوروپ میں زلزلہ پڑ رہا تہا - اور نپولین بونا پارٹ کا ارادہ تہا کہ ساری دنیا کی تخت و تاج کو تاراج
کروں اور سلطنتوں کو خاک میں ملاؤں - اس فرانسیسی جن کی گرفتاری کے لیے انگلستان اپنی توپوں کا
فلیتہ روشن کر رہا تہا - اسلئے انگریزی گورنمنٹ کی توجہ ہندوستان میں بہی اس طرف ہوی کہ فرانسیسیوں
کے تمام علاقوں پر قبضہ کرلیں - یہہ تمام علاقے بڑے جہگڑے انگریزوں کے قبضہ میں آگئے - لارڈ کورنوالس نے
پونڈیچری کو تسخیر کے لیے آئے مگر اونکے پہونچنے سے پہلے اگست ۹۳ء کو کرنیل برتہ ویٹ صاحب نے
اوسکو فتح کرلیا - اب پونڈیچری نہ تہی کہ سرایرکوٹ کی طرح اوسکے فتح کرنے میں سرزنی کرنی پڑی
اب تمام ہندوستان میں کہیں جا کر دیکہو دو حال میں فرانسیسی نظر آتے تہے کہ کیا تو وہ انگریزوں کے قیدی تہے
یا ہندوستانی رئیسوں کے ہاں ملازم اور خدمت گزار تہے غرض وہی حال ہو گیا جو تیس سال پہلے تہا -

(۱۴) جس وقت میسور کی تیسری مہم کی تیاریاں ہو رہی تہیں اور سرجنرل نے نواب کرناٹک کا
ایک بڑا معاملہ طے کیا - یہہ تمکو یاد ہوگا کہ لارڈ میکارٹنی نے نواب کے ملک کی تمام مالگزاری کا کام اپنے
ہاتہ میں لے لیا تہا اور کورٹ ڈائرکٹرز کے حکم سے اوسکو پہر واپس کر دیا تہا جب وقت جنرل آرچیبالڈ کیمبل
صاحب گورنر مدراس تہے تو نوابوں کو حکم ہوا کہ اس معاملے کی طرف اپنی توجہ کرکے فیصلہ کریں - بورڈ کنٹرول
نے حکم دیدیا تہا کہ نواب کے قرضخواہوں کو بارہ لاکہ پگوڈا سالانہ ادا کریں - گورنر اور کونسل نے جو حساب کیا کرنا تہا
اس میں اکیس لاکہ پگوڈا سالانہ خرچ حفاظت ملک کرناٹک تہا اسلئے نواب دائم تجویز کیا کہ وہ
اس روپیہ کا انصرام اپنی حیثیت کے موافق مالگزاری سے کریں - اس حساب سے نواب کے گشتجات کا خرچ زمانہ
صلح میں ساڑہے دس لاکہ پگوڈا کا تہا - مگر گورنر نواب پر ترس کہا کر ڈیڑہ لاکہ پگوڈا چہوڑ دیا غرض
نو لاکہہ یہہ اور بارہ لاکہہ قرضخواہوں کو دینے کے لیے ایک عہدنامہ ۲۴ فروری ۹۲ء کو
نواب نے لکہدیا زمانہ صلح کے لیے تو یہہ فیصلہ ہوا اور ایام جنگ میں یہہ ٹہرا کہ نواب چار پانچویں حصے ملک
آمدنی کے انگریزوں کو دیں - اسمیں سے بہت سی جاگیریں نواب کے خاندان کے خرچ کے لیے جدا کر دی گئی
تہیں - اگر روپیہ وقت پر نہ ادا ہو تو یہہ ٹہری کہ سرکار کمپنی کے آدمیوں کو بہیجکر خاص اضلاع سے جنکا نام
لکہے ہوئے تہے روپیہ وصول کرلے - کیمبل صاحب کے اس انتظام کی بڑی تعریف ہوئی

(نواب کرناٹک اور سرکار انگریزی کے درمیان ایک نیا عہد و پیمان)

۲۱ جون سنہ ۱۷۹۰ کو سپریم گورنمنٹ نے یہہ اظہار کیا کہ غالبہ ممکن ہو کہ نواب سے زر موعود وقت پر وصول ہو اسلئے گورنمنٹ مدراس کو حکم ہوتا ہو کہ وہ نواب کے ملک پر قبضہ کر کے زر مالگزاری کو وصول کرے جس سے لڑائی کا کام چلے اور نواب کے خاندان کا بہی خرچ موافق اوسکی شان کے حاصل ہو۔ پہلے نواب سے کہا گیا کہ وہ ملک کو اپنی خود خوشی سے دیدے مگر اوسنے ایک نسنی اور بہت سی حرفتین وہ کام مین لایا اور یہہ سمجہا کہ ہر حیلہ از دست میر سد نیکو ہست۔ مگر اسوقت جنگ مین نواب سے اوسکے ملک کا نکال لینا نہ مروت سے نہ انسانیت اور عدالت سے نہ ضرورت کی اعتبار سے بعید تہا۔ نواب نے اپنی نالائقی سے اپنی نوبت یہہ پہونچائی۔ انگریزون کے اغراض اوس سے ایسی متعلق ہو گئین تہین کہ بغیر اسکے کہ ملک نواب سے لے لیا جائے کام ہی نہین چلتا تہا۔ لارڈ صاحب کو اندیشہ تہا کہ ولایت مین ضرور اسپر غل مچے گا کہ ایسے نواب کا ملک لے لیا جو مدت العمر سے سرکار کا خیر خواہ رہا اور خدمات نمایان ادا کی تہین۔ اسلئے ایک رسالہ اونہون نے بہی بہت فصاحت و بلاغت سے لکہا جسے وہان سب کے منہ بند ہو کے بیٹہے رہے۔ اگر آئین اخلاق کی موافق اس کام کو دیکہئے کہ ایک دوست نے ریا اور صادق الوفا سے زبردستی بغیر اوسکی مرضی کے ملک لے لیا اور اوسکے حق کو دکہا دیا تو انسانیت سے بعید اور مروت سے دور معلوم ہوتا ہے لیکن وہین جہان آرائی مین تو دانش مندون نے اور ہی فتوی دی رکہے ہین اوسکے مطابق ایسی ضرورت مین یہہ ملک لے لینا نہ انصاف سے بعید تہا نہ مروت سے۔ نواب کی عقل کا تجربہ ہو چکا تہا کہ اگر وہ سو مرتبہ مر کر جنم لے تو بہی اوسمین انتظام ملک کی قابلیت نہین پیدا ہو گی۔ اوسکی حماقت سے ہزارون غریب رعایا کا نقصان جان و مال کا تہا۔ پس ایک شخص کی دل شکنی سے ہزارون کی دلداری ہوتی تہی پہر ایسا کام عدالت سے کیون بعید ہونے لگا۔

جب اس لڑائی کا خاتمہ ہوا تو ملک کی آمد و خرچ کی شرائط ہنگام جنگ ٹہری تہین وہ نہین رہین اب ہنگام صلح کی شرائط کے موافق اوسکا انتظام کیا گیا۔ مگر اس انتظام مین فریقین کو شکایت تہی اسلئے ایک جدید عہد و پیمان انگلش گورنمنٹ اور نواب کے درمیان لارڈ کورنوالس نے کئے کہ امن کے زمانہ مین نواب نو لاکہہ پگوڈا سالانہ ملک کی حفاظت کے واسطے دیا کرے۔ اور قرض خواہون کو

بارہ لاکھ پیگوڈا سالانہ دیتا تھا اوسے گھٹا کر چھ لاکھ اکیس ہزار ایک سو پانچ پیگوڈا دیا کرے اور جب
لڑائی ہو تو چار یا پانچوین حصے ملک کی آمدنی دیا کرے۔
اور اس روپیہ کی تکفیل کے لئے یہہ قاعدہ ٹھہرا کہ جسوقت لڑائی ہو تو سرکار کمپنی تمام ملک کی آمد و خرچ کو
اپنے ہاتھہ مین لے لے۔ اور جب امن ہو جائے تو پھر اوسکو دیدے۔ اور اگر امن کے زمانہ مین نواب روپیہ وقت
پر نہ ادا کرے تو خاص اضلاع کو سرکار اپنے قبضے مین لے لے۔ اور وہان سے نواب کے افسرون کو نکال دے۔
اضلاع مدورا اور ترنیولی جہان پولی گار (زمیندار) بڑے سرکش و متمرد تھے سرکار کمپنی
کے حوالہ کر دیئے گئے۔

فصل دوم

مال و دیوانی و فوجداری و پولس کا نظم و نسق

(۱) لارڈ کورنوالس نے جو غیر ریاستون کے ساتھہ جنگ و آشتی مین اپنی عقل [illegible] جہان [illegible] زیادہ
اوپر بیان ہوا۔ اور جو اپنی دانش و فطرت عالی کو ملک کے انتظام [illegible] مین صرف کیا اوسکا بیان
ہوتا ہے۔ اب جو گورنمنٹ ہند جدید قائم ہوئی ہے اوس مین ظاہر مین تو اکثر [illegible] اور حقیقت مین وزرا
شاہی اختیار و اقتدار رکھتے ہین۔ اوسکی نظر سے زیادہ زمین کی زر آمدنی [illegible] ہم پہلے اوسکا
ذکر کرتے ہین۔ زمانہ قدیم سے ہندوستانی سرکارون کا یہہ قاعدہ چلا آتا ہے کہ ولایت کی آمدنی زمین کی
پیداوار سے ہوتی ہے۔ اونکا حق اوس پیداوار کا ایک حصہ [illegible] غیر متعین ہوتا ہے۔ اسلئے [illegible] نسبت
اور زر مالگذاری کا اہتمام سلطنت کا ایک اہم الشان امر ہے اور اوسی پر تمام رعایا کی [illegible] و بہبودی
آسائش اور آرام موقوف ہے۔ اب ہم فقط ہند کے متعلق بیان کرتے ہین [illegible] ہندوستان کے
دیہات مین یہہ قاعدہ تھا کہ بیس دیہات شامل کر کے اوسکا ایک پرگنہ یا محال بنتا [illegible] اور ہر گاؤن
مین ایک مقدم ہوتا تھا اور پھر ان مقدمون پر ایک افسر اوس محال پرگنہ مین مقرر ہوتا تھا
وہ گاؤن والے اپنے مین سے مقدم کو مقرر کرتے تھے اور وہ مالگذاری [illegible] ہوتا تھا۔ اگر یہہ
وہ حاکم کی طرف سے مقرر نہ ہوتا۔ اوسکا کام یہہ ہوتا تھا کہ سرکار [illegible] بادشاہ [illegible] پہنچا کر

لارڈ کورنوالس کا مال و دیوانی و فوجداری و پولس [illegible]

انہی [illegible] حقوق رعایا بعوض مین زر وصول شدہ مین سے فیصدی کچھ اوسکو ملتا تہا - اور سوا اوسکے گانو والون
کی [illegible] عمدات بے علمی اوسکو دیجاتی تہی - پس یہہ شخص گویا راجا اور رعایا کی بیچ مین واسطہ ہوتا تہا -
[illegible] ہی ہے جو پہلے راجہ کی طرف سے افسر ہوتا تہا اور ایک اعتبار سے وہ رعایا کا وکیل ہوتا تہا - راجہ کو یہہ
[illegible] زمیندار کی بہ نسبت وہ اپنی اس عہدے سے موقوف کردی مگر وہ رعایا کی طرف بدستور اپنا عہدہ رکہتا تہا - اور
[illegible] سند وصول ہوتی تہی وہ بدستور رہتی تہی -
[illegible] جسکی اگہہ ذکر ہو رہا ہے اوس دور میں پہلے راجہ **ٹوڈرمل** وزیر **اکبر شاہ** نے ان اضلاع زیرین کا
ہر سال زر مالگزاری [illegible] تہا کہ زمین کی پیمایش کرکے اور اوسکی قدر و قیمت کا اندازہ کرکے کاشتکارون کو
مالگزاری کی سکت سے مقرر زر لگان جسکو زر ہیچ اور لگنی بہی کہتے ہین ٹہرالیا تہا - اب رعیت سے اس زر لگان
کی جمع وصول کرنیکے واسطے اور اوسکو خزانہ شاہی مین پہونچا دینے کے واسطے بادشاہ کی طرف سے عامل
مقرر ہوئے - اور محالون اور پرگنون وغیرہ مین وہ مقرر کیے گئے اور زر وصول شدہ مین سے فیصدی اونکا
حق السعی مقرر ہوا - اب رفتہ رفتہ تحصیل مالگزاری کا عہدہ موروثی ہوگیا - کچہہ تو اس سبب سے کہ
یہان ہندوستانی سرکارون کا دستور ہی ہے کہ ہر عہدہ موروثی ہوتا ہے کچہہ مصلحت ملکی کے سبب سے کہ ایسے
کام کے واسطے ایسی خاندان کا ہونا ضروری ہے جو زمین کی خواص اور رعایا کی حال سے واقف ہو اور تمام
اگلے پچہلے کاغذات حساب وغیرہ کے اوسکے قبضہ مین ہون پس اس عامل کے ذمہ زر لگان کے تمام جوابدہی
قائم ہوئی اور اوسکو وہ اختیارات جو محصل زر کے لیے ضروری ہین دیگئے - اوسکو اجازت دی گئی
کہ وہ سپاہی بہی مقرر کرلے - غرض عہدہ کے بڑہتے بڑہتے یہانتک نوبت پہونچی کہ کیا تو وہ زر لگان کے
اوگہانے کے عوض مین حق السعی کا عوضانہ پاتا تہا یا اب اوسکا زمین مین حق ملکیت سمجہا جانے لگا
اور وہ عہدہ دار سے زمیندار ہوگیا - اور راجہ بن گیا اور حقیقت مین وہ زمین کا مالک ہوگیا - زمین کے
مالک ہونیکے یہی معنی ہوتے ہین کہ جو اوسکی پیداوار سے منفعت ہو اوسی حاصل کرے -
جب انگریزی عملداری نئی نئی آئی تو پہلے اونہون نے زمیندارون کو بمنزلہ کلکٹر (زر لگان جمع کرنیوالا)
سمجہا اور اونکو بے تکلف بیدخل کرنا شروع کردیا جبکہ کسی زمیندار کی زمین کا خراج زیادہ دیکر کوئی دوسرا

ایسا بہی ہون رعایا بہ علم کافی بندوبست کرنیکے لائق حاصل ہوگیا ہی بیس برس کے عرصہ مین حالات اراضی
کی [illegible] بعلم حاصل کرنیکے لئی پانچ انتظام گورنمنٹ نے کئے مگر ہنوز روز اول ہی اور اوسکی لاعلمی کا حال
ایسا ہی ہے جو پہلے تہا - کلکٹر صاحب مین کی جمع نہین تشخیص کر سکتے - زرلگان اور جو حقوق رعایا اور
زمینداران کی بیچ [illegible] نہین کر گیا ہے - نہ وہ یہان کے آدمیون سے ملتے ہین نہ اونکی زبان جانتے ہین - سارے کام
[illegible] ہندوستانی افسرون کے ہاتہہ مین ہین اور یہہ عملا ایک ذات شریف ہی جہانتک ان کا مقدور ہے
[illegible] کی آنکہون پر پٹی باندہ کر گری ہاتہہ مین دیکر جدہر چاہتے ہین لیجاتے ہین - اگرچہ یہہ معلوم ہے
[illegible] مال زر مالگزاری کسقدر وصول ہوا ہے مگر یہہ کچہہ تحقیق نہین ہو سکتا کہ آیا ملک مین زیادہ زر مالگزاری
[illegible] دینے کی سکت ہے باوجود ہ تسہال [illegible] ادا کرتے ہین وہ بہی بار انگیں اونکے سر پر ہے جسے وہ پسے جاتے ہین
سر جان شور صاحب لارڈ کورنوالس کے بڑے معتمد الیہ تہے - وہ اپنی تجربہ اور مشاہدہ سے لکہتے ہین کہ
انگلش گورنمنٹ کا نظم و نسق انکی جو ولایت مین ہے وہ یہان کے حسب حال نہین - اوس سے اہل ہند کی آسودگی
اور فلاح کچہہ زیادہ نہین ہو سکتی سلاطین سرکار کمپنی کو علم عقل و فراست و ذہن وہ نہین ہی جو انتظام
ملکی کو آئین اور قوانین کی ترتیب دینے کے لئی چاہئی جو صاحب گورنمنٹ کے ارکان ہین وہ ہمیشہ تزلزل
کی حالت مین رہتے ہین - اونکے پیچہے اتنے کام لگا دئے ہین کہ اونکو دم لینے کی بہی فرصت نہین ہوتی - اتنی
مہلت اور جمعیت قلب کام کی کثرت سے حاصل نہین ہوتی کہ وہ تدابیر اور انتظام رفاہ ملک کا سوچ سکین - اور
اوسکو تجربہ کر کے دیکہہ سکین مدت ملازمت اونکی قبل اسکے کہ اونکو تجربہ حاصل ہو اور اوسکا عمل ہو ختم
ہو جاتی ہے - علم اور تجربہ ہونا تو ایک مشکل کام ہی جب تک واقعات اصلی پر خبر نہو وہ حاصل نہین ہو سکتی
جو صاحب ہندوستان کے حاکم مدتون تک رہے ہین اونمین سے دو کو بہی ایک امر پر اتفاق نہین ہے
بلکہ ایک ہی افسر کی رای کبہی کچہہ ہے کبہی کچہہ ہے - جو کچہہ کچا پکا علم اونکو حاصل ہوا ہے اوس پر اساس محکم
انتظام ملکی کی نہین رکہی جا سکتی - اگر بعض ظاہری امور واقعی معلوم ہو گئے ہون اور بعض مخفی امور
نفس الامری پردہ مین رہی ہون تو ضرور ہے کہ اون تعلقات پر بہی لاعلمی رہی ہو گی کہ جو ان معلوم
اور مجہول امور واقعی مین ہے - پس ایسی علم سے کوئی امر رفاہ خلائق اور ترقی جمہور بہ نسبت زمانہ ماضی کے

زمانہ آئندہ کو نہین پیدا ہو سکتا۔ **سر جان شور** تمام انتظام کی خرابیان اس جہالت کے سبب سے کہتے
ہین اور جہالت کی وجہ ملازمان سرکاری کے ذمہ کام کی کثرت بیان کرتے ہین۔ مگر یہہ عذر بدنظمی کا
بدتر از گناہ ہے یہہ عذر اون غلطیون کے واسطے ہو سکتا ہے جو خاص یہان کی خصوصیات کی لاعلمی سے پیدا ہوئین
ہون۔ مگر جو غلطیان کہ ایک جہالت امور عامہ اور اصول کلیہ سے پیدا ہوئین ہون وہ ہمیشہ قابل ملامت
ہین۔ الحاصل ان اسباب کی جہت سے لارڈ **کورنوالس** نے اون احکام کورٹ ڈائرکٹرز کی تعمیل کو ملتوی کیا
جو درباب بندوبست اراضی و مالگزاری تہے اور چاہا دونون طرف سے تحقیق اور تفتیش کرے [illegible] اگر حقیقت
مین زمین کی مالک رعیت ہی تہی جو سب سے پہلے اوسکو آباد کرے مگر آخر کو زمانہ قدیم سے یہہ امر تسلیم کیا گیا ہے
کہ زمین کا مالک بادشاہ ہے۔ گو فرانسس اور بعض اور صاحبون نے بہت دلائل بیان کئیں کہ زمین کا مالک
حقیقت مین زمیندار ہے۔ مگر اکثر کی رای یہی ٹہری کہ یہان قدیمی دستور کے موافق زمین کا مالک بادشاہ
ہے مگر جب سب طرح کی تحقیقات ہو چکی تو لارڈ **کورنوالس** نے اپنی شاہانہ فیاضی اور عالی ہمتی
سے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ زمین کا مالک زمیندار ہے خواہ وہ اصل مین تہا یا نہ تہا اور اس تدبیر سے گویا
زمین کی قدر و قیمت کو بڑہا دیا اور زمیندارون پر باب دولت کہول دیا۔ زمیندار کو زمین کے مالک بنانے
مین اسانی یہی تہی کیونکہ پہلے سے ایک شخص جو زمیندار کہلاتا تہا ایسا موجود تہا کہ رعایا سے لگان
لیتا اور سرکار کمپنی کی جمع ادا کرتا یہہ بحث عبث تہی کہ زمین کا مالک کون ہے۔ خواہ بادشاہ ہو خواہ زمیندار
بہرحال دونو صورتون مین وہی زمیندار کا تہا کہ [illegible] تہا غرض سرکار
اور زمیندار کے درمیان تو یہہ تعلق آسانی سے قائم ہو گیا مگر بڑی دشواری اسمین تہی کہ رعایا اور زمیندار
کے درمیان تعلقات کیونکر قائم ہون۔ سلطنت تیموریہ مین جو نذرانہ کسانون کی حمایت و پاسداشت
کے [illegible] کافی نہ تہی۔ زمیندار کسانون [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کاشتکار اپنے خوف اور نامردی کے سبب سے اسی مین اپنی عافیت جانتا تہا کہ زمیندار سے نہ بگاڑون
امر کا مستحق ہونا تجربہ سے بہی اوسکو ثابت ہو چکا تہا۔ قاعدی جو رعیت سے لگان لینے کے تہے وہ مختلف
مقامات مین مختلف تہے۔ اور پہر وہ آگے ایسے معاملات پیچ در پیچ تہے کہ انگریز اونکے سمجھنے مین اجنبی تہے
اسلئے اونکے سمجھنے کا قصد ہی چہوڑ دیا۔ رعیت کو زمیندار کے حوالہ کر دیا کہ چاہے جسطرح اوسے اپنا بندوبست
کرے۔ فقط ظلم کے روکنے والی جو ملک کا رسم و رواج تہا۔ کسانون پاس پٹہ تہا کہ جو مدت اوس مین لکھی
ہوئی ہوتی تہی اوسمین کسان اپنی زمین پر قابض رہتا تہا۔ زمیندار یہہ چاہتا تہا کہ زمین کو ذریعہ حاصل کیجئے
اور کسان کی حیثیت تہی کہ پہر سکا۔ نہ دیجیے۔ یہانتک بعض دفعہ نوبت پہونچی تہی کہ زمیندار نے تمام کسان کے
آلات کاشتکاری لوگون کو مول لیوا دیا اور مویشی کو اوس پاس رکہا۔ غرض قطع نظر جبر و ظلم کے
ملک بہی یون ویران ہوتا تہا۔ انگریزی کلکٹرون نے اپنی یادداشت مین ہست و بود کی مدت بنائین
تعین اور جسمین وہ لکہتے ہے کہ کیا تہا اور کیا ہے۔ غرض اسی معلومات سے بعد تحقیقات کے یہہ امر تشخیص ہوا
کہ اصول بندوبست دہ سالہ کو مستحکم کیجئے۔ مگر اسکے ساتھہ ہی یہہ مقدمہ پیش ہوا کہ اس بندوبست دہ سالہ کے
ساتھہ ہی بعد منظوری کورٹ ڈائرکٹرز بندوبست استمراری کا اشتہار دیا جائے۔ یا پہلے بندوبست دہ سالہ
کا تجربہ کیا جائے۔ نتیجہ دیکہا جائے۔ بندوبست استمراری کیا جائے۔ سر جان شور جو اسکام [illegible]
[illegible] ہو رہے تھے کہا کہ ہنوز ہم کو علم کافی ایسا نہین حاصل ہوا کہ بندوبست استمراری پر اعتماد
کیا [illegible] امور زمیندارون اور رعیت کے درمیان کے ابہی طے ہونے باقی ہین [illegible]
اور دس برس تجربہ کر لینے چاہئین [illegible] معلوم ہو جائے کہ ہم نے اپنی [illegible] حقوق [illegible]
[illegible] زمیندار کو یہہ معلوم ہو گیا [illegible] قیمت گران [illegible] نہین خریدا۔ مگر لارڈ کورنوالس کو
اس بندوبست کے واسطے بڑا اضطراب تہا اور [illegible] ہندوستان مین سرکار کمپنی کا [illegible] ایک تہائی جنگل
ہے کیا کوئی شخص اس بندوبست دہ سالہ کے اندر سرمایہ ایک ویران زمین کے آباد کرنے مین صرف کریگا ہرگز نہین
تجربہ جو کیا جاتا ہے تیس برس مین کیا تجربہ حاصل ہوگی جو آئندہ امید سکی کیجائے کہ جب [illegible] ہوگا تو
بندوبست استمراری کیا جائیگا۔ لارڈ کورنوالس کے ذہن مین یہہ امر نقش کالحجر تہا کہ اراضی کی سرسبزی

صرف مالکان زمین کی ذات پر موقوف ہو اور کسی اور طرح سے ممکن نہیں۔ لارڈ صاحب اور اونکے مشیروں نے یہہ
خیال کیا کہ اراضی کی ترقی اور سرسبزی کے لئے مالکوں کی قسموں کو دیکھنا چاہئے تین باتیں ایسی ہیں کہ وہ مالکو
کے ہاتھہ سے ترقی زمین کے مانع ہیں اول جہالت دوم بہت کم سرمایہ کا پاس ہونا سوم مزارعین پر بہت سختی
اختیار ہونا۔ یہہ پہلی بات اس ملک میں بہت ہے سوا اون لوگوں کے جنکا دل و دماغ تعلیم و تربیت اور گورنمنٹ
نے مہذب و شائستہ بنا دیا ہے بہت آدمی دولت کی نسبت حکومت کے زیادہ مرتبے ہیں۔ زمینداروں کا دل
جیسا کہ کاشتکار پر حکومت کرنیکو چاہتا ہے ایسا زمین سے روپیہ پیدا کرنیکو نہیں۔ اس شوق کے پہلو میں جہالت
کو رکھنے سے معلوم ہوگا کہ وہ زمین کی ترقی میں سب سے زیادہ حرج پیدا کرتی ہے۔ اس جہالت کا یہہ نتیجہ ہے
زمیندار اسپر مرتا ہے کہ کسان میرا غلام بنا رہے جب وہ سر اوٹھاتا ہے تو اوسکے تباہ کرنیکے لئے ایک نہ ایک کہ خاک
میں ملانیکے لئے موجود ہوجاتا ہے پس ساری توجہ اوسکی ساہیوں کے مغلوب کرنے پر ہوتی ہے اور زمین کی
ترقی قابلیت و پیداوار کا وہ خیال ہی نہیں کرتا۔ تیسری بات یہہ ہے کہ جب زمیندار کے پاس سرمایہ کثیر
ہوتا ہے تو وہ بالکل عیش کا بندہ ہوجاتا ہے۔ زمین کے اندر پیشہ کرنے میں اسکی خواہش رفتہ
بتدریج قلیل ہوتی ہے اور خیال نہیں کرتا اور اسکا اثر اوسکے دل پر نہیں ہوتا مگر جو زمیندار کہ سرمایہ قلیل
رکھتے ہیں وہ اوسکو بڑہا نہیں سکتے دن اراضی کی سرسبزی اور شادابی کی طرف توجہ کرتے ہیں حقیقت میں
زمین کی ترقی اوس کاشتکار پر موقوف ہے جسکو یہہ توقع ہو کہ جو اس زمین کی پیداوار بڑہانے اور زیادہ کرنے سے
فائدہ ہوگا وہ میرا ہی ہوگا۔ یہہ توقع جیسا زمین کی ترقی کی زراعت پر اثر کرتی ہے کوئی اور چیز نہیں اثر کرتی
پس یہہ بات ایک ہندوستان میں ایسی تہی کہ جسکی مثال کہیں اور تاریخ میں نہ ملی کہ بادشاہ اور کاشتکار کے
درمیان کوئی اور واسطہ دار نہوتا اور حقوق زمینداری کا بھی معاوضہ کامل ادا ہوجاتا۔ مگر اب زمین کی ترقی
کے لئے بادشاہ کا حق مالکانہ کاٹ کر جو زمینداروں کو دیا گیا وہ کاش کاشتکاروں کو دیا جاتا تو ایک گروہ کثیر مالدار
امیر ہوجاتا۔ اور زمین سرسبزی اور شادابی سے مالا مال ہوجاتی —
جس وقت تک اس بندوبست کی تدابیر پختہ ہوئیں انگریز ایسے ملک کے حال سے ناواقف تھے کہ حیران تھے کہ کس طرح جمع
بندوبست کیا جاوے بعض کہتے تھے کہ جمع جو بالفعل تشخیص ہو [illegible] اور نہیں کی جائیگی بعض کہتے تھے

بہت تیز ہے۔ اسکو بڑہانا چاہیے مگر گورنمنٹ نے بھی کسی سال کا اوسط نکال کر اوسکے موافق بندوبست کر دیا
ولایت سے اسکی ممانعت ہوئی کہ زمین کی پیمائش و حیثیت کی تحقیق مین پڑکر معاملہ کو جھمیلے مین نہ ڈالین
اور یہہ فقرہ نہایت رعایا پروری کا اس موقع پر لکھا آیا کہ اگر جمع نرم ہو تو اوسکو نرم رہنے دو سخت مت کرو
اسلیے کہ جمع نرم رہنے سے رعایا کی دولت بڑہیگی اور رعایا کی دولت بڑہنا عین سرکار کا دولت بڑہنا ہے۔
اس بندوبست کی ہدایتین صوبہ **بنگال** مین ۱۷۸۹ء مین بھیجی گئین اور سال آئندہ مین **بہار** مین اور
۱۷۹۱ء مین اوس انتظام جدید کیلیے مجموعہ قوانین کی اشاعت ہوئی۔ اس سال مین تینون صوبون **بہار**
بنگال۔ اڑیسہ اور بنارس سے ۳۰۲۵۴۵۹۳ روپیہ مالگزاری کے وصول ہوئے ہین ۱۷۹۳ء مین
ہر ضلع مین بندوبست دہ سالہ ہوا۔ لارڈ **کورنوالس** کی تحریر کا بندوبست استمراری کے باب مین وہ اثر
کورٹ ڈائرکٹرز پر ہوا کہ اونہین سال مین اوسکی منظوری بھی بھیجدی۔ اور آخر کو یہہ اشتہار دیا گیا۔
چونکہ ظاہر ہے ہمارے ملک مین اشیاء تجارت کو دیکھیے تو وہ پیداوار زمین ہین اگر یہان کے آدمیون کی خوراک کو دیکھیے تو
وہ زمین کی پیداوار ہے۔ غرض سارے کامون کا مدار زمین کی پیداوار پر ہے۔ اسلیے سرکار انگریزی کی توجہ
ان صوبون کے انتظام مین امور ترقی زراعت پر از حد متوجہ ہوئی اول اوسنے سب سے عمدہ تدبیر یہہ کی کہ
اوائل ایام سے تا زمان حال اراضی کی جمع سرکاری کبھی ایک طور پر قائم نہین رہی مگر اب سرکار نے ملکیت اراضی کو
زمینداروں کے مفوض کیا۔ اور مالگزاری سرکار ہر محال پر برائے دوام مقرر کی۔ ان تدبیر سے مالکون کو
اپنی اپنی اراضی کی حیثیت کے زیادہ کرنیکا حوصلہ ہوگا اور جو سرمایہ کہ ترقی زراعت کے واسطے ضروری ہے
وہ اونکو حاصل ہوگا پیشتر حسب ضابطہ کبھی ملکیت اراضی زمینداروں کو مفوض نہین ہوئی اور نہ اونکو بلا حصول
منظوری سرکار یہہ اجازت تھی کہ اپنے حقوق مقبوضہ کو منتقل کرین یا باستغراق اراضی روپیہ لین اور مطالبہ
سرکاری کا حال سب اراضی کی نسبت یہہ تہا کہ حسب مرضی سالانہ یا اکثر اوقات زمین مین تغیر و تبدل
ہوتا رہتا تہا اور اوسکی تعداد اس نہج پر مقرر کیجاتی تہی کہ جو لگان رعایا اسامیون پر بابت ہر قطعہ
اراضی مزروعہ کے واجب الادا ہوتا تہا اوسکے مجموعہ کا اہلکاران سرکاری تخمینہ کر لیا کرتے تہے اور اوسمین
بعد وضع اخراجات تحصیل کے بطور معمول گیارہ حصون مین سے دس حصے حق سرکار ہے بہیجے جاتے تہے اور باقی ایک حصہ

سبب سے کچھہ زبردستی قیمت ٹہرائے — افیون کا ٹہیکہ بہی نمک کی طرح سے سلطنت مغلیہ مین دیاجاتا تہا مگر
اب لارڈ کورنوالس نے یہہ ٹہرادیا کہ افیون بونے والی کو ٹہیکہ دار اس حساب سے قیمت دیاکرے اور پہر وہ
ٹہیکہ دار سرکار کے ہاتہہ اس قیمت سے افیون بیچا کرے - اسسے وہ قاعدہ جو ٹہیکہ دار افیون کے کاشتکار پر
زبردستی خاص قیمت ٹہرا کرلیا کرتے تہے جاتا رہا -

رعایا اور زمیندار کے درمیان جو ایک سلسلہ جبر و ظلم جاری تہا اوسکے انقطاع کے واسطے یہہ قانون مقرر
کیا گیا - کہ جو کاشتکار اپنی اراضی کا قبضہ انداز دوازدہ سال رکہتے ہوں اونپر بیشی لگان کی نہ
عہدہ داران سرکاری کرسکتے ہین اور نہ زمیندار یا دوسرا واقعی مالک اراضی کا - جو اپنی اراضی کی بابت
اقرارنامہ مالگذاری داخل کرچکا ہو اور جو استمرار دار کہ جمع مقرری پر قبضہ اپنی اراضی کا اتنی مدت
نہین رکہتے ہین اگر اونکی نسبت بہی زمیندار نے یا دوسرے واقعی مالک اراضی نے بذریعہ سند کے یہہ لکہہ دیا ہو
کہ اونپر بیشی لگان نہین کیجائیگی - تو وہ اپنی نفع کے واسطے مجاز انحراف شرائط مندرجہ سند مذکور کا
نہ ہوگا بلکہ اوسکو نسبت لگان کے بقدر مطالبہ کا پابند رہنا پڑیگا جو برضا و رغبت اوسنے قبول کیا ہوگا
اگر کسی حال مین یہہ ثابت ہوگا کہ زمیندار یا دوسرا مالک اراضی اپنے حق سے زیادہ کاشتکار سے اخذ لگان
کرتا ہے تو عدالت کو لازم ہوگا کہ اوسے بطور تاوان بقدر دو چند تعداد اوس اخذ بالجبر کے مع خرچہ
نالش فریق دادخواہ کو دلادے -

لارڈ کورنوالس نے دیوانی عدالتوں کے انتظام مین بہت کچہہ ترمیم کی پہلے جو کلکٹر ضلع کا ہوتا تہا
وہ دیوانی کا جج اور فوجداری کا مجسٹریٹ ہوتا تہا - اب سنہ ۱۷۸۶ء مین حکام کی یہہ مرضی ہوئی کہ یہہ تینون
عہدے علیحدہ علیحدہ ہوجائین - بعد تجربہ کے لارڈ کورنوالس نے بہی ۱۱ فروری سنہ ۱۷۹۳ء مین اپنی یادداشت
مین لکہا کہ جو انتظام بالفعل ہے اوسمین ہندوستانیون کی حفاظت و حراست کلکٹر کے ذات پر موقوف ہے
اگر وہ نیک اندیش اور انصاف دوست اور شریف اور خوش نیت ہے تو رعایا کی نہ بہر نصیب ہے اگر اوسکا
مزاج اسکے خلاف ہے تو وہان رعایا کی عجب کم بختی ہے - اگر کلکٹر ظلم کرے تو اوسکے ظلم کا فریادرس وہ
خود ہے - گو اوسکے احکام کے واسطے بورڈ ریونیو اور صدر دیوانی عدالت ہے - مگر وہ اس قدر

فاصلہ پر رعایا سے ہے کہ وہاں آتے ہی آتے تنگ خرچ کی زیر باری سے غریب مظلوم کا تو دم نکل جائے چونکہ جس طرح
یہہ منظور تہا کہ ملک کی زراعت اور تجارت کو ترقی ہو اسلئے یہہ تدبیر عمل مین آئی کہ ابتک سرکار اور زمیندار
کے فیمابین تمام تنازعات اور تشخیص جمع اور مالگزاری سرکار کی تحصیل کی بابت مقدمات اور دعاوی
متنازعہ فیما بین زمیندار اور اونکے رعایا و دیگر اشخاص متعلقہ تحصیل لگان کے عدالت ہائے مال مین رجوع
ہوتے تھے۔ اور ان مالی عدالتون کے حاکم صاحب کلکٹر ہوتے تہے۔ اور اونکے فیصلہ کے اپیل محکمہ بورڈ مال
مین ہوتے تہے۔ اور بنا اراضی حکم صاحبان بورڈ کے نواب گورنر جنرل کی اجلاس کونسل کے ضیغہ مال مین
اپیل ہوا کرتے تہے۔ پس جبتک حاکمان مال کو یہہ اختیارات تجویز مقدمات مفوض ہین مالکان اراضی
کو جو حقوق دیئے گئے ہین اونکی حفاظت پر اطمینان نہین ہوسکتا ہے۔ علاوہ اسکے اعتراضات ان
عدالتون کی نسبت اس وجہ سے بہی پیدا ہوتے ہین کہ اونکی کارروائیان بے قاعدہ اور بطور سرسری اور
اکثر یکطرفی ہوا کرتی ہین۔ اور نیز صاحبان کلکٹر بسبب اپنے امورات مالی مین مصروف ہوتے ہین تو کار عدالت
کو انصرام یا ملتوی کر دیتے ہین۔ اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ اگر احیانا قوانین تشخیص و تحصیل مالگزاری سرکار
سے انحراف کیا جائے تو خود حاکمان مال انحراف کرنے والے ہونگے۔ اور جن شخصون کو کہ واسطے اونکے
ایک اختیار کے ضیغہ سے ضرر پہنچا ہو وہ امید نہین رکہہ سکتے ہین کہ حاکمان مذکور اپنے دوسرے ضیغہ مین جو اس
ضیغہ کے اختیار سے داد رسی کرینگے۔ علے ہذا القیاس حاکمان مال بوجہ کثرت امورات مالی کے فیمابین مالکان
اراضی اور اونکی اسامیون کے انصاف قانونا کرنیکے لیے لائق نہین ہین اسلئے کہ ان زراعت کی ان
ترقیون کی امید ہو سکے جو مطلوب ہین یہہ لازم آیا کہ واسطے حفظ ملکیت اراضی اور اون حقوق کے جو اوس سے
لاحق ہوتے ہین کوئی اور تدبیر کیجائے۔ سرکار کو چاہیے کہ جو حقوق اور استحقاق کہ سرکار نے بمنصب توضیح
قوانین کے زمینداران کو دئے ہین اون مین دست اندازی منصب عاملی نکرے پس لازم ہوا کہ عہدہ
مال سے اختیارات عدالت لیے جائیں۔ سرکار کے تمام دعاوی مالی جب اونکی نسبت بموجب قوانین کے
تنازع ہو جائے کہ عدالت دیوانی مین سماعت کیے جائیں جنکے حاکم صاحبان جج منصب اپنے عہدون اور
بنظر نوعیت امور مفوضہ کے اپنے فیصلون کے نتائج مین بالکل بے غرضانہ عمل کرینگے سلکہ اونپر لازم ہوگا

درمیان سرکار اور مالکان زمین اور نیز درمیان مالکان زمین اور اونکے اسامیون کے بلا طرفداری فیصلہ کرین اور
صاحب کلکٹر مال سے صرف اختیار تجویز کرنے خود اپنے کیسو کے امورات کا ہی لیا جاوے بلکہ چاہیئے کہ بابت
اون امور کے اور نیز عدالت دیوانی مین نالش ہو سکے اور سرکاری مطالبون کو اس قید سے وصول کیا کرین کہ
اگر زیادہ باستثناے ان تعداد کے جو منجانب سرکار اونکو مطالبہ کی جائز ہی انکی طرف سے عمل مین آیا جو قانون
تحصیل کے واسطے مقرر ہین انحراف کرین تو بابت اسی امر کے خود اونکی ذات پر نالش ہو سکے۔ ایسی
صورت مین کوئی نام لیا [illegible] طاقت مفوضہ زمینداروں کو از روے قوانین دیگئے ہین اون مین وہ
دست اندازی کر سکے یا لایت اپنی ملکیت مین خلل انداز ہو۔ نتیجہ بالضرور یہہ ہوگا کہ ملکیت اراضی بسبب
ملکیتون کے زیادہ قیمتی ہو جاوینگے اور لوگ زراعت کی اون ترقیون کی طرف توجہ کرینگے جو واسطے بہبود
خلائق اور ملک کے بدرجہ سادی لابد ہین۔ پس یکم مئی ۱۷۹۳ء سے عدالتہاے مال موقوف ہوئین
اور دیوانی عدالتین اسطرح قائم ہوئین کہ ہر ضلع مین اور بڑے بڑے شہرون مین ایک عدالت دیوانی اوسمین
حاکم اعلیٰ [illegible] مقرر ہوا جو کلکٹر سے بڑا عہدہ رکھتا تھا اور اوسکے ساتھ ایک رجسٹرار مقرر کیا گیا اور بعض حکام اور
متعہد اوسکے اسسٹنٹ یعنی مددگار مقرر کئے گئے۔ اور جج کے ساتھ مفتی اور پنڈت مقرر ہوے تاکہ جن مقدمات کا
فیصلہ شرع اور شاستر پر موقوف ہو اوسمین فتوی اور یوستہا مفتی اور پنڈت سے لیا جاے۔ اس عدالت کے
ماتحت سب قسم کے آدمی تھے باستثناے اہل ولایت جنکے واسطے سپریم کورٹ مقرر تھا۔ سو روپیہ تک کے
مقدمات کو رجسٹرار فیصل کر دیتا تھا ہر ضلع مین چھوٹی چھوٹی عدالتین مقرر کی گئین اور اونمین ہندوستانی
کمشنر مقرر کئے جو پچاس روپیہ کے مقدمات کا فیصلہ کرتے اونکی تنخواہ کچھ نہین مقرر کی بلکہ ایک آنہ فی روپیہ
اونکی فیس مقرر ہوگئی جتنے روپیہ کے مقدمات فیصل کرتے اوتنے روپیہ لیتے حقیقت مین یہہ لوگ پنچ تھے جو
مقدمات کو سرسری یعنی فقط اپنی عقل کے موافق فیصل کر دیتے تھے وہ عدالت دیوانی کے پیچ یا جج
کے دستورات اور تحقیقات مین نہین پڑتے تھے۔ ضلع کی عدالت مین اونکے فیصلہ کا اپیل بہی ہو سکتا تھا
رجسٹرار اور ان ہندوستانی کمشنرون کے فیصلون کا اپیل مین صاحب ضلع کے جج کا حکم ناطق و نافذ تھا اور پہر اسکے
اپیل نہین ہوتا تھا۔ پہلا اپیل بورڈ اور دوسرا گورنر جنرل مع کونسل مین ہوتا تھا۔ انہی کام کے بوجہ سے

ہلکا ہونیکے لئے گورنر جنرل مع کونسل نے یہہ تجویز کیا کہ ہزار روپیہ کا اپیل نہین سنا جائیگا۔ یہان پر
شاذ و نادر ایسے مقدمات ہوتے تہے کہ جو اس مقدار کے ہون اسلئے گویا اپیل کی عدالت سے ہندوستانی
بالکل محروم کردیئے گئے سوا اسکے اگر مقدار کم بہی کردی جاتی تو کلکتہ کے جانیکے اور اخراجات ایسے تہے
کہ کون اپیل کرتا تہا۔ اس عیب کے دور کرنیکے لئے لارڈ **کورنوالس** نے چار اپیل کی نئی عدالتین ایک
کلکتہ کے قریب جوار مین اور باقی سہ ڈہاکہ۔ پٹنہ۔ مرشدآباد مین مقرر کین۔ عدالت مین تین جج
اور ایک رجسٹرار اور دو ایک اور متعدد اسسٹنٹ اور قاضی اور مفتی اور پنڈت مقرر ہوئے اور یہہ عدالتین
ضلع کی عدالت کے فیصلونکا اپیل سننے لگین اور اونکو اختیار رہا کہ وہ عدالت ماتحت کے فیصلون کو
منسوخ کریں یا ترمیم کرے یا واپس بہیجدے۔ یا از سر نو تحقیق کرے۔ پہر ان عدالتون پر بہی ایک عدالت
صدر دیوانی مقرر ہوئی۔ اوسکے حاکم گورنر جنرل اور اوسکی کونسل کے ممبر اور قاضی القضاۃ و مفتی
اور دو پنڈت اور رجسٹرار اور کئی اسسٹنٹ تہے۔ وہ عدالتہای مرافعہ اولی اور ضلع کی عدالتون کے
فیصلون کے مرافعہ اخری کو سماعت اور تجویز کرتی۔ اول ہزار روپیہ تک مقدمون کا اس عدالت
مین مرافعہ ہوتا مگر مقدمات کی کثرت ہوئی تو بجای اسکے یہہ خیال کرتے کہ اپیل کے بہت ضرورت رعایا کو ہوتی
ہے مقدمات کی مالیت کو اپیل سننے کیواسطے زیادہ بڑہا دیا جسسے اپیل کرنے والے دادرسی سے محروم ہوگئے
پچاس ہزار روپیہ کا مرافعہ ولایت مین بہی بادشاہ کے حضور مین پیش ہوسکتا تہا۔ دیوانی عدالت کے
جتنے کام گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہوئے وہ سب ایسے پیچیدار تہے کہ بیانات سیدہے سادے بیان کو بڑی
دقت اوٹہانی پڑتی۔ سیکڑون اصطلاحین قانون مین داخل تہین ان کے سمجہنے کیلئے بہی سمجہ
درکار تہے عبارتین ایسی مشتبہ اور مغلق تہین کہ صاف صاف مطلب سمجہ مین نہین آتا تہا۔ یہان کے
باشندے دیوانی کی قانون کی پیچیدگیون کے سبب اپنے مقدمہ کو عدالت کے روبرو پیش نہین کرسکتے
تہے اسلئے ضرورت پڑی کہ وکالت کریں اور شخص جو اہل مقدمہ کی طرف سے مقدمہ عدالت کے لئے
قانون کی موافق پیش کرے وہ مقرر ہوجائے۔ پہر اس فرقہ کی تیاری کے واسطے ایک قانون جاری
ہوا اور یہہ فرقہ تیار ہوا۔ اوسکی اصطلاح فیس منصفی مقرر ہوئی۔ پہلے یہان یہ دستور تہا کہ حاکم ضلع

کرنیکے عوض مین جو تہو یعنی پچیس ۲۵ فیصدی لیتا تہا اسکو سرکار کمپنی نے موقوف کردیا تہا۔ اوسکی جگہہ
فیس مقرر کی جو ہر مقدمہ کے دائر کرنے مین اہل مقدمہ کو دینی پڑتی تہی۔ لارڈ کورنوالس کے نز
نزدیک یہہ سمجہتے تہے کہ جو چیز دادرسی کو روکے وہ بری ہے اور اس مقولہ پر اونکا عمل تہا کہ جہان
انفصال تنازعات کیلئے عدالت ارزان نہین ہے وہان عدالت ہی نہین ہے۔ اسلئے اونہون نے اس
فیس کو بہی موقوف کردیا اور کسی قسم کی فیس باقی نہین رکہی۔ فقط وکیلون کے اور گواہون کی
فیس کو قائم رکہا۔ ججون کے واسطے بہی سوا تنخواہ ماہوار کے کوئی اور صیغہ بالائی یافت کا نہین
چہوڑا۔ یہہ ایک بڑا احسان ہندوستانیون کی جان پر اونہون نے کیا۔ لارڈ کورنوالس کی توجہ کچہہ
مال اور دیوانی سے فوجداری کی طرف کم تہی۔ ۱۰ نومبر ۱۷۹۰ء کو اونہون نے کورٹ ڈائرکٹرز کو لکہا کہ جو ملک
تمہارے قبضہ مین ہے اوسکا انتظام درست جب تک نہین ہوسکتا اور رعایا کی جان و مال کی حفاظت بخوبی
نہین ہوسکتی کہ فوجداری کی عدالت کا حسن انتظام نہو اوسکا حال نہایت ابتر ہے مجہے اس امر کا
دل سے شوق ہے کہ وہ برائیان جنسے گورنمنٹ کی بیعزتی ہورہی ہے۔ تجارت کے بازار بند ہورہے ہین۔ تمدن
اور معاشرت سے رعایا مین خلل پڑرہا ہے اونکا علاج مدراس جانے سے پہلے کردون۔ اونہون نے فوجداری کے
قوانین کی تعمیل کے واسطے چار مرافعہ والی کچہریون کے ججون کو حاکم مقرر کرکے چار کچہریان فوجداری
کی قائم کین۔ اور دیوانی کی طرح اس صیغہ مین ایک جج رجسٹرار اور اسسٹنٹ اور ہندوستانی افسر اوسکے
مددگار مقرر ہوئے۔ اور اونکا کام دورہ کرنیکا مقرر ہوا۔ چارون شہرون مین جہان ضلع کی عدالتین تہین
وہان حوالات کے قیدیون کے مقدمات کی تجویز کے لئے یہہ مقرر کیا کہ ہر مہینہ مین
ضلع کلکتہ مین چار اجلاس اور باقی اضلاع مین سے ہر ایک ضلع مین دو اجلاس ہوا کرین
جج ہر سال دو دورے کرین یعنے دورہ اول یکم اپریل سے اول جج اور صاحب رجسٹرار اور مفتی شروع کرین
اور دورہ ثانی دو جج اور ہندوستانی افسر اور یہہ صاحبان جج اپنی اپنی قسمت مین جمیع اضلاع کے صاحبان
مجسٹریٹ کے صدر مقام مین جایا کرین اور حوالات کے قیدیون کے مقدمات کی تجویز کیا کرین۔
پس جب یہہ جج دائرہ سائر کے مقدمات مین مصروف ہوئے تو محکمہ اپیل بند ہوجاتا ۱۷۹۴ء مین ہی اسلئے

خرابی معلوم ہوئی اور یہہ حکم ہو گیا کہ ایک جج مرافعہ سننے کیلئے دورہ کو نہ جایا کرے - مگر مرافعہ سننے کے واسطے قانون
کے بموجب دو ججون کا ہونا ضرور تہا اسلئے اس قاعدہ سے کارروائی بخوبی نہ ہوئی اسلئے [illegible] مین حکم ہوا کہ
دو جج دورہ کو نہ جایا کرین سوا ان عدالتون کے صدر نظامت کی بہی عدالت تہی اوسکے حاکم گورنر جنرل
مع ممبران کونسل اور قاضی القضاۃ اور مفتی تہے - یہہ جج دائرہ سائر کے ضلعون مین جاتے وہان کے
مجرمون کے ثبوت جرم اور عدم ثبوت جرم کے گواہ لیتے اور اونکے اظہار قلمبند کرتے اور اگر مجرم اقرار کرتا تو
اوسکا اقرار لکہتے - پہر یہہ کاغذات مفتی اور قاضی کو جو کہ مقدمہ کے صاحب جج کے ساتہہ سماعت کرتے تہے
دیتے اور وہ مسلمانون کی شرع کے موافق جو سزا مناسب تہی لکہتے اور اوسپر اپنی مہرین ثبت کر دیتے
اب اگر صاحب جج اور قاضی اور مفتی کی رایون مین اتفاق ہو جاتا تو مقدمہ فیصل ہو جاتا اور اگر اختلاف ہوتا
تو صدر نظامت کو تمام کاغذات مقدمہ بہیج جاتے صاحب جج اپنی راے اور سبب اختلاف اوسکے ساتہہ لکہتے
جب جج دورہ سے فارغ ہو کر آتے تو اونکو اپنے تمام کامون کا روزنامچہ صدر نظامت کو بہیجنا پڑتا -
اور ان ججون سے معمولی رپورٹ مین طلب کی جاتی تہین جنسے یہہ معلوم ہوتا کہ کیا کیا برائیان باقی ہین اور اونکی
کیا کیا علاج ہین یہہ کام تو ایک دانشمند اور فرزانہ گورنمنٹ کا ضرور تہا - لارڈ کورنوالس نے قانون کی
تعمیل کیلئے یہہ آلات اور اسباب تیار کئے مگر اب سوال یہہ ہے کہ وہ قانون کیا تہا جسکی چلانیکے لئے یہہ کل
بنائی گئی - ہندوستانیونکو جو حقوق سرکار کی طرف سے دئے گئے تہے اب قانون کا کام یہہ تہا کہ وہ ان
حقوق کی تعریف کرتا کہ وہ کیا ہین اور اونکا نقص کیا ہے - یہہ بڑا نقص تہا کہ تمام تر آدمی قانون
کی تعمیل کیلئے مقرر ہون اور وہ خود قانون موجود ہی نہون - ہن دو لکی طرح مسلمانون اور ہندوؤن کے
قوانین جو اونکے حقوق کرتے ہین قرآن شریف اور دہرم شاستر ہین - مگر وہ قانون ان انسانون کے
حقوق قائم کر سکتے ہین کچہہ ہندوستان کیلئے مخصوص نہین ساری خدائی کیلئے ہو سکتے ہین - قاضی
اور مفتی اور پنڈت جو اونکے موافق فتوے اور ویوستہا لکہتے وہ خود متردد اور ڈانواڈول رہتے غرض جو
کام تہا بے ثبات اور غیر محقق تہا اسلئے جو جسکا جی چاہتا تہا وہ کرتا تہا تہوڑی باتین ایسی تہین جو
قانون کے احاطہ مین آئی تہین باقی عدالت کے لئے کوئی قانون نہ تہا جو عدالت چاہتی وہی قانون

بنالیتی ہے جج کے لئے کوئی مجموعہ قوانین نہیں بنا جسکا وہ پابند ہوکر کام کرتا۔ اور خلاف اسکی کام کرتا تو سزا پاتا اپنے لئے وہ آپ ہی قانون بناتا اور آپ ہی اوسکی تعمیل کرتا بعینہ یہہ حال تہا کہ کوئی شخص بعوض بڑی تنخواہ پر نوکر رکہہ لے اور تانبے اور چینی کے برتن بہت بڑی بڑی خرید لو مگر کہانیکے لئے کوئی چیز نہ دی۔ گو یہہ حال تہا مگر اسپر ہی خیال کرنا چاہئے جو ہم آگے لکہتے ہین کہ یہہ حماقت کا خیال انگریزون کے دلون مین نہین تہا کہ خود عدالت و کچہری ہی قانون ہے۔ اور جب عدالت مقرر ہوگئے تو کچہہ ضرور نہین ہے کہ قانون اوسکی تعمیل کے واسطے بنایا جائے بلکہ وہ خود ہی قانون ہے۔ یہہ کوئی فلسفہ تو تہا نہین کہ ایک حکیم وسکو تجربہ کر اپنے خیالات سے بنا لیتا۔ اگر گورنمنٹ ایسی فلسفانہ کام کرتی تو ایسی سفاہت سے اپنی تئین برباد کرے۔ غرض پہلے تجربہ حاصل کرنا ہندوستان کے لئے قانون بنانیکے واسطے ضرور تہا۔ گورنمنٹ نے یہہ اول سبق پڑہنا شروع کیا اور بتدریج اوسمین ترقی کی۔ تجربہ کرنے مین بیشک غلطیان اور نقصان ہوا ہی وہ بیشک ہوا۔ آخرکو بتدریج وہ ترقی کی جسسے ملک مین انسداد جرم ہوا۔ ارتکاب جرم کی تعداد کم ہوئی۔ زراعت اور تجارت کی ترقی ہوئی۔ باوجود ان سب باتون کے لارڈ کورنوالس کی تعریف استحقاق کی نہین ہوسکتی کہ اونہون نے اس امر کو دل سے چاہا اور زبان سے کہا اور بطور نمونہ مشتی از خروارے کرکے دکہا بہی دیا کہ حقوق رعایا کے لئے اور جان و مال کی حفاظت کے واسطے قانون لکہے جائین اور اونکی وجوہات اور براہین اونکی پیشانی پر تحریر ہون کہ وہ کس اصول پر مبنی ہین اور وہ منطبع ہوکر ملک مین شائع کئے جائین اور اونکا ترجمہ اس ملک کی زبان مین ہو اور جس طرح ان قانون کی تعمیل ہو وہ قاعدے بہی مقرر کئے جائین۔ اور تمام حکام اون آئین کے پابند ہوکر کام کا انصرام کرین۔ یہہ امر رفاہ خلائق کے لئے ضروری ہے کہ افراد اپنی ملک کی قانون سے واقف ہون۔ اور اونکی موافق اپنی حق تلفیون کا تدارک کرسکین۔ قومون کی ترقی اور تنزل کا منحصر قانون ہوتے ہین۔ جو گورنمنٹ ایک مجموعہ قوانین مقرر کرکے اوسکے موافق حق رسی رعایا کی کرتی ہو اور رعایا ان قوانین کو جانتی ہو اور اوسسے اپنی حقوق کی حفاظت کرتی ہو۔ اور جب تجربہ سے کوئی غلطی اونمین ہوتی ہو تو اوسکی ترمیم گورنمنٹ کرتی ہو تو وہ ہمیشہ ترقی کرتی ہے۔ قومونکی ترقی اور تنزل کے اسباب ہمیشہ سے اس مجموعہ قوانین کی حالت پر موقوف ہوتے ہین۔ رفاہ انسانی کے لئے کوئی

راے اس امر سے زیادہ فیض رسان انسان کے حق مین نکلی ہے جیسے یہہ کہ ملک کی
فرمان روائی ایک مجموعہ قوانین کے موافق کیجائے۔ لارڈ کورنوالس کا مجموعہ قوانین سنہ ۱۷۹۳ء
جو قوانین ہند کا دیباچہ ہے دیکھکر ہندوستانیون کو اونکا دل سے شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ اونہونے
ہمارے لیے بہی رفاہ اور فلاح کا دروازہ کہولا۔ اور ہر ہندو و مسلمان کو بتلایا کہ وہ بہی آدمی ہے
اور اپنے حقوق رکہتا ہے اور اگر وہ تلف ہو جائین تو لیوین پا سکتا ہے۔ لارڈ کورنوالس کی
ترمیم اور اصلاح کا یہہ نتیجہ تہا کہ پہلے جو مسلمانون کے قوانین کے موافق قطع اعضا [illegible] کرتے
تہے۔ اور سخت سزائین جو ہندوستان کی رسم ورواج کے موافق دیجاتی تہین موقوف ہوئین اور پہلے
جو قرضدارون کو قرض خواہ گرفتار کرکے جبر اور ظلم سے وصول قرضہ مین کرتے تہے یا زر لگان کے
وصول کرنے مین زمیندار بیچارے غریبون کا سر شکنجہ باندہتے تہے۔ یہہ سب طریقے موقوف ہوئے اور یہہ مقدمے
اب عدالت مین دائر ہونے لگے۔ اب ایک امر صیغہ پولیس کا باقی رہا ہے اوسکی طرف بہی گورنر جنرل نے
توجہ فرمائی ضرور تہا کہ تمام ملک مین پولیس ایسا کارگزار مقرر کیا جاتا کہ مجرمون کو عہدہ داران عدالت کی
سراغ رسانی سے امید گریز کی نہو۔ لوگون کو ارتکاب جرم سے باز رکہنے کے لیے اوسکا ہونا ایسا ہی ضروری
ہے جیسا کہ مجرمون کی سزا جلد اور بالانصاف لازم ہے۔ یہان دستور کے موافق زمیندارون اور تاجرون
کے اقرارنامون مین جو عبارت داخل کیجاتی تہی اوسکے موافق اونپر امن امان رکہنا واجب تہا۔ اور
اگر کوئی چوری اونکے محال یا علاقہ مستاجری مین ہو جاتی تو چور اور مال مسروقہ دونون کا سراغ رسانی
کرکے پیدا کرنا اونپر واجب تہا۔ مگر اس قاعدہ سے انسداد وارادات اور جرم نہوا بلکہ بہت جگہ جرم [illegible]
اور بہت سی بدنظمیون کا ارتکاب اس نہج پر ہوا کہ زمیندار و مستاجر زمین جو اقرارنامہ کی رو سے
پولیس کا پیادہ ملازم رکہتے وہ مجرمون سے گٹھ جاتے اور باہم سازش ہو جاتی۔ اسلیے گورنر جنرل نے بنظر
محافظت جسم ومال رعایا کی جو اونکی آرام اور راحت اور فلاح عام کے واسطے ضروری ہے یہہ قانون جاری
کیا کہ آئندہ ملک کی پولیس پر صرف انہین عہدہ دارون کا اہتمام رہیگا جو گورنمنٹ کی طرف
سے اس کام کے انصرام کے لیے مقرر ہون اب زمیندارون اور مستاجران اراضی کو حکم دیا گیا کہ

عملہ تہانہ داروں کے اور اہل کاروں پولیس کے جو ملک مین امن رکہنے کے واسطے اونکو ملازم رکہنے پڑتے تہے موقوف کر لئے گئے آئندہ تمام زمیندار اور مستاجران اراضی کو ایسے عملوں کے ملازم رکہنے کی ممانعت ہے۔ اب مستاجر اور زمینداروں اون جرائم سرقہ کے جو اونکے علاقہ مین واقع ہون جواب دہ نہین ہین ضلع کے جج کو حکم ہو گیا کہ وہ اپنے ضلعے و علاقون مین تقسیم کرین اور ہر علاقہ دس کوس یعنی بیس میل مربع کا ہو۔ اور ہر علاقہ مین ایک داروغہ مقرر کرے۔ اور ہزار روپیہ حاضر ضامنی وصول لیجائے ان داروغاؤن کو اختیار تہا کہ وہ حاضر ضامنی پر مجرمون کو چہوڑ دیتے تہے۔ اب ہم مال۔ دیوانی۔ فوجداری۔ پولیس کا انتظام جو لارڈ کورنوالس نے کیا بیان کر دیا۔ ہم ہر انتظام کے نتیجے کو بیان کرتے ہین مگر اون کچہہ ہم تاریخ کی طرح زمانہ کی قید کے مقید نہین رہینگے —

(۴) لارڈ کورنوالس ہندوستان کا بڑا محسن تہا جسنے اس فیاضی سے ہندوستانیون کے حال پر یہہ فیض رسانی کی کہ زمیندارونکو زمین کا مالک بنا دیا اور اونکے ساتہہ بندوبست استمراری کر دیا۔ گویا حقیقت مین ہر زمیندار کو ایک راجہ اور امیر بنانا چاہا۔ مگر اوسنے وہ کام جو برسون مین ہونا چاہئے تہا دنون مین کرنا چاہا۔ اور اس بات پر خیال نہین کیا کہ جس بوجہ کو اوٹہایا ہے اوسکے اوٹہانے کی اونمین طاقت کی قدرت نہین ہے۔ اول آنہی افسر نہین ہین کہ ان کامون کو انجام دے سکین۔ دوم جو افسر ہین وہ ملک کی رسم و رواج اور زبان سے ناآشنا ہین۔ جو کچہہ زرمالگزاری کا بندوبست ہوا تہا اوسکے نتیجے تہوڑے ہی دنون مین ظہور ہونے لگے۔ یہہ قانون تہا کہ اگر مالکان زمین زرمالگزاری کو وقت معین پر نہ ادا کرین تو بقدر زر غیر ادا شدہ کی اونکی زمین نیلام کر دی جائیگی۔ یہہ سرکار نے بڑی حکمت کی کہ اپنے پیچہے دیوانی عدالت مین نالش کرنیکا جہگڑا نہین لگایا۔ جسمین وقت ضائع ہوتا اور بڑی دقتین پیش آتین غرض یہہ دیوانی کا عذاب رعایا کی جان کو لگا یا اور اپنے تئین اوس سے بچایا۔ یہہ قاعدہ خود سرکار کے حق مین مضر تہا۔ زمیندارونکو مالک زمین کرنا اور اونکو ہمیشگی کے ساتہہ بندوبست استمراری کرنا اور ابہی اونکی بہبود اور فلاح اور امارت کی امید کرنا غلطی سے خالی نہ تہا۔ ۱۷۹۶ع مین جو زرمالگزاری کی نادہندگی کے سبب اراضی نیلام پر چڑہا اوسکا زرمالگزاری ۲۸۷۰۰۰۰ روپیہ تہا جسکے سبب سے بڑے زمیندار بہت تباہ و برباد ہو گئے۔ اور بڑے زمیندار مفلس

[illegible]

گنوار کی طرح محتاج ہو گئے۔ نہ پیٹ کو روٹی تہی نہ بدن ڈہانپنے کے لیے کپڑا تہا جو جلدی تباہی آئی اوسکا
سبب یہہ تہا کہ رعایا نے روپیہ دینے میں توقف کیا سرکار نے تو اونسے زر مالگزاری کے وصول کرنیکا طریقہ
زمینداروں سے سرسری مقرر کیا تہا مگر زمینداروں کو رعایا سے لگان وصول کرنے کے لیے بجز دیوانی عدالت بتلائی گئی
نہی۔ ایک راجہ نے لارڈ کورنوالس کو عرضی میں شکایت میں لکہی کہ جو علاقہ گورنمنٹ و زمینداروں کے درمیان
ہے وہی زمیندار اور رعایا کے درمیان ہے اس درستگی بات کی کیا وجہ ہے کہ خود گورنمنٹ سرسری
طریقہ سے زر مالگزاری وصول کرے اور زمینداروں کو زر لگان وصول کرنے کے واسطے عدالت دیوانی بتلائے
جسکے دستورات اور قواعد پیچیدگی ہیں اور اسکا آئین درہم برہم ہے غرض ملک بنگال میں زمینداروں کی حالت میں
بڑا تغیر ہوا۔ پہلے ہندوستان کے امیر مسلمان تہے جو حاکم تہے وہ لوگ تباہ ہو گئے انکی جگہ قائم مقام ہوئے
اب ہندو بڑے امیر زمیندار تہے وہ اس بندوبست کی کم بختی میں آ کر خراب ہو گئے حقیقت میں لارڈ کورنوالس
نے جب جبر کی استمرار سے یہہ خیال کیا تہا کہ دولت ملک اور رفاہ خلق زیادہ ہوگی وہ استمرار نہ تہا بلکہ
اوسی سے زمینداری ایسی گردش میں آئی کہ پہلے سے بہی زیادہ تغیر و تبدل ہوئی جب جبر کا
لارڈ کورنوالس نے استمرار و استقرار چاہا وہ اور دور ہو گئی۔ اب اس انتظام کا اثر زمینداروں پر تو معلوم ہو
اب رعایا کا سننا چاہیے کہ اونپر کیا گذری۔ لارڈ کورنوالس کو یہہ توقع تہی کہ بندوبست استمراری
کے سبب زمیندار اپنی رعایا کے ساتھ نیک سلوک کرینگے اور زمین کی حیثیت بڑہانے میں اونکو بہبودی مدد
دینگے اور اونسے مدد لینگے۔ مگر یہہ عجب طرح کا خیال تہا جسوقت کاشتکاروں پر لگان مقرر کر دیا گیا کہ وہ
اسے زیادہ زمینداروں کو نہ دیں تو پہر زمیندار کی بلا کو غرض تہی کہ وہ اپنی دولت زمین کی حیثیت کو
بڑہانے میں صرف کرتا اور اپنی اسامیونکو فائدہ پہنچاتا بلکہ اسکے خلاف وہ تو اونکی تباہ کرنے میں کوشش کرتا
کہ پرانی اسامیاں نکلیں تو نئی اسامیاں بڑہیں جو آبادی کے بڑہنے کے سبب سے ضرور ہی
مل سکتی نہیں۔ یہاں انکا یہہ قاعدہ ہے کہ [illegible] پیدا کرتے ہیں کہ بغیر دیئے کچہہ بن ہی نہیں آتا جب اسامیوں
نے دیکہا کہ زمیندار زبردستی روپیہ نہیں لے سکتا بعد عمر دیوانی عدالت کی جب ڈگری پاتا ہے تو وہ بدبد
اونہوں نے زمینداروں سے سرکشی اختیار کی اور لگان کے دینے میں توقف کیا [illegible] نالش کی

نہر یا بری سے اور تباہ ہوا غرض وہ تعلق جو زمیندار اور رعایا کے درمیان تہا وہ بدل گیا - زمیندار نے رعایا کے سر پر
سے اپنا اختیار اٹھا لیا - رعایا نے اوسکو اپنا ماباپ سمجھنا چھوڑ دیا - اب زمینداروں نے جب دیکھا کہ لگان کو نہین
بڑھا سکتے تو اور پچاس طرح کے جھگڑے اسامیون کے پیچھے لگائے خرچ اور لگان خرچ کے شروع کر دئے غرض انتظام
جدید سے زمیندار کو رعیت کی لوٹنے کا اقتدار تہا اور رعیت کو زمیندار کے دق کرنے کا اختیار تہا - مگر ان باتون
کو گورنمنٹ نے نہین تسلیم کیا بلکہ ان باتون سے جو ہم نیچے بیان کرتے ہین اور ہی نتیجے نکالے - باقی زر
مال گزاری کی کم رہنے لگی - اور زمینداروں کی جائداد جو گران فروخت ہوئی اوس سے یہہ نتیجہ نکالا تہا کہ جمع
نرم زمین پر مقرر ہوئی اور زمین کی حیثیت اور قدر و قیمت بڑہتی جاتی ہے اور لوگ دولتمند ہوتے
جاتے ہین - جو مستند گران قیمتون پر زمینون کو مول لیتے ہین - اگر یہہ نہ ہوتا تو کوڑیون کے مول
نہین بکتی - پرانے نکمے زمیندار اس انتظام سے چھٹ گئے اور نئے عقلمند اور جفاکش زمیندار اونکی جگہہ
قائم ہو گئے - پرانے درختون کا باغ اوجڑ گیا اور نئے درختون کا نہایت سر سبز و شاداب لگ گیا -
اب عدالت دیوانی کے لئے جو قوانین بنائے گئے تہے اونکا اثر اور نتیجہ دیکھنا چاہئے جب فقط کلکٹر ہی حاکم
تہے تو کورٹ من ... (دربار بنگالہ و بہار) نے کہدیا تہا کہ ۳۰۰۰۰۰۰ آدمیون کے انفصال مقدمات اور
تنازعات کے واسطے دادہ کافی نہ تہے بہت سے آدمی اپنے مقدمات کو پنچایت سے آپس مین فیصلہ کر لیتے تہے یا
گرو یا پیر و مرشد کے مقدمہ کو حوالہ کر دیتے جو وہ اپنی عقل سے اٹکل پچو فیصلہ کر دیتے تہے اور صبر
کر کے بیٹھ رہتے تہے - لارڈ کورنوالس نے جو انتظام کیا تو اوسمین عدالتون کو اسطرح سے مقرر کیا
کہ ہر شخص کو اپنی دادرسی کے واسطے عدالت تک رسائی ہو اور کسی کو یہہ شکایت نہ رہی کہ ہم کو بہت سے
دور مراحل اپنی فریاد رسی کے واسطے طے کرنے پڑتے ہین اور حقیقت مین یہہ کام ایک اچھی گورنمنٹ کا
فرض ہے اور عمدہ گورنمنٹ کے معنی یہہ ہین کہ ہر شخص کے دروازہ پر عدالت منتظر حق رسی کے لئے بیٹھی ہو
ایک عدالت کے فیصلہ سے ناراضی ہو تو دوسری عدالت مرافعہ اسکی تنسیخ یا اصلاح کے لئے موجود ہو
مگر تجربہ نے تہوڑے ہی دنون مین سکہا دیا کہ مرض کے واسطے جو دوا تجویز ہوئی تہی وہ مناسب مرض نہ تہی -
دیوانی عدالتون کے قوانین پیچیدگی کے سبب سے جج نہایت کم مقدمات منفصل کر سکے - اور مقدمات کی باقیات کی

فیصلہ کر لیا۔ عدالت کے فیصلے کے منتظر رہے۔ ایسے مقدمات اکثر دیہات کے سوانون کے ہوتے تھے کہ زبردست گانون
والے دوسرے گانون گانووالے کو دبا بیٹھتے یہہ جانتے تھے کہ عدالت مین برسون مین فیصلہ ہوگا۔ سوا
اسکے یہہ خرابی تھی کہ حاکم یہان کی زبان نہین جانتے تھے اور جس زبان مین تحریر ہوتی تھی نہ وہ یہان
کے حاکمون کی زبان تھی نہ رعایا کی۔ دیوانی عدالت کے قوانین کی پیچیدگی اور انکے دستورات سے یہان
آدمیون کو کچھہ فائدہ نہین ہوا بلکہ جو عدالتین اس نظر سے بٹھائی گئی تہین کہ شخص اپنی دادرسی
اور حق رسی کے لئے عدالت کو اپنے دروازہ پر دیکھے اوسے اور مفسدون اور فسادون کو تقویت
ہوگئی۔ چونکہ قوانین ملکی اہل ملک کے اخلاق پر بڑا اثر رکھتے ہین۔ اسلئے ان قوانین سے بد اخلاقی
نے بہی خوب اشاعت پائی۔ بیت بازی اور دیانداری روز بروز کم ہونی شروع ہوئی۔ مکاری
عیاری دغابازی بڑہنی شروع ہوئی۔ رعایا کو دزدان راہ سے تو عافیت نہ حاصل ہوئی الا
اور دزدان ایمن وان کے ہاتہہ مین گرفتار ہوکر لٹنے لگے۔ اب فوجداری کی انتظام کا جسمین پولیس بہی
داخل ہے۔ نتیجہ سنئے کہ داروغہ صاحب جب مقرر ہوئے اونکی تنخواہ پچیس تیس روپیہ ہوتے نہ وہ کچھہ
اپنے کام مین تعلیم یافتہ ہوتے نہ ایسے خصائل رکھتے کہ وہ اس کام کے واسطے زیبا ہوتے۔ اکثر برہمن
محمد بخشی سردار دلال اور ایسے ویسے آدمی ان عہدون پر مقرر ہوسکے۔ وہان اس حکومت کے نشے
مین ایسے مست ہوئے کہ کچھہ اپنے کام سے کام نہ رکھا۔ چونکہ وہ اپنے افسر سے پچاس میل کے فاصلہ پر
ہوتا تھا کوئی اوسکا پرسان حال نہ ہوتا تھا جو جی چاہتا تھا کرتا تھا۔ اوسکے ظلم و ستم کے
افسانے اور داستانین ایسی لوگون کی زبان پر ہین کہ اگر لکھی جائین تو ایک قصہ کی کتاب خوب
مرغوب بنجائے۔ سوا اسکے اگرچہ اسکا تخمینہ کرنا مشکل ہے کہ کہان جھوٹ زیادہ اور کم بولا جاتا ہے مگر
جھوٹ بولنا خوف اور نامردی کی علامت ہے۔ یہان کے آدمی ہمیشہ قاہر اور جابر حاکمون کے محکوم رہے ہین
اسلئے اونکی جھوٹ بولنے کی بہت عادت ہے۔ اول تو داروغہ صاحب کی عنایت سے مجرم پکڑے نہ جاتے
اور جو کم بختی کے مارے پکڑے گئے تو اونکے واسطے عدم ثبوت جرم کے شاہد ایسے موجود تہے کہ حاکم کو فیصلہ
کرنا دشوار تھا۔ توقف فیصال مقدمہ مین اتنا لگتا کہ مجرم کو حوالات مین بیٹھے بیٹھے اتنی مہلت ملجاتی

کہ جتنے گواہ جھوٹے چاہے بنا لے۔ دولت مند لوگ کسی جرم میں سزا نہیں پاتے تھے۔ یہاں کے آدمی ایسے بے شرم و
بے حیا ہیں کہ عدالت میں دروغ حلفی کو کوئی جرم نہیں جانتے کسی دوست کی واسطے جھوٹ بولنا اپنی
خوش اخلاقی کا جزو اعظم سمجھتے ہیں۔ کچھ گواہ جھوٹ بولتے کچھ صاحب جج اوسکے مطلب کو بہ ناآشنائی زبان
سبب غلط سمجھتے اسے کیا حق انصاف ہوتا۔ اور اسی سبب سے سرکار کمپنی کے ملک میں ڈکیتی کا وہ بازار
گرم ہوا کہ شاید کسی جگہ ہندوستانی عملداری میں ہوا ہو گویا اس فرقہ کا موجد یہ انتظام جدید فوجداری تھا
چوستالیاں بجاتے تھے۔ ہنگامہ سنوں کی راہزنی کا ٹھیکہ دیتے تھے۔ لوٹ مار برابر وہ کھاتے تھے جن اشراف
کے گھر چوری ہوتی وہ عدالت میں گھسیٹے گھسیٹے پھرتے۔ اسلئے بیچارے افسوس کرتے چوری کی خبر تک نہ کرتے
پولیس میں قسم کھالی تھی۔ یہ مرض ساری گورنمنٹوں کے پیچھے ہو گیا ایسا لگا ہوا ہے کہ وہ اپنی تمام
تدابیر کو نہایت ہلکا جانتے ہیں۔ اور سمجھتی ہے کہ جو قانون جس مقصود کے لئے ہم جاری کرتے ہیں نتیجہ
ہوتا ہے۔ یہی بلا اس کمپنی کی گورنمنٹ کے پیچھے لگی ہوئی تھی۔ اگر کمپنی ذرا سی بھی کامیابی
ہوتی تو واہ واہ کا وہ غل مچاتا کہ اوسکی آواز انگلستان تک پہونچتی اور وہاں وزرا کی دم گشتی کرتا اور
اور رعیت اور ساری قوم کے کانوں تک پہونچتا۔ اس پولیس کی بدنظمی آفتاب کی طرح روشن تھی اور
اسکے خراب نتیجے روز بروز ظاہر ہوتے جاتے تھے۔ مگر وہ پولیس کے ذمہ نہ لگائی جاتے تھے۔ بلکہ یہاں کی خلائق
کی بداخلاقی کا نتیجہ سمجھا جاتا تھا اور یہ کہا جاتا تھا کہ ہندوستانیوں کی عادت نہیں ہے کہ وہ کسی مجموعہ
قوانین کے پابند ہوں۔ اسلئے جب اس سلسلہ میں بند ہو گئے تو ایسے ہی گھبراتے جیسے کوئی نیا
قیدی قفس میں مضطرب و بیقرار ہوتا ہے اسلئے چاروں طرف سے ان قوانین کا غل مچ گیا۔ گر رعایا کی بداخلاقی
میں گورنمنٹ اور اوسکے قوانین کی امید تھی۔ ایک وہ سبب ہی بدنظمی کا تھا کہ اس انتظام میں
ہندوستانی بجز ادنی عہدوں کے کسی حکومت کے کام میں دخل نہ رکھتے تھے ہزاروں لوگ بیکار تھے
اور ہزاروں سپاہی بے روزگار ہو گئے تھے وہ بھی لوٹ مار کے لئے دندناتے پھرتے تھے
لارڈ کورنوالس کے مجموعہ قوانین سنہ ۱۷۹۳ء ایسٹ انڈیا کے بعد کمپنی کے یہاں یہی انتظام تھا جو کچھ اوسکا
نتیجہ ہو اوس سے زیادہ متوقع نہیں ہو سکتا تھا جس ملک میں کبھی کوئی مجموعہ قوانین حکام اور عمال کا

دستور العمل نہ رہا ہوا اوسمین اول اول اس مجموعہ کا ہونا ہی بہت غنیمت تہا - چوری - رہ زنی -
ڈکیتی - خون قتل ان سب جرمون کا درخت ایسا سرسبز ہو رہا تہا کہ اس مجموعہ قوانین کی آری سے
نہ کٹ سکا اور جو شاخین کاٹی ہی تو وہان سے اور پہوٹے پہوٹ کر پہیلین اور خوب پہبک کر
بڑہین - پہر ہر سال ان مجموعہ قوانین کی ترمیم اور تبدیل ہوتی رہی اور تجربہ کے بعد تجربہ حاصل
ہوتا گیا جسسے یہہ معلوم ہوا کہ یہان کے آدمیونکے خصلت اور عادت کا بدلنا قلم کے دس پانچ ڈہولونکا
کام نہین ہے - یہہ قوانین یہان کے باشندون کی عادات کے موافق و مناسب تہی اسلئے وہ عام پسند
اور فائدہ مند اونکو نہ معلوم ہوئے بڑا اصول رعایا کی رفاہ الحال اور خوش اخلاق کرنے کا یہہ ہے کہ
اونسے ٹیکس کم لیا جائے - اور اون امور کا انسداد کیا جائے کہ ایک دوسرے کو مضرت نہ پہنچا سکے -
اور ایک مجموعہ قوانین بنایا جائے کہ جس سے رعایا اپنے حقوق کو سمجہہ جائے ہم نے جو کچہہ اوپر قوانین کے
برائیان بیان کین اونسے یہہ نہ سمجہنا چاہیے کہ وہ اون برائیون سے زیادہ ہین جو قوانین بغیر فقط حاکم
کی رائے سے خواہ وہ کیسی اچہی ہون پیدا ہوتی ہین - اس مجموعہ قوانین کا بننا خواہ کیسا ہی نامناسب
اور برا ہو اس ملک کی خوش اقبالی کا آغاز تہا -

لارڈ کورنوالس کے آخر سال عہد مین مال زر کی کیفیت

(۳۳) لارڈ کورنوالس جو مدراس مین دوبارہ آئے تو پہر بنگال نہین گئے بلکہ یہین سے اگست
سنہ ۱۷۹۳ء مین وہ انگلستان کو تشریف فرما ہوئے - سرکار کمپنی کے دولت و مال مین اونکی عہد مین جو ترقی
آیا اوسے بیان کرتے ہین - اپریل سنہ ۱۷۹۲ء مین جو مالی سال ختم ہوا تو سرکار کمپنی کو ۸۳۲۵۶۲۸۰ روپیہ
آمدنی سب قسم کی ہوئی - اور سب قسم کا خرچ ۷۰۰۷۰۵۰۰ روپیے اسلئے ۱۳۱۸۵۷۸۰
روپیہ اس سال بہی سرکار کمپنی کو نفع رہا - اس آمدنی مین ۱۹۱۱۴۹۳۰ روپیہ جو ہندوستانی
رئیسون اور ملک مقبوضہ و مفتوحہ سے حاصل ہوا داخل ہے - اور خرچ مین ۷۰۲۴۴۳۰ روپیہ
جو قرض کی بابت سود کا دیا گیا ہے حساب مین لگایا گیا ہے -

ہندوستان مین قرض ۷۹۷۱۶۶۵۰ روپیہ تہا - اور انگلستان مین قرض جسسے سرمایہ
کمپنی خارج ہے ۱۰۹۸۳۱۸۰ روپیہ - سرکار کمپنی نے سنہ ۱۷۸۹ء مین اپنی سرمایہ مین ایک کروڑ روپیہ

لوگون کے دلون پر بڑا اثر کیا اور اس عالی دماغ مدبر نے کہا کہ اب بہہ امر یقین کے مرتبہ کو پہنچ گیا
ہے کہ آئندہ ہمیشہ دولت کی آمدنی ہندوستان سے روز افزون رہیگی - وہ ہماری دولت کا خزانہ اور سرچشمہ
رہیگا جسنے دولت کو دریا بالکل کر ہماری ملک کو رونق دینی رہیگی جب صاحب بہہ کہہ چکے اور اپنی خوش بیانی
کی تاثیر سے لوگون کو حیرت اور تعجب مین ڈال چکے تو بہہ فرمایا کہ فقط اس
خیالی امر سے کہ آزادی تجارت سے قوم کو زیادہ فائدہ ہوگا اس واقعی امر پر جو عملاً آنکھون کے روبرو
اور دیکھنے مین آ رہا ہے تم ترجیح دوگے کہ سرکار کمپنی کا اجارہ ٹوٹ جائی - اب اس کمیٹی تحقیقات تجارت نے آزادی
تجارت کی درخواست دینے والونکو جواب دیا کہ قومی اغراض اور فائدون کے واسطے ضرور ہے کہ ہندوستان
کی گورنمنٹ اور تجارت کا اجارہ سرکار کمپنی کے ہاتھ مین رہے - ڈنڈس صاحب نے دلائل اس اجارہ
کے لئے بہہ بیان کین کہ اگر سب کے لئے باب تجارت وا ہو جائیگا تو سرکار کمپنی اپنا قرض نہین ادا کر سکیگی
اور تجارت جو روز بروز بڑہتی جاتی ہے وہ کم ہو جائیگی اور یقین ہے کہ یہان کے لوگ نقل مکان کر کے
ہندوستان مین جا بسینگے جس سے انگلستان کی قوت کم ہو جائیگی غرض اونہون نے اس کمپنی کے
ٹوٹ جانیکی اور خرابیان بہی بیان کین کسی نے ان دلائل کی تائید کی کسی نے تردید کی سب کا
نتیجہ آخر کو بہہ ہوا کہ بیس برس کے واسطے اور سرکار کمپنی کو اجارہ مل گیا اور اوسمین بہہ اصلاحین ہوئین
بورڈ کنٹرول اب تک پرائیوے کونسل بادشاہی کا ممبر ہوا کرتا تہا اور کچہہ تنخواہ اپنے خاص کام کی بابت نہین
پاتا تہا اب بہہ ٹہرا کہ وہ تنخواہ پایا کرے اور اس عہدہ کے لئے بہہ قید نہ رہی کہ جو بورڈ کنٹرول ہو وہ ممبر
پرائیوٹ کونسل بہی ہو - دوسری ترمیم بہہ ہوئی کہ اور تاجرونکو بہی اختیار دیا گیا کہ وہ تین ہزار ٹن
(۳۰۰۰ ٹن) مال یا سرکار کمپنی کے جہازون مین لیجایا کرین اور اوسمین کوئی سامان جنگی اسلحہ
اور اسباب کا نہ لیجائین - اور سرکار کمپنی جس بہاو سے اشیا کو بیچتی ہے اوسی بہاو سے بیچین غرض
تمام اون قیود کا پابند رہین جو سرکار کمپنی اونکے لئے تجویز کرے مگر بہہ تجارت ان جہگڑون کے سبب سے
کچہہ بارونق نہ ہوئی - ولبر فورس صاحب نے بہہ درخواست بہی دی کہ مشنری اور معلمان اس ملک
ہندوستان کے تلقین اور تعلیم کے لئے بہیجے جائین - اس درخواست کو بہی ڈنڈس صاحب نے نہ چلنے دیا -

سرجان شور کا گورنر جنرل ہونا۔ نظام علی کے ساتھ عہد و پیمان کا ثابت نہ رہنا۔ نظام پر مرہٹوں کا حملہ اور فرانسیسی اثر کا زیادہ ہونا اور اونمین

اوسکی بہت خرابیاں مبتلا تھیں غرض جو ۱۷۹۳ء میں سند سرکار کمپنی کو ملی اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ
اسوقت تک اہل انگلستان کے خیالات تنگ و تاریک تھے اور مدبرین میں وہ وسعت نہیں جو اب ہے
وہ روشنی نہیں جو اب چمک رہی ہے اول تجارت و حکومت کو باہمیں شامل کرنا دانشمندی سے بعید تھا
تجارت کا کام تو صرف یہہ ہے کہ وہ کام کیجئے جسسے حاصل ہو سیم و زر حکومت کا مقتضا عدالت اور انفصال
حقوق ہے ان دونوں میں تباین ہے۔ پھر تجارت کی جان آزادی ہے اس آزادی کی اونہوں نے
گردن مروڑ دی۔ اور اجارہ جو تجارت کے حق میں زہر ہے اوسکو پلا دیا اچھی تجارت بیجان ہو گئی
بعض مدبران سلطنت یہہ خیال کرتے تھے کہ سرکار اپنی تجارت بھی خوب کرتی ہے اور حکومت بھی بہت
اچھی طرح کرتی ہے اور اوسکی برابر دنیا کی پردہ پر کوئی گورنمنٹ ایسی نہیں کہ ہندوستانیوں کی ترقی اور آسودگی
کے لئے اپنی اغراض اور فوائد سے قطع نظر کرتی ہو حکومت کا برا اور اچھا ہونا ایک امر اضافی ہے
اگر سرکار کمپنی کی حکومت کہیہ کہئے کہ شائستہ اور مہذب زمانوں میں جو آج کل یورپ میں ہیں
اچھی تھی تو اونسے کچھ اوسکو نسبت نہیں اگر یہہ کہئے کہ [illegible] کی حیثیت سلطنت کے زیادہ عمدہ
نہیں تو یہہ امر مشتبہ ہے۔

فصل سوم

سرجان شور کا عہد سلطنت

(۱) لورڈ کورنوالس کے چیدہ باگ کے بعد [illegible] مسٹر سرجان شور منصب عالی پر
سرافراز ہوئے لیکن نام اس ملک میں جبتک یادگار رہیگا کہ سلطنت انگریزی ہندوستان میں برقرار
رہیگا۔ پارلیمنٹ اور کل اہل انگلینڈ کا دل بہت انگریزی [illegible] سرگرم جوش مار رہا تھا ساتھ خیال
ہونیکے واسطے سرجان شور کی عادت سلامت روی اور انتظام پالیسی میں سلیقہ مندی کے
دلوں پر بھی وقعت اور اعتبار رکھتی تھیں اسلئے وہ اونکو ایسا عالی دماغ اور روشن ضمیر جانتے تھے
جیسے حقیقت میں وہ تھے۔ سرجان شور نے اس عہدہ جلیل القدر کا کام لیا ہی تھا کہ بنگالہ کے
نواب مبارک الدولہ شمشیر جنگ کی عمر میں تینتیس برس فقط برائے نام سلطنت کرکے اس جہاں

سے ہارا۔ بارہ بیٹے اور ایک جن بیٹیاں اپنے پیچھے چھوڑیں اونمین سے ۲۸ ستمبر ۱۷۹۳ء کو وزیر الدولہ
مسند نشین ریاست ہوا۔ یہہ پہلا معاملہ تہا جو گورنر جنرل کے روبرو پیش ہوا اور اوسمین اونکو اپنی عقل و ذہن کو کام
مین لانا پڑا۔ وہ نظام اور مرہٹون کا باہم فساد تہا۔ گو یہہ دونو ٹیپو سلطان کے لوٹ لینے کے لئے انگریزون کے
ساتہہ متفق ہوگئے تہے مگر اس اتفاق چند روزہ نے اونکے کینہ دیرینہ مین تغیر نہین پیدا کیا۔ انگریز اور نظام
اور مرہٹے تینون ٹیپو سلطان سے دلی نفرت رکہتے تہے لڑائی سے پہلے تینون مین آپس مین معاہدہ ہوا تہا کہ
اگر سلطان ٹیپو سے صلح ہوجائے اور پہر وہ کسی ایک فریق کو ستائے تو پہر تینون متفق ہوکر اوسکو سزا دین۔
مگر لارڈ کورنوالس نے یہہ حکمت عملی کی تہی کہ اس معاہدہ کی تکمیل اور تفصیل بعد جنگ قرار دی تہی۔
کیونکہ اس دانشمند کا مقصد اس معاہدے سے یہہ تہا کہ انگریزون کی محافظت ہوجائے نہ یہہ کہ ان دونون
رفقاء جنگجو کی ناحق خونریزیون مین اپنے تئین پہنسائے۔ لڑائی کے ختم ہوتے ہی اس دور اندیش
نے یہہ سوچا کہ اب مرہٹون اور نظام مین ہنگامہ کارزار گرم ہوگا۔ معاہدہ کو یون ترمیم کیا کہ اگر ہم رفقا
مین سے کسی ایک کو کوئی حملہ آور ستائے تو باقی رفقا کو اختیار ہے کہ جیسے مناسب جانین اور اپنی کمک کو قرین انصاف
سمجہین تو مستعانت اوسکی امداد کرین ورنہ اونپر کچہہ امداد کرنا واجب لازم نہین ہے۔ غرض یہہ عہدنامہ
بہی عجیب غریب ہوگیا اور اوسکا عدم وجود برابر ہوگیا۔ اور کسی فریق پر نقض عہد کا الزام نہ لگا۔
مسودہ اس عہدنامہ کا حیدرآباد اور پونہ مین بہیجا۔ نظام کو یہہ یقین تہا کہ فقط انگریزون کے ساتہہ
یکجہتی رکہنے مین ہر طرف کے خطرون سے نجات ہے۔ اسلئے وہ اس عہدنامہ سے زیادہ انتفاع حاصل کرنا چاہتا
تہا۔ ٹیپو سلطان سے ابہی اوسکا ایک جہگڑا شروع ہوگیا تہا کہ نواب کرنول اوسکے تابعین مین سے تہا۔
سلطان اوسکو اپنے تابعین مین سے بنانا چاہتا تہا۔ جب نظام نے اس معاملہ مین انگریزی استعانت کو اس
عہدنامہ کے منظور کرنے مین مشروط کیا تو گورنر جنرل اوسپر نہایت خفا ہوا اور اوس سے کہا کہ تم نے بڑی گستاخی
کی ہے اسلئے بیچارے نظام کو عفو خطا کے لئے بہت تملق انگریزون کا کرنا پڑا۔
مرہٹون کی اصلی قوت کو فلورن تہی پیسہ ہی اونکا مرتب متلون تہا۔ نانا فرنویس جو پونہ مین
مدار المہام تہا جب وہ کا پیشوا کی منصب سے تہی انگریزی استعانت سے مایوسی ہوئی تو اوسنے معاہدہ مین

اونکے کہنے پر کچہہ خیال نکیا یہانتک کہ نظام اور مرہٹون مین معرکہ جنگ برپا ہوا۔ مہادا جی سیندہیا مرگیا
ریزیڈنٹ پونہ کو یہہ خیال ہوا کہ اوسکے مرنے سے مرہٹون مین ایسے انقلابات پیدا ہونگے کہ نظام اور مرہٹون
مین انگریزون کو مصالحت کرا دینا آسان ہوگا۔ مگر گورنر جنرل نے فقط اس بات پر ساری توجہ اپنی
کی کہ دربار پونہ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نکرون۔ نظام کی طرفداری مین فقط زبانی باتین بنایا کیا
اور کچہہ نکیا۔ مہادا جی سیندہیا کا بہتیجا دولت راو سیندہیا فوج کو جمع کرکے اپنے چچا کا پورا قائممقام
ہوگیا۔ آخر کار وہ طوفان برپا ہوا جسکے آثار پہلے نظر آتے تہے۔ نظام بیدر کو روانہ ہوا۔ کچہہ اس خیال سے
نہین کہ اول وہ خود جاکر لڑائی شروع کرے۔ بلکہ اس خیال سے کہ مرہٹون کے معاملات خانگی مین
دخل پیدا کرے پہلے اسکے کہ وہ اپنا لشکر اوسپر چڑہا کر لائین۔ مارچ ۱۷۹۵ء مین دولت راو سیندہیا
سپاہ کو لیکر نظام کی طرف چلا۔ اسوقت سلطان ٹیپو نے بہی مرہٹون کی امداد کا قصد کیا مگر اوسکو اپنی
ہی نقصے ایسے پیش آئے کہ وہ مرہٹون کے لشکر کے ساتہہ نہ مل سکا۔ اور نظام اوسکی طرف چلا۔ اور ایک لڑائی
ہوئی۔ دونو لشکرون مین پریشانی اور انتشار پیدا ہوا اور کسی کو فتح نصیب نہوئی۔ مگر نظام کے گہر کی عورتون
نے واویلا مچا کر میدان جنگ سے رات کو اوسے اپنے پاس بلا لیا۔ ایک چہوٹا سا قلعہ کرڈل تہا اوسمین وہ
پناہ گزین ہوا۔ یہان انکو مرہٹون نے چارون طرف سے گہیر لیا۔ اور رسد کی راہ سب طرف سے بند کردی۔ چند ہفتہ
نظام یون گہیرے مین گہرا رہا۔ آخر کو ایسا مجبور ہوا کہ مرہٹون نے جو شرائط پیش کین اونکو منظور
کرکے صلح کرلی۔ اگرچہ شرائط صلح کی خصوصیتیں نہین معلوم مگر مرہٹون کو سوا اونکی سابق کے دعوون
کے تسلیم کرنیکے اوسکو تیس لاکہہ روپیہ سالانہ آمدنی کا ملک اور تین کروڑ روپیہ اور دولت آباد کا
مشہور قلعہ دینا پڑا۔ ایک کروڑ نقد دیا گیا اور باقی روپیہ کے واسطے پچیس لاکہہ روپیہ سالانہ کی قسط
ٹہری۔ اور اسکے واسطے اپنے وزیر عظیم الامرا کو اول مین دینا پڑا۔

اگرچہ ظاہر مین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب انگریزون کی اعانت نظام اونسے چاہتا تو اوسکے عوض
مین اونپر واجب تہا کہ وہ اونکی مستعانت کرتے مگر کیونکر کرتے کیا یہہ کرتے کہ کچہہ سپاہ اپنی نظام پاس
بہیجتے اور کچہہ مرہٹون پاس۔ عہدنامہ مین یہہ شرط ٹہری تہی کہ تینون رفیقون مین کوئی کسی رفیق کے

دشمن کی مدد نہ کریں تو جب دو رفیقون مین آپس مین دشمنی ہوئی تو انگریز کسی طرف کو طرفدار نہین کر سکتے
تہے۔ جب انگریزون کے ہندوستانی رئیس دوستگار کسی کارزار مین ہوئی تو کم ایسا اتفاق ہوا ہے۔
کہ اوس ہندوستانی رئیس نے اپنی بدکرداری اور زشت افعالی سے اوس اپنے حق کو باطل نہ کر دیا ہو
جو اتحاد کے سبب سے انگریزون پر واجب عہد تہا۔ ایسی باتین بنانیکے لئے سو مین مگر اسمین شک نہین کہ
یہہ معاملہ عظیم الشان ایسا گورنر جنرل کے روبرو پیش ہوا کہ اوسکا انفصال ذکی عقل کی قدرت سے
باہر تہا۔ اونہون نے نظام کو بیچ مین چہوڑ دیا۔ اور اوسکو مرہٹون کے آگے ڈال دیا جنکے ان وفا عہد کے
کچہہ معنی نہ تہے اور ٹیپو سلطان کے سامنے پہینک دیا جو اپنی ذلت شکست کے انتقام لینے کے لئے نظام پر
دانت پیس رہا تہا۔ کہ چاہے جسطرح اوسکو پامال کرے۔ گورنر نے دو صلح اور امن امان خرید کی جسکے قائم
رہنے کی دیر تک امید نہین رہی اور اوسکے فوائد کی قیمت مین قومی اور ملکی عزت و آبرو و صداقت
و وفاء عہد ایسی بیش بہا چیزین دیدین اور ایک متاع فاسد کو موتیون کی قیمت مین خرید لیا تہا
امر کا فیصلہ کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے کہ کسی سلطنت کو اپنی صفات عزت و دیانت کی قائم رکہنے کو
مواقع مین کس قسم کی سعی اور کوشش کرنی چاہیے اور کیونکر کرنی چاہیے۔ کیونکہ وہ اون صفات پر
موقوف ہوتی ہین کہ جنکی مقادیر ایسی مجہول ہوتی ہین کہ جنکی قیمت بہی ٹہیک ٹہیک نہین دریافت کی
سب قومون کی تاریخ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب سلطنتون کا عروج ہوتا ہے اور وہ اپنے تئین عروج پر
پہونچانا چاہتی ہین اوسکو ضرور اونپر خیال ہوتا ہے اور جو قومین کہ تنزل کی حالت مین ہوتی ہین
اور پستی مین گری جاتی ہین وہ اونپر خیال نہین کرتی ہین پس اگرچہ یہہ قاعدہ [illegible] قومون کی [illegible]
برٹش گورنمنٹ کے جو اپنی سلطنت ہندوستان مین ہمارہ بڑی عظمت [illegible]
نقطہ راستی قائم ہوئی یعنی اول خود انگریزون کے دلون مین اپنی گورنمنٹ [illegible]
خوف اور اوسکے [illegible] عدالت و انتظام قانونی کی [illegible]
واسطا تو [illegible]
اور پہر ہندوستان کی ہر قوم کی عقل مین انگریزی گورنمنٹ کی صداقت [illegible]
اور وفاداری کا اعتماد پیدا ہوا اور اوسکی سپہگری کی ہیبت پیدا ہوئی [illegible]

مقلال قائم ہوجاتا اور بتدریج اپنی معراج پر پہونچ جاتا ثبوت کامل اس امر کا ہے کہ اوسمین وہ
ت موجود تھین جو سلطنت کی نیکنامی اور عزت کے لئے ضروری ہین۔

م انگریزون کی اور حرکتون پر ایسا آزردہ خاطر ہوا تھا جیسا وہ اس بات پر دل مین جل ہی رہا تھا کہ
وہ دو پلٹنین انگریزی جو اوسکی سرکار سے تنخواہ پاتی تھین میدان جنگ مین مرہٹون سے لڑنیکے لئے
گئین۔ اوسنے سوچا کہ جب سپاہ جسکے لئے یہہ زر کثیر صرف کیا جاتا مرہٹون سے لڑنے کے کام کی نہین
ے کیا فائدہ ہے بلکہ نقصان ہے۔ اسلئے اوسنے حیدرآباد مین پہونچکر تھوڑے دنون بعد ان دونون
ن کو اپنی خدمت سے جدا کر دیا اور وہ سرکار کمپنی کے ملک مین چلی گئین۔

زمانہ سے کبھی ایسا نہین ہوا تھا کہ فرانسیسی فوج صوبہ دار دکن کی خدمت گزار نہ رہی ہون۔ [illegible]
ہین بہی اوس پاس دو پلٹنین قواعد دان تھین جنکے افسر فرانسیسی تھے اور اوسکا سپہ سالار موشیر
دن تھا۔ وہ اپنی نو عمری سے سپہ گری کا کام کرتا تھا پہلے اس پاس تین سو آدمی تھے جنکے ہتیار
ہے ایک ہم وطن سے آٹھ آنہ مہینہ پر کرایہ لئے تھے مگر وہ بہروسہ نظام کے ہان روز بروز بڑہتا گیا
سپہ سالار اوسکا نام ہو گیا۔ گو وہ فن سپہ گری سے خوب ماہر نہ تھا مگر جوڑ توڑ لگانی اوسے خوب آتی تھی
م اپنی لشکر کی موجودات لیکر اوسکی سپاہ کی تنخواہ اور خرچ کے واسطے ایک ملک کا حصہ مخصوص کر دیا
ہا کمپنی کی سرحد پہ کرپاہ اور کہم مین سپاہ لیکر بہیجا۔ باغرض اوسنے انگریزون کے خلاف
بسو نسر جہریا بیان کرنی شروع کین۔ رزیڈنٹ انگریزی نے جب یہہ حال دیکھا تو اوسنے نظام
سپاہ کو واپس بلاؤ نہین انگریزی لشکر اوسکی سرحد پہ بہیجا جائیگا۔ اب انگریزون کو اور
اسی پیدا ہوا کہ اونکے پاس جمع فرانسیسی ہزار تھون بہاگ کر موشیر ری مون سے
ند کیا تحقیق نہین معلوم ہوتا کہ نظام کی میت تھی۔ ۲۰ جون ۱۷۹۵ء کو اوسکا بڑا بیٹا
باغی ہو گیا۔ اسلئے نظام نے کرپاہ سے موشیر ریمون کو بلا لیا۔ اوسنے عالی جاہ کو پکڑ کر
ار کیا جسنے اوسی قید کیا اور تہوڑے ہی دنون مین اس قید مین قید حیات سے رہا ہوا۔ اب
ریزون سے بالکل مایوسی ہو گئی تہی کہ وہ مرہٹون کی محافظت مین اوسکی امداد نہ کرینگے۔

والاجاہ اسّی برس کی عمر مین اس دنیا کی کشمکش سے رہا ہوئے۔ اور عمدۃ الامراء اونکا بڑا بیٹا جانشین ہوا
لارڈ کورنوالس سے جو ایام اسمین ۱۷۹۲ء مین شرائط روپیہ دینے کی ہوئی تہین وہ روپیہ قرض لیکر
پوری ہوتی تہین۔ لوگ بجز روپیہ قرض دیتے وہ اوسکے بدلے مین ملک کا کوئی حصہ لیتے وہان جاکر رعایا پر وہ
ظلم کرتے کہ جسکی مثال دنیا مین نہین۔ برابر اس جبر و ظلم سے ملک ویران و بے چراغ ہو گیا تہا۔ جب
عمدۃ الامراء مسند نشین ہوا تو لارڈ ہوبرٹ نے اوسے کہا کہ وہ بعض اضلاع کو حوالہ کرے۔ اور جس
مہینے مین نواب مرا تہا اوسی مہینے کی ۱۴ ہر کو گورنر جنرل نے ایک اسکے گورنر مدراس کو سمجہا اور
اونہین لکہا کہ ۱۷۹۲ء کے عہدنامے کے موافق ملک کرناٹک کی آمدنی کا کام آگے نہین چلے گا۔ تمام
بنک انگریزی اور ملازمان کمپنی نواب کو روپیہ قرض دیے جاتے ہین اور سود پر سود چڑہاتے جاتے ہین
اور نواب کے اور اوسکے ملک کے مالک بنتے جاتے ہین۔ رعیت پر روز بروز وہ ظلم کرتے ہین کہ بیان نہین ہو سکتا
ملک کو ویران کرتے جاتے ہین۔ یہہ ویرانی ملک آمدنی کو بقدر کم کردیگی کہ سرکار کمپنی کا روپیہ نہین
وصول ہوگا۔ گو بہت سی تدبیرین کی گئین کہ لوگ نواب کو روپیہ قرض نہ دین مگر کوئی اونمین کارگر
نہ ہوئی اور نہ ہوگی۔ جب انگریزونکو ممانعت کیجاتی ہے تو وہ ہندوستانیون کے نام سے قرض دینے لگتے ہین
اگر سرکاری قسطین نواب ادا کرے تو ملک کی حالت ایسی نہین ہے کہ اوسکی آمدنی سے روپیہ کا پورا
پڑے۔ اسلئے لارڈ ہوبرٹ کی یہہ رائے ہوئی کہ جو اضلاع سرکار کمپنی کے روپیہ کی کفالت مین ہین وہ
نواب کے اختیار دخل سے بالکل علیحدہ کر لیے جائین تاکہ روپیہ کے وصول ہونے پر بہی اطمینان ہو اور رعایا
بہی سودخوارون کے ہاتہہ سے نجات پائے اور اوسنے نواب سے یہہ بہی کہا کہ اگر وہ یہہ منظور کرلے تو بیس لاکہہ
روپیہ وہ چہوڑ دیگا۔ گورنر جنرل نے اسی رائے سے اختلاف کیا اور یہہ چاہا کہ نواب سے کل ملک اخذ کر لیا جائے
غرض ملک کی خواہان دونو گورنمنٹین تہین مگر فرق اتنا تہا کہ ایک بالجبر لینا چاہتی تہی اور دوسری
بالکل لینا چاہتی مگر بالرضا اور اگر نواب کی رضا نہ ہو تو اس کام کو کرنا نہین چاہتی تہی۔ غرض بات آگے
دونو گورنمنٹون مین مباحثونکا طول کہنچ گیا۔ نواب خوشی سے ملک دینے پر راضی نہین ہوا۔ فقط نام ہی کی نوابی
پر دم دیتا تہا۔ اوسنے کہا کہ یہہ درخواست گورنمنٹ کی مین نہین منظور کر سکتا۔ مگر یہہ اوسکی سمجہہ کا پہیر تہا

اگر حقیقت میں وہ نواب ہوتا تو ایسی درخواست کا منظور کرنا اصول شریعت کے خلاف تھا۔ مگر وہ کوئی
کام بھی بغیر گورنمنٹ انگریزی کے نہیں کر سکتا تھا۔ سارا ملک وسط مدراس کے سود خواروں کے پاس
گرو تھا جسکے بوجہ کہ نیچے وہ خود اور اوسکی رعایا پسی جاتی تھی اور بیاج پر بیاج چڑھتا جاتا تھا
سوا اس خرابی کے یہہ بڑی خرابی تھی کہ اناج گران ہوتا جاتا تھا اسلئے جب فصل تیار ہوتی
تو رعایا سارا اناج بنئے اور مہاجن ساہوکار خود لے لیتے اور جیسے [illegible] چاہتے بیچتے اور اگر دوسری
فصل تک وہ اناج باقی رہتا تو وہ ساری رعایا میں برابر بانٹ دیا اور بازار کے بھاؤ سے زیادہ
قیمت لے لیتے۔ علاوہ یہہ کہ ملک کی ویرانی آمدنی کو گھٹاتے جاتے تھے جب نواب نے اسکو منظور کر
لینے کو کسی طرح نہ مانا تو اونکو ملک کے لینے پر اصرار ہوا۔ مگر گورنر جنرل نے کہا یوں زبردستی ملک کا لینا
عہد و پیمان کے خلاف ہے۔ اسپر گورنر نے کہا کہ نواب پہلے خود پیمان شکن ہے اور عہد ہو چکا تھا کہ
جو اضلاع کہ سرکاری روپیہ دینے کے کفیل ہیں ان کو قرضداروں کے حوالہ نہ کرے مگر اوسنے یہہ نہیں کیا
پس جب اوسنے عہد نامہ کی شرط کو توڑ ڈالا تو سارا عہد نامہ باطل ہو گیا انصاف یہی ہے ایسی
ضرورت کی حالت میں اوسکا ملک لے لیا جاوے۔ غرض جب یہاں دونوں منشیوں میں اختلاف ہوا
تو یہہ مقدمہ ولایت میں انفصال کے لئے بھیجا گیا۔

(۴) سر [illegible] کا [illegible] نظم [illegible] انگریزوں کا
مقابلہ کیا کہ اضلاع ملک میں [illegible] سلطان ٹیپو [illegible] مارا گیا۔
۱۷۹۶ء میں ایک بیڑا مدراس میں تیار کیا گیا [illegible] بیڑے نے جو [illegible] افسر
امیر البحر [illegible] صاحب کے [illegible] تمام علاقہ سیلون۔ ملکا۔ باندا۔ امبوئنا [illegible]
مقابلہ کے لئے۔ صرف کوچین نے [illegible] مقابلہ [illegible] کیپ
گڈ ہوپ میں بھی اونکے علاقہ [illegible] ۱۷۹۵ء میں [illegible] سپین کے علاقے
منیلا کے لینے کی تیاریاں ہو رہے۔ مگر [illegible] گورنمنٹ [illegible]
(۵) سیلون میں [illegible] کینڈی میں [illegible] باقی تھا

ریاستوں کے علاقے انگریزی عملداری میں شامل کرنا [illegible]

ٹیپو سلطان کی وفات اور نظام کا [illegible]

سوا اوسکو بہی سوتے کے گھٹی مین ملادیا۔ نواب اودہ کی صلاح کر اوسکا بڑا بیٹا محمد علیخان باپ کا جانشین
ہوا۔ مگر اوسکا چہوٹا بہائی غلام محمد غضب بلا کا بنا ہوا تہا۔ اوسنے جہٹ بہائی کو گرفتار کرکے ملک عدم کو
رخصت کیا اور نواب اودہ کو بیش بہا تحائف بہیجکر درخواست کی کہ مجہے نوابی مرحمت کیجئے۔ اوسکی
عوض مین خراج و باج مجہسے زیادہ لیجئے۔ نواب تو کچہہ نیم راضی سے ہوگئے مگر یہہ معاملہ ایسا نہ تہا کہ بغیر
انگریزی گورنمنٹ کی مرضی کے طے ہوتا جب اوسسے کہا گیا تو اوسنے غلام محمد کی جانشینی سے انکار کردیا۔
مگر ایک ورتماشا کیا کہ یہہ تجویز ٹہری کہ فیض اللہ خان کا سارا ملک لیکر نواب اودہ کو دیدیجے۔
یہہ نہ خیال کیا کہ یہہ سزا گناہ گار اور بیگناہ دونوکو ہوتی ہے غلام محمد تو باغی تہا اوسکو سزا ہونی
چاہیئے مگر جو خاندان کہ اوسکے ہاتہہ سے ستم رسیدہ تہا اوسپر کیون ظلم توڑا جائے۔ سوا اسکے فیض اللہ خان
کے حسن انتظام سے اوسکا ملک نہایت سرسبز و شاداب تہا اور نواب اودہ کا ملک ویران اور تباہ
ایسے ملک کو ایک ظالم گورنمنٹ کے حوالہ کرنا کب انصاف تہا۔ اسوقت سر رابرٹ ایبرکرومبی کی جانفشانی
و تیز ہوشی کام کر گئے وہ نواب ہی کی فوج لیکر غلام محمد کے سر پر جا پہونچے۔ اور تہوڑا رہ ہیرا اوسکو
شکست دی۔ اور پہر آخر کو یہہ عہد و پیمان ہوگئے کہ فیض اللہ خان جو خزانہ چہوڑ مرا ہے وہ تو نواب
آصف الدولہ لے لے اور جاگیر بدستور قائم رہے اور اوس مین نواب مرحوم کا بیٹا ننہاسا آصف جاہ
باپ کا جانشین ہو۔

(۶) نواب آصف الدولہ کا حال روز بروز بدتر ہوتا جاتا تہا۔ گورنمنٹ انگریزی کا زر موعود قرض
سے ادا ہوتا تہا اگر کوئی پرانا قرض ادا ہوتا تہا تو اوسکے لئے نیا قرض لیا جاتا آمدنی ملک سے نہین ادا ہوتا تہا
بلکہ سود پر سود بڑہتا جاتا تہا۔ اوسکو اپنے وزیر حسن رضا خان اور راجہ ٹکیت نرائن سے قلبی نفرت
تہی اونکو وہ اپنا عذاب جان اور وبال خاطر جانتا تہا جہاؤلال پر مرتا تہا اوسیکو اپنا وزیر بنانا
چاہتا تہا۔ اس نظر لطف کی خاطر اوسنے وزارت کا کام ظاہر مین اپنے ہاتہہ مین لیا اور حقیقت مین
اوسکو دیدیا۔ انگریزی سپاہ روز بروز اوسکے ملک مین بڑہتی جاتی تہی وارن ہیسٹنگز کی وقت
مین ایک برگیڈ سپاہ رہتی تہی لارڈ کورنوالس کے زمانہ مین دو برگیڈ رہنے لگے اور پچاس لاکھ روپیہ۔

اوسے لیے جانے لگے اب اودہ بہی زیادہ سیاہ ہو گئی۔ ۲۴ اپریل ۱۷۹۶ء کو کورٹ ڈائرکٹرز نے لکہا کہ
بنگال مین جو دو رجمنٹ ہندوستانی سوارونکی ہین اونمین دو اور رجمنٹون کا اضافہ ہو اور سرکار کمپنی
کا خرچ نہ بڑہے اسلیئے نواب آصف الدولہ کو سمجہایا جائے کہ وہ اپنی نکمی سوار موقوف کردے اور انکی تنخواہ کی
بچت سے ان سوارون کی رجمنٹونکی تنخواہ دیا کرے جب نواب سے یہہ درخواست کی گئی تو اوسنے صاف انکار کردیا
مارچ ۱۷۹۷ء مین گورنر جنرل لکہنؤ مین خود گئے دو مطلب نکلتے تہے ایک یہہ کہ ان سوارون کی تنخواہ کا خرچ
نواب اپنے ذمہ لے جس سے وہ انکار قطعی کر چکا تہا دوسرے انتظام ملکی مین اصلاح کرے گورنر جنرل کا کہنا
خالی نگیا اس شامت کے مارے نواب نے مان لیا کہ اگر سات ہزار پانچ لاکہہ روپیہ سالانہ سے زیادہ خرچ نہ ہو تو
ایک رجمنٹ گورون کے سوارونکی اور ایک ہندوستانی سوارونکی بڑہانی منظور ہے تفضل حسین خان
جنکی ذہانت اور لیاقت پر گورنر جنرل کو بڑا اعتبا تہا اوسکے وزیر مقرر ہوئے۔

چند مہینے کے بعد نواب آصف الدولہ کچہہ تہوڑا سا بیمار رہا کہ اجل کا پیغام آپہونچا۔ اوسکے بہائیون
مین سب سے بڑا سعادت علی خان تہا اس اندیشے سے کہ کوئی سازش نکرے وہ بنارس مین رہنے کیلئے
مجبور کیا گیا تہا اوسنے آصف الدولہ کے بڑے بیٹے مرزا علی کی جانشینی پر یہہ اعتراض کیا کہ آصف الدولہ
کا کوئی بیٹا نہین ہے اور جو بیٹے اوسکے مشہور ہین وہ اوسکے نطفے سے نہین اسلیئے میرا استحقاق جانشینی کا
ہے اور اس جہگڑے کے انفصال کیلئے گورنر جنرل ثالث بالخیر ہوئے۔ آصف الدولہ مرزا علی کو
اپنا بیٹا اور وارث سلطنت کا اپنے بعد کہتا تہا اور یہہ کہنا اوسکا شرع اسلام کے موافق اوسکے استحقاق
سلطنت کو مستحکم کرتا تہا۔ آصف الدولہ کی بیوی اور ماکی مرضی تہی کہ وہ تخت نشین ہو ساری
دار السلطنت کے آدمی اوسکے نواب ہونے سے خوش تہے غرض مرزا علی جسکو اکثر وزیر علی کہتے ہین
مسند آرائے ریاست ہوا اور انگریزون نے اوسکی وجوہات پر خیال کر کے اوسکی جانشینی کو تسلیم کرلیا۔
اور وہ افواہین جو اوسکے نطفہ یا تحقیق ہونیکی نسبت مشہور ہین اونپر خیال نہین کیا۔

اس نوجوان نے بہت دنون سلطنت کی مزے اڑائے تہے کہ گورنر جنرل نا اسکی چال چلن کی
اور اوسکی ناحق جانشینی کی خبرین پہونچنی لگین۔ اسلیئے گورنر جنرل نے بر سر موقع آ کے اوسکی تقرری کی

اسلئے اونھوں نے لکھنؤ کی طرف سفر کیا۔ بڑی بیگم یعنی نواب آصف الدولہ کی ماں وزیر علی کی بد افعالی کو روکنا چاہتی تھیں اسلئے وہ زبردستی فیض آباد کو بھیجی گئیں اسلئے اب وہ دوست سے دشمن ہو گئیں۔

الماس علی خان سے گورنمنٹ انگریزی کو نفرت تھی جنھیں نواب کی سرکاری خدمتوں سے اوسکو جدا کر دیا تھا اب اوسنے اپنی عقل و دانش کے زور سے ایک بڑا علاقہ اپنی زمینداری میں لے رکھا تھا۔ اور اس ریاست میں سب سے بڑے رتبہ کا آدمی گنا جاتا تھا جب بیگم کا جھگڑا نواب سے ہو گیا تھا تو اونھوں نے الماس علی خان ہی کو اپنا مدار المہام بنایا۔ اونھوں نے بیگم اور نواب کی ظاہر میں صلح کرا دی۔ گورنر جنرل جس وقت لکھنؤ میں پہونچے ہیں تو اوسکو لکھا گیا کہ بیگم اور نواب کے درمیان جو عہد و پیمان ہے وہ ایسی استواری سے ہیں کہ ٹوٹنے کے نہیں ——— اور حسین رضا خان اور راجہ ٹکیت نرائن بھی اونکے پہلوؤں میں گھس گئے تھے۔ نواب کے مزاج میں اوسکا خسر اشرف علیخان بڑا اثر رکھتا تھا۔ ان تمام گروہ کا یہہ مطلب تھا کہ انگریزوں کی مداخلت کا مقابلہ کیجئے۔ تھوڑے ہی دن گورنر جنرل کو آئی ہوئے ہوئے تھے کہ نواب کو چیچک نکلی اور وہاں سازشیں شروع ہوئیں۔ سر جان شور خود لکھتے ہیں کہ مجھے اپنے ہوش سے آج تک ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ ایسی بدکاری اور حرام کاری کے معاملہ میں دقت اور دشواری اوٹھانی پڑی ہو۔ ۲۰ دسمبر کو الماس علی خان جو تمام امور کو نہایت غور و خوض سے دیکھتا تھا وہ وزیر کے پاس گیا اور کئی روز تک اوسکے ساتھ صلاح و مشورہ کرتا رہا اور کہنے لگا کہ وزیر علی نطفہ ناتحقیق ہے اور وہ نہایت مسرف اور عیاش ہے بیگم صاحب کی مرضی ہے کہ وہ معزول ہو اور شجاعت الدولہ کے بیٹوں میں سے کوئی جانشین ہو۔ آصف الدولہ کے سارے بیٹے جو مشہور ہیں نطفہ ناتحقیق ہیں۔ غرض یہی بات گورنر جنرل کے سامنے کئی دفعہ اور کمانڈر انچیف کے سامنے ایک دفعہ بیان ہوئی بیگم صاحبہ اور الماس علی خان دونو مرزا جنگلی جو سعادت علیخان سے چھوٹا بھائی تھا نواب بنانا چاہتے تھے۔ اور گورنر سے درخواست کرتے تھے کہ اگر آپ اس پر راضی ہو جائیں تو اوسکا عوض ہمسے بہت کچھ نذر کیا جائے گا۔

وزیر علی کی بدچلنی اور مسرفی اور زشت افعالی کی شکایتیں نہایت حکمت سے اور سلیقہ سے گورنر جنرل کے

ساسنے پیش ہوتی نہین کہ جسے اوسکا دل وزیر علی سے پہر جاے۔ لوگون نے کہا کہ نواب ایسا مسرف ہے کہ ساری ملک کی
آمدنی اپنے گہر دون مین اوڑادیگا سرکار کمپنی کا روپیہ کہان سے ادا کریگا مزاج اوسکا اکہڑ اور شہیلا ہے کہ وہ کسی
بات کو سمجہانے سے سمجہتا نہین اسلیے غالبًا وہ انگریزونکا محکوم نہین رہیگا بلکہ اونسے نفرت کرنے لگیگا
اور جہانتک وسع ہوسکیگا وہ اونکے جوے کے نیچے سے نکلنا چاہیگا۔

جب یہہ باتین سر جان شور کے گوش گزار ہوئین تو اوسکا دل بہی وزیر علی کے نطفہ ناتحقیق ہونے پر
یقین کرنے لگا۔ اور وہ اوسکی تحقیقات کے درپے ہوا۔ تو یہہ معلوم ہوا کہ وہ ایک ماما کا لڑکا ہے۔
تحسین علیخان جو نواب کا بڑا معتمد خواجہ سرا تہا اوسنے بیان سنایا کہ وزیر علی کی ماں کا خاوند
موجود ہے وہ نواب کے ہان ماما تہی اور خاوند کے پاس وہ آتی جاتی تہی جب وزیر علی اوسکے ہان پیدا ہوا
ہے تو اوسسے پانچ سو روپیہ کو نواب نے مول لیا تہا۔ نواب کی عادت تہی کہ وہ حاملہ عورتون کو مول لیتا تہا
اور اونکے ان جب بچے پیدا ہوتے تہے تو اونکو اپنا بتایا کرتا تہا اور اونکی پرورش بیٹونکی طرح کیا کرتا تہا
یہی حال سب لڑکون کا ہے جو نواب کے بیٹے مشہور ہین۔ یہہ تحقیق ہوگیا کہ وزیر علی کی ماں ایک میر کے گہر مین
ماما تہی تین لڑکے اوسکے تہے بڑے بیٹے کو اوسکے نواب نے پانچ سو روپیہ کو مول لیا تہا اور اوسکا نام محمد امیر
رکہا تہا۔ دوسرا بیٹا اوسکا اپنی ذلیل حالت مین نوکری چاکری کیا کرتا تہا تیسرا بیٹا یہہ وزیر علی تہا
اس وزیر علی کے سامنے کبہی نواب آصف الدولہ کی بیوی نہ ہوئی یہانتک کہ نواب کے بلانے پر بہی
اوسکے بیاہ مین شریک ہوئی اور اوسنے خاوند سے کہا تہا کہ مین ایسے ذلیل و کمینے کے روبرو ہوکر
اپنے خاندان کی نام و ناموس کو بٹا نہین لگاتی۔ نواب کے حقیقی دو بیٹے تہے وہ صغیر سنی مین مر چکے تہے
اب کوئی بیٹا نہین تہا گورنر جنرل نے تحسین علیخان سے پوچہا کہ کیا آصف الدولہ کو خیال تہا یہہ
کہ وزیر علی کی ماں سے جو لڑکا پیدا ہوا ہے وہ میرے نطفہ سے ہے اوسنے کہا کہ نواب کو اوسکی ماں کی
حاملہ ہونیکی بہی خبر نہین ہوئی جب لڑکا پیدا ہوا تب [illegible] حاملہ ہونا معلوم ہوا ہے۔ اب سر جان شور
نے یہہ کہا کہ جس شخص کو مین نے نواب وزیر مان لیا تہا [illegible] سعادت علیخان کے اور سب امراء
عالی تبار نے اوسکا اقرار کرلیا تہا اب ثابت ہوا کہ وہ آصف الدولہ کا بیٹا نہین تو چاہیے کہ وہ

معزول کیا جائے۔ گو گورنر جنرل کے خیال مین پہلا یکدفعہ آیا کہ وزیر علی کی صغر سنی مین ساری ملک کے انتظام کی عنان اپنے ہاتھہ مین لیجئے مگر بہت سے اعتراضات وسپر ہوتے تھے اسلئے اس خیال سے ہاتہہ اوٹہا یا۔ گو سرجان کی فہم مبارک ذکی پیلٹے کہا ئی مگر تمام اوسکی تحریرات اس معاملہ مین پڑہنے سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نیک ذات سادہ مزاج کی نظر حق رسانی اور انصاف پر تہی۔ وہ اپنی موٹی سمجہہ سے مجبور تہا کہ اوسنے ایک سلطنت کا فیصلہ اوس شہادت سقیم پر کردیا کہ جسپر انگریزی قانون انگلستان مین چند پونڈ کا فیصلہ نکرتا۔ جب وزیر علی کی معزولی کی ٹہری تو سعادت علیخان مستحق سلطنت ٹہرا۔ جب گورنر جنرل نے اوسکے نواب بنانے کے لئے شرائط پیش کین تو اوسکا کیا مقدور تہا کہ اوسمین حیل حجت نکالتا شرائط پر سر جہکا دیا۔ اور بنارس سے کانپور مین آیا اور کانپور سے اوسکے جلو مین اردو بزرگ ساتہہ ہوا۔ اس شان سے لکہنو مین آیا۔ سارا لشکر اوس پاس انگریزی تہا کیونکہ اس بیکس بیچارے پاس اور کہان سے سپاہ آتی۔ غرض ۲۱ جنوری ۱۷۹۸ء کو وہ مسند ریاست پر جلوہ افروز ہوا۔ اور حق بحق دار رسید کا غلغلہ سارے شہر مین بلند ہوا۔

نواب سعادت علیخان سے یہہ عہد و پیمان ہو گئے کہ نواب چہتیس لاکہہ روپیہ سالانہ انگریزون کو دیا کرے قلعہ الہ آباد حوالہ کرے۔ انگریزی سپاہ اکثر اودہ مین دس ہزار رہا کریگی۔ اگر تیرہ ہزار سے زیادہ ہوگی تو نواب کو خرچ زائد دینا پڑیگا اور اگر آٹہہ ہزار سپاہ سے کم ہوگی تو نسبت کے حساب سے روپیہ منہا کیا جائیگا انگریزونے جو محنت و مشقت نواب کی جانشینی کے لئے اوٹہائی اوسکے عوض مین نواب نے بارہ لاکہہ روپیہ دیئے۔ اور یہہ قرار کیا کہ بغیر اونکی اجازت کے۔ کسی ریاست غیر سے خط و کتابت نہ رکہیگا۔ نہ کسی اہل یورپ کو نوکر رکہے گا نہ اپنے ملک مین بسنے دیگا۔ وزیر علی کو ڈیڑہ لاکہہ روپیہ سالانہ اوسکے خرچ کے واسطے دیگا۔ اور وہ بنارس مین رہیگا۔ اور باقی اور جو بہتیجے مشہور ہین اونکو بہی تنخواہ دیگا۔

(۷) ہندوستان مین صوبہ اودہ اور اضلاع کرناٹک نہایت مرفہ الحال و سرسبز و شاداب و حاصل خیز تہی مگر جب سے کہ اونکے نوابون نے سرکار انگریزی کی سعادت متابعت حاصل کی تہی تو اونمین وہ نحوست پہیلی کہ بنایا کو دیکہئے تو نہ ... کو روٹی نہ بدن کو کپڑا نہ زرق نہ موت۔ زمین کی پیداوار کو دیکہئے تو خاک

جہان سونا غلہ پیدا ہوتا تہا وہان سونا بہی نہ پیدا ہوتا تہا۔ اب سوال نہایت توجہ کے قابل یہ ہے کہ
کیون اس سعادت متابعت انگریزی سے ملک و اہل ملک یہ شامت اور نحوست اپنی یہ آثار کیون
اونمین نمودار ہوئے۔ اسکا جواب دینا کچہ مشکل نہین ہے ہندوستانی سرکارین ہمیشہ ضعیف ہوتی ہین اسلیے
اونکا ظلم و ستم بہی ضعیف ہوتا ہے مگر جب انگریزون کی قوت بڑہ گئی اونکی تقویت کی تو اونکو ظلم و ستم
مین بہی جان لگ گئی اور وہ ایسا زبردست ہو گیا کہ کوئی چیز اوسکے مقابلہ مین سوا سرکشی و بغاوت
رعایا کی نہ رہی۔ اب تک انسانونکو علم نظم و نسق وحل و عقد ملکی کا اتنا کم آتا ہے کہ تمام گورنمنٹون
(سلطنتون) مین ہمیشہ ایک خراب گورنمنٹ کی مزاحمت کے لیے کوئی چیز موثر سوا سرکشی اور ہتمردی رعایا
نہین ہے۔ ایشیا کی تمام گورنمنٹون مین رعایا کی سرکشی عجب اثر رکہتی ہے اور وہ حکمرانون کے خاندانون
مین انقلابات زیادہ تر کرتی رہتی ہین جب مصیبتون اور آفتون کے سبب سے رعایا ناراض ہوتی ہے اور
پہر ناراضی بڑہ کر بلندی پر پہونچتی ہے۔ اسوقت کی منتظر سرکشی کے لیے بیٹہے رہتے ہین۔ جب ظلم
سے ملک کی آمدنی مین تنزل ہوتا ہے تو مالگزار گورنمنٹ کے تنزل ہو جیسے روپیہ نہین دیتے اور جب روپیہ
نہین ملتا تو سپاہ کی تنخواہ نہین بٹتی تو سپاہ اول بہت غل مچاتی ہے اور دو سزا دیتی ہے اور آخر کو
بغاوت اختیار کرتی ہے پہر ساری رعایا اس سپاہ کے ساتہ ہوتی ہے اسی انقلاب عظیم واقع ہوتا ہے
کوئی دل چلا دلاور صاحب سر پیدا ہوتا ہے اور رعایا اور سپاہ کی سرپرستی اپنے ذمہ لیکر لیتا ہے کہ اوسکے ساتہ
ہو مین حاکم ظالم کے گریبان کو پکڑ کر ہاتہ سے ہٹاتا ہون۔ پہر وہ سب اوسکے ساتہ ہو کر میدان مین وہ
حاکم کو دفع کرتا ہے اور خود بہادری و بلند ہمتی سے زنان حکومت کر کے معراج سلطنت پر پہنچتا ہے۔ اور جیسے حکمران
بنتے ہین اونکے خاندان مین بہی دو تین نسل تک فرمانروائی ہوتی رہتی ہے اور پہر اونکا بہی وہی
حال ہوتا ہے جو فرمانروائون کا ہو چکا ہے۔ ہندوستان چہوٹی چہوٹی ریاستون مین منقسم ہے
بد انتظامی سے ضعف سلطنت ہوتا ہے اور یہ ضعف سلطنت اور دشمنونکو اوسکے فتح کرنے پر رغبت دلاتا ہے۔
بس کرناٹک کے ضعف سلطنت نے سلطان ٹیپو کو اوسکے فتح پر دلیر کیا اور اودہ کی بد نظمی نے انگریزونکو درازدستی
پر مستعد کیا یا ان کے خانہ خراب ہونے کا باعث بنا۔ اگر سرکار انگریزی اونکی سرپرستی نہ کرتی۔ ایشیا اور

یورپ مین تمام سلطنتون مین ظلم ہونیکا یہہ ایک ہی سبب ہے کہ حکومت کرنیکی اجرت رعایا سے روز بروز زیادہ لیجائے۔ جب ان ضعیف نوابون کی انگریزون نے استعانت اور استمداد اور اعانت کی تو اوسکے عوض مین زر کثیر مانگا اور جب روپیہ مانگا تو ان نوابون کو اپنی رعایا سے زیادہ خراج لینا پڑا۔ تو اونسے رعایا ناراض ہوئی اور اس ناخوشی سے وہ سرکشی کرکے اپنے دل کا غبار نکالتی مگر قوت انگریزی اونکے سرکشی کا سر دبائے ہوئی تھی وہ کب اوٹھنے دیتی تھی۔ پس اس سبب سے کچھہ اور رعایا کو نہ بنا سوا اسکے دکھہ بھرتی روپیہ دیتی۔ اور دل مین کوستی۔ اس ظلم اور ستم کی اصلاح انگریزونکے دل مین بھی جب ہی آتی کہ وہ دیکھتے کہ ہماری زر موعود کے ادا کرنے مین کچھہ خلل آنے والا ہے۔ پس ان نابوابونکے کرناٹک اور اودہ کو وہ ویران اور تباہ کیا کہ کوئی قطعہ ہند کیا کوئی قطعہ دنیا بھی ایسا نہ تھا۔ جسمین رعایا کی یہہ خستہ حالی اور ملک کی یہہ لاثانی ویرانی ہو کہ سیکڑون گانؤن مین چراغ بھی ٹمٹماتا نظر نہ آئے۔ چکی کی آواز کی جگہہ اُلّو کی آواز کان مین آئے۔

(۸) ولایت مین ایک شور تھا مین سر جان شور کے کامون پر تھا۔ بادشاہ نے اونکو لقب لارڈ ٹین متھہ کا عنایت کیا ۱۷۹۸ء کے شروع مین اونھون نے استعفا دیدیا اور انگلستان کو روانہ ہوئے۔ لارڈ کلائیو جو بڑے لارڈ کلائیو کے خلف الصدق تھے لارڈ ہوبرٹ کے قائم مقام دسمبر ۱۷۹۶ء مین مقرر ہوئے۔ اور ۲۱ اگست ۱۷۹۸ء کو مدراس کے عہدہ گورنری کا کام لیا۔

فصل چہارم

(۱) جب سر جان شور نے ۱۷۹۸ء مین استعفا دیا تو اونکے قائم مقام مقرر کرنے مین ارکان شاہی کو کچھہ تامل ہوا۔ لارڈ ہوبرٹ ۲۳ اکتوبر ۱۷۹۳ء کو گورنر مدراس مقرر ہوئے اور ۲۴ دسمبر کو یہہ حکم ہوا تھا کہ مارکوئیس کورنوالس کے جانیکے بعد گورنر جنرل ہند مقرر ہونگے۔ مگر لارڈ ہوبرٹ نے جو نواب کرناٹک کے معاملات مین دست اندازی کی اور سپریم گورنمنٹ سے اپنی بگاڑی۔ وہ اس عہدہ سے محروم رہے۔ اور سر جان شور گورنر جنرل مقرر ہوگئے۔ اور اب سر جان شور کی جگہہ ہی وہ

اس منصب عالی پر سرفراز ہوئے۔ مگر اسکا معاوضہ یہہ ہوا کہ پندرہ ہزار روپیہ سال پنشن اونکی مقرر ہوگئی
کچھ اس سے آنسو پونچھ گئے۔ اب پہر اس عہدہ پر مارکوئیس کورنوالس کا تقرر دوبارہ ہوا۔ اور اونکا استعفا
ہندوستان مین ہوگیا مگر اوسپر عمل نہوا۔ اسوقت کا رنگ دیکھکر سب حیران تھے کہ یہہ شخص پہر کیون مقرر
ہوا ہے۔ مدبران ملک بہی حیران تہے کہ یہہ تقرر عجیب ہے کوئی اسکا سبب بہی عجیب ہوگا۔ مگر یہہ
عجیب و غریب معاملہ پردہ مستوری ہی مین رہا۔ کچھہ کہلا نہین کہ کیا ہوا۔ مارکوئیس کورنوالس نے
استعفا دیدیا وزیر اعظم کی سمجھہ مین آگئی کہ اب بہ تقاضاء حال ہندوستان کی انتظام کیلئے کوئی
شخص ایسا تجویز کرنا چاہئے کہ کارنوالس سے زیادہ اولو العزم ہو۔ تو لارڈ ولزلی (ارل آف مارننگٹن)
۱۸ اکتوبر ۱۷۹۷ء کو گورنر جنرل ہند مقرر ہوا۔ یہہ نامی گرامی امیرزادہ ۲۰ جون ۱۷۶۰ء مین ڈبلن
دار الخلافہ آئرلینڈ مین پیدا ہوا تہا ایٹن کے مدرسہ مین چند سال مین داخل ہوا۔ وہان جاکر ہم مکتبون مین
بڑا نام پیدا کیا اور اپنا کمال دکہلایا۔ اور آخر کو بڑا عالم فاضل ہوا۔ اور ۱۷۹۴ء مین اوسنے ہاوس آف کامنس
مین فرانس کے خلاف مین ایک تقریر دلفریب فصاحت و بلاغت سے ایسی ادا کی کہ سب کے سب ہی لوٹ پوٹ
ہوگئے۔ اور سب کو یقین ہوگیا کہ یہہ امیرزادہ بہی انگلستان کے نامآورون مین اپنا نام پیدا کرے گا
وہ اکثر جلیل القدر عہدون پر ممتاز رہا۔ اور اونمین کام نمایان اور خدمات شایان کرتا رہا۔ ہندوستان
کے حالات معلوم کرنیکا اوسکو شوق پہلے ہی سے تہا کچھہ اسی سبب سے نہین کہ وہ گورنر جنرل ہونا چاہتا تہا
یہہ عہدہ تو اوس زمانہ مین اوسکے رتبہ عالی سے بہت پست تہا۔ وہ چار برس تک بورڈ کنٹرول کے
جلسہ کمشنری مین رہ چکا تہا۔ وہ تمام ہندوستان کے معاملات ملکی کا ایسا علم رکہتا تہا جیسا گورنر جنرل
ہونیکے لئے علم رکہنا چاہئے سوا اسکے وزیر اعظم پٹ اور ڈنڈس صاحب پریزیڈنٹ بورڈ کنٹرول سے بہی اتحاد اور
اخلاص دلی رکہتا تہا۔ نومبر ۱۷۹۷ء مین ولایت سے چلا اور کیپ مین فروری ۱۷۹۸ء مین پہونچا
وہان لارڈ میکارٹنی سابق گورنر مدراس سے اور لارڈ ہوبرٹ سے جو ابہی مدراس کی گورنری
سے واپس بلائے گئے تہے ملا۔ اونسے ان دونو گورنرون کے خیالات اور رائین دکہن کے معاملات مین
اونسے پوچھین اونہون نے بتلادین۔ یہان دو جہاز کرک پیٹرک سے جو سیندہیا کے دربار مین وزیر ادہر

حیدرآباد مین رزیڈنٹ رہچکا تہا ملاقی ہوا۔ اور جنرل ڈی و ڈیل آرڈ جو سری رنگ پٹن
کے جیلخانہ مین رہچکا تہا اوس سے بہی ملاقات ہوئی غرض ان سب آدمیون سے اوسنے وہ حالات دریافت کرلئے کہ
جسسے تمام ہندوستانی رئیسون کی قوت و قدرت اور انتظام اور اونکی تدابیر پر علم ہوگیا۔ اور تمام معاملات
کی صحیح صحیح کیفیت معلوم ہوگئی غرض جو باتین ہندوستان مین برسون رہکر معلوم ہوتی ہین وہ
بیٹہے بیٹہے چند روز مین معلوم کرلین۔ ایک جہاز ہندوستان سے کیپ مین پہونچا تہا وہان لارڈ
ولزلی نے اوسکو ٹہراکر جو مراسلات ولایت جاتے تہے اونکو کہول کر پڑہ لیا۔ اور پہر اپنی خرد دور بین
اور کارشناس سے خیالات انتظام ہند کے باب مین ایسی لکہے کہ لوگون کو یہہ قوی امید ہوگئی کہ وہ
ہندوستان کا خوب انتظام کریگا۔ وہ فرانسیسون کے ساتہہ نفرت قلبی ور اونکی عظمت کا خوف ولایت
ہی سے ساتہہ لایا تہا۔ اونکے قلع و قمع کے منصوبے اوسنے پہلے ہی سوچ رکہے تہے۔

(۲) اہل یورپ کے ہان امن و امان ملکون مین رکہنے کا یہہ اصول ہے کہ سلطنتون کی قوتون کا باہم
موازنہ ہوتا ہے یعنی کوئی سلطنت اپنی قوت کو بڑہاکر اورون کو زبردست نہین کرسکتی اور اگر کوئی
سلطنت ایسا کرتی ہے تو اور سلطنتین ملکر اوسکی قوت کو کم زور کردیتی ہین غرض قواء سلطانی
میزان معادلت مین رہتی ہین کوئی پلڑا اوسکا گرانبار ہوتا ہے نہ سبکبار۔ یہی اصول کو لارڈ کورنوالس نے
دکن مین ٹیپو سلطان کو شکست دیکر ۹۲ سنہ مین مصالحت باہم کرکے قائم کیا تہا۔ اور اوسپر اوسکو بڑا
افتخار تہا۔ اوسکو وہ مستقل و مستلم جانتا تہا۔ ولایت مین وزراء شاہی کو یقین دلادیا کہ اب موازنہ قواء
کے اصول قائم ہونے سے سرکار کمپنی کو کوئی اندیشہ نہین ہے۔ مگر یہہ اوسکی غلطی ور اہل ولایت کی لاعلمی
ہندوستان کے حالات سے تہی کہ اونہون نے اوس اصول کی بقا کا خیال ہندوستان مین کیا۔ اس اصول کا
ہندوستان مین قائم رکہنا یہان کے فرمان رواؤن اور رئیسون کی شان سے ہی بعید ہے۔ اونکا اصول تو غارتگری
اور شمشیر زنی ہے جنگ پیکار کو اپنی شان اور شکوہ جانتے ہین جب وہ یہہ سمجہتے ہین کہ ہم مین قوت اور قدرت
اوروں کے مغلوب کرنے کی ہے اوسوقت اونکو کوئی وجہ لڑنے کیلئے نہین چاہئے۔ عدالت و صداقت اونکو میدان
جنگ مین جانے سے نہین روک سکتی مگر ان دشمنون کا مقابلہ و مجادلہ اونکا زنجیر پا ہوسکتا ہے۔ گورنر جنرل ڈائرکٹرز نی

دل مین جوش زن تہا۔ اوسکی سب سے زیادہ دلی تمنا یہہ تہی کہ مین انگریزون سے اپنا انتقام لون جو اونہون نے
مجہے دکہایا ہے وہ اونکو دکہاؤن۔ اسی ادہیڑ بن مین رات دن لگا رہتا تہا۔ اس پانچ برس کے عرصہ مین کوئی تدبیر
اوسنے اپنی کامیابی کی نہی چہوڑی نہین۔ آمدنی ملک کو بڑہا لیا۔ لشکر کو درست کر لیا۔ اگرچہ لارڈ کورنوالس نے
اوس سے آدہا ملک چہین لیا تہا اور اوسکی سپاہ کو آدہا کر دیا تہا۔ مگر پہر بہی ایک سپاہ جرار اپنے پاس رکہتا تہا۔ فرانسیسی
افسرون سے اوسکو شوق پہلے ہی سے تہا۔ کسی وقت وہ اوس سے جدا نہ ہوئے۔ یہہ فرانسیسی ہمیشہ اس تاک مین بیٹہے
رہتے تہے کہ کوئی موقع ہاتہہ آئے تو ہندوستان مین پہر جم کے بیٹہ جائین۔ انگریزونکا پکا دشمن اور اپنا ڈنکا بجانے کا شایق
سلطان فرانسیسون کے اتحاد سے بہت کام اپنے نکالنے چاہتا تہا۔ اور اونسے رسم رکہتا تہا۔ ٹیپو کے پاس اوس وقت چہتیس
ہزار چہہ سو پیادہ سپاہ تہی جسمین تخمیناً چالیس ہزار آدمی قواعد دان تہے۔ نظام سرجان شور کی استعانت
اور مدد نہ کرنے سے انگریزون سے برہم بیٹہا تہا۔ اونکو چہوڑکر وہ بہی فرانسیسون کے ساتہہ مین جا بیٹہا۔ اور
زیادہ تر اوسکی سلطنت مین اونہین کا دخل ہو گیا۔ موسیو ریمنڈ کے تحت چودہ ہزار سپاہ تہی اور ۳۶
میدانی توپین اور اٹہارہ لاکہہ روپیہ سالانہ کا خرچ اس سپاہ کا تہا۔ ایک ملک اسی آمدنی کا اوسکے واسطے مقرر تہا
یہہ سپاہ زبردست تمام نظام کی سپاہ مین شمار ہوتی تہی۔ سیندہیا پونا مین بڑا اقتدار اور اختیار رکہتا تہا
اس نے بادشاہ شاہ عالم کو اپنی مٹہی مین کر لیا تہا اور جو اس بادشاہ سے فائدہ حاصل ہو سکتا تہا وہ اوسکو
حاصل تہا۔ دکن مین اوسکا ملک دریای تنگ بہدرا کے کنارہ تک تہا۔ اور نظام اور پیشوا کا ملک اوسکے ملک
کے گرد حاشیہ تہا۔ شمال مین اوسکے ملک کی سرحد سرکار کمپنی اور نواب اودہ کے ملک سے ملی ہوئی تہین۔ فرانسیسی
سپاہ اوسکے ہان بہی بڑی قوت رکہتی تہی۔ ڈی بوئن نے جو سپاہ مرتب کی تہی اب اوسکی تعداد بڑہہ کر
چالیس ہزار ہو گئی تہی اور ۴۶۴ توپین تہین اور ایک بڑا ضلع ملک کا اونکے خرچ کے واسطے معین تہا
اس سپاہ کے ساتہہ اور تمام ساز و سامان جو اوسکے لیے ہونا چاہیئے تہے موجود تہے۔ قلعے نہایت مستحکم اور استوار تہے
سلاح خانہ نہایت آراستہ و پیراستہ تہا۔ توپین ڈہالنے کی کارخانے۔ اور اور اسباب حرب و ضرب بکثرت اوسکے ساتہہ
غرض اس سپاہ کی قوت وغیرہ انگریزون کی سپاہ سے جو ہندوستان مین تہی کم نہ تہی۔ اودہ مین جو نیا نواب
سرجان شور نے بٹہایا تہا۔ اوسکا حال یاد ہوگا۔ وہان الماس علیخان شہہ بدست انگریزون سے

لڑ رہے تھے۔ مرہٹون کی سرکشی خبر گرم تھی۔ نواب کرناٹک بھی سند یاست پر بیٹھے تھے اپنا ملک خود انکو دیکر کہا تھا۔ ریاست تنجور کا حال کچھ اچھا تہا وہان راجہ کو مرنے ز فساد بر پا کر رکھا تھا۔ سوا ان سب آفات کے لارڈ ولزلی کے لیے یہہ آفت اور تھی کہ سرکار کمپنی کو انگریزی افسر مطیع اور فرمان بردار نہ تھے اور اسوقت سرکار کے ساکھ ایسی بگڑ رہی تھی کہ بارہ روپیہ سیکڑہ پر روپیہ قرض نہ ملتا تھا اگرچہ لارڈ کورنوالس کے آخر وقت میں آمدنی ملک کی تو دیر ایک کروڑ پچاسی لاکھ روپیہ کی بچت بھی تھی مگر اوسکے جانشین سر جان شور کے عہد میں بغیر جنگ کے وہ سال بسال کم ہو گئی۔ اور یہہ پہلی ہی دفعہ تاریخ سلطنت انگلشیہ میں تھی کہ امن کے زمانہ میں سرکار کے ہان ٹوٹا آیا۔ غرض اسوقت گو سرکار کمپنی کے پاس بڑا ملک تھا مگر وہ متصل نہ تھا جدا جدا منتشر تھا۔ اور وہ اپنی سلطنت کے باہر ایسا رعب داب رکھتے تھے ملکی حالات اوسکے ایک مفلس کے گھر کا چراغ بن رہے تھے۔ ادہر چاروں طرف کے طوفان ایسے ہیبتناک آنیوالے تھے کہ دن کو تارے دکھائی دینے کو تھے۔ فرانسیسیوں کا آفتاب اقبال نصف النہار پر تہا۔

(۴) لارڈ ولزلی کلکتہ میں ۱۷ مئی ۱۷۹۸ء کو پہونچا سا ئیس دن ہی گذرے تھے کہ یہہ واقعہ پیش آیا کہ کلکتہ کے اخباروں میں ایک خبار مورشس کے گورنر جنرل مالارٹک کا ایک اشتہار فرانسیسی زبان میں اس مضمون کا چھپا کہ ٹیپو سلطان کے دو قاصد ہمارے پاس آئے ہیں اور ان پاس خطوط شاہ فرانس کے نام میں وہ فرانس سے ربط ضبط بڑہانا چاہتا ہے۔ اور فرانسیسیوں کی دستگیری سے انگریزوں کا ہندوستان سے نکالنا چاہتا ہے اور اپنی سپاہ میں فرانسیسی سپاہ بھرتی کرنا چاہتا ہے۔ اسلئے ہم جزیرہ فرانس ور بوربون کے باشندوں کو یہہ ہدایت کرتے ہیں کہ سلطان کی فوج میں بھرتی ہو کر بیشک انگریزوں سے لڑیں۔ لارڈ ولزلی کو اول اول تو یقین نہ آیا یہہ اشتہار واقعی ہے کیونکہ اس بات کا باور کرنا بھی عقل سے خلاف تہا کہ ٹیپو سلطان اگر چہ اثر فرانس پر ایسے امر کو جو نہایت لازداری کی تہی اسطرح مشتہر علی الاعلان کریں۔ مگر جب اشتہار کی تصدیق بہت سے شاہدان معتبر کی شہادت سے ہوئی جو مورشس سے کلکتہ میں آئے ہوئے تھے اور کیپ گڈ ہوپ سے لارڈ میکارٹنی نے لکھا کہ مورشس میں جنوری ۱۷۹۸ء کو دو قاصد منگلور سے آئے ہیں اور فرانسیسیوں نے بڑی آؤ بھگت سے انکی

مہمانداری کی ہے۔ اور ۶ مارچ کو یہان سے دو فرانسیسی جہاز مین بیٹھکر منگلور کو روانہ ہوگئے ہین جنسے گمان غالب ہے کہ ٹیپو حقیقت مین فرانس سے کمک طلب کی ہے مگر جب دو سو فرانسیسی ساحل ملیبار پر منگلور مین ۲۶ اپریل ۱۷۹۸ء مین اوترے اور سلطان نے حد سے زیادہ اونکی مہمان نوازی کی تو پہر یقین ہو گیا کہ اشتہار سچا تہا گو یہی لکہا ہو کہ ۹۹ ہی آدمی تہے۔ یہہ آدمی خواہ کتنے ہی ہوں ناکارہ محض تہے۔ نہ اونمین کسی مین افسری کی لیاقت تہی نہ سپاہی پنے کی۔ مگر ہان انگریزون کی دشمنی کرنے پر سب مستعد تہے۔ شاید یہہ حماقت اس سبب سے سلطان کے قاصدون نے سرزد ہوئی کہ ہندوستان کے آدمیون کی گفتگو ہمیشہ مبالغہ سے خالی نہین ہوتی۔ اور اوسمین شیخی اور نمود ضرور پائی جاتی ہے۔ اور سلطان تو یہان کے لاف زنون مین شیخی باز مشہور تہا۔ اوسکے قاصدون نے ڈینگ مین آکر یہہ اشتہار دیدیا تا کہ خلق یہہ جانے کہ ہمارا سلطان ایسا بیباک اور دلاور ہے کہ انگریزون کی حقیقت کچہہ نہین سمجہتا اور ایسے اشتہارون سے مشتہر کر دیتا ہے غرض ٹیپو کی ان حرکات سے لارڈ ولزلی کے دلمین یقین ہو گیا کہ اوس سے لڑنا مصلحت اور انصاف اور عقل کا مقتضا ہے۔ اگر اس مین تخفیف کی جائے گی تو معلوم نہین کہ سلطان فرانسیسون سے سازش کرکے کیا گل کہلائے اور پہر کیسی ہوا چلے۔

(۵) اب لارڈ ولزلی کو ایسی تدبیرین کرنی پڑین کہ جو ٹیپو کے ارادون کو ابہرنے نہ دین۔ جنرل ہیرس کو جو بالفعل قائم مقام گورنر مدراس تہے اشتہار کے دوسرے دن لکہہ بہیجا کہ ساحل کورومنڈل پر جہانتک جلد ہو سکے فوج جمع کرنے چاہئے تا کہ وہ سیدہے سری رنگ پٹن کو روانہ ہو لیکن ابہی یہہ کام ایسے طور سے کیا جائے کہ فراہمی افواج کا باعث کسی پر کہلنے نہ پائے۔ ولزلی اس بات کو خوب سمجہتا تہا کہ ٹیپو سلطان سے ملاپ کی باتین کرنی کبہی سودمند نہ ہونگی اور جب تک وہ زیر دست نہ پایا ہوگا فتنہ انگیزی کے لئے ہاتہہ پیر ہلاتا رہیگا۔ نظام اور پیشوا کو بہی ٹٹولا کہ وہ کتنے پانی مین ہین اور اونکو لکہا کہ صلحنامہ سری رنگ پٹن کی بارہوین دفعہ کے موافق اپنی سپاہ کو بہیجنے کے لئے حکم دین جسوقت یہہ حکم گورنمنٹ مدراس پاس آیا تو اوسکا دم ہی نکل گیا۔ اور اوسکو سو سو طرح کے اندیشے اور دسوسے پیدا ہوئے۔ جنرل ہیرس کو تو یہہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ گورنر جنرل کو خود لکہے کہ اس خطرناک ارادہ سے باز رہئے اور بیٹہے بٹہائے اپنے سر آفت نہ لائیے مگر یہان

سکرٹری جناب ہیرس اور منشی بےنظیر گورنمنٹ مدراس کے چیف صاحب ہیر جناب کا ہن تخمین سرکا تہا۔ ڈیوک
ولنگٹن جو اسوقت جنرل ولزلی تہے اونکی شان مین یہہ کہا کرتے تہے کہ جتنے لائق آدمیونکو مین جانتا ہون
اونمین سے ایک وہ بہی ہے اور وہ نہایت دیانتدار ہے۔ اونکا رنگ بہی اس حکم کو دیکہہ فق ہوگیا وہ اپنی آنکہون
سے دیکہہ چکے تہے کہ کرنیل بیلی کے لشکر کا کیا حال ہوا کرناٹک کیا تباہی اور بربادی آئی۔ حوالی
مدراس مین کیا مکانون کے جلنے سے آگ روشن ہوئی۔ بغرض ایک چٹہی جسمین بہت سی فصاحت و بلاغت
و طلاقت اونہون نے خرچ کی لارڈ ولزلی کو لکہی اور اوسمین اونکے ارادہ کی یہہ خرابیان بیان کین کہ ۱۷۹۱ء
مین لارڈ کورنوالس پہلی دفعہ کس سامان سے سرنگاپٹن پہنچا تہا اور ناکام رہا تہا۔ اسوقت تمام پریسیڈنسی
مین آٹہہ ہزار سپاہ ہے۔ نہ درست و تنفس لڑائی کا سامان ہے۔ اس سپاہ سے ملک کرناٹک کی حفاظت
ہی بمشکل تمام ہوتی ہے۔ اگر ٹیپو سلطان کو ہماری تیاریون کی خبر پہونچیگی تو وہ اوسی وقت اوٹہہ کہڑا ہوگا
خزانہ مین روپیہ نہین ہے دیوالیہ ہے۔ قرض لیکر بہیجتے تہے آٹہہ برس مین ستر لاکہہ سے پچاس ہوگیا یہانتک نوبت
پہونچ گئی ہے۔ بارہ روپیہ سیکڑہ کے سود پر پانچ روپیہ سیکڑہ کا ٹکا ہے۔ اب دشمن کی حالت کو دیکہیے کہ اوس پاس
ساٹہہ ہزار سپاہ ہے جسمین ہوا ہیسو کے ہین جو لینے کام مین مشہور ہین۔ پیادہ فرانسیسون کے قواعد سکہائی
ہوئی ہے ۱۴۴ توپین ہین۔ اور ایک سپاہ بان پہینکنے والون کی جدا ہے۔ ہاتہی اور باربرداری کے
لئے چوپائے اور سامان رسد زیادہ ہے۔ جسوقت ہمارا لشکر حرکت کریگا تو سلطان ٹیپو کا دل ہم سے
بیزار ہوجائیگا۔ اور کورنوالس کے عہد و پیمان شکستہ ہوجاوینگے اور انجام اسکا یہہ ہوگا کہ ہمپر مصیبتین
آئینگے۔ اور یہہ بہی لکہا کہ نظام اور مرہٹے جو ہماری دوستی کا دم بہرتے ہین اونسے کسی طرح امید مدد کی
عبث ہے یہہ لوگ جنگ ہمارا بیہاری نہ دیکہینگے ہرگز ہمکو خاطر خواہ مدد نہ دینگے۔ بغرض جنرل ہیرس اور
منشی بےنظیر نے لارڈ ولزلی کو یہہ ارادہ ہوا نیکی ایسی خرابیان بیان کین اور ایسے خوف دلائے
کہ اگر وہ بودے دل کا آدمی ہوتا تو اس تحریر کو دیکہہ کر گہبرا ڈال دیتا۔ مگر وہ تو لارڈ ولزلی تہا جیسا
ہوشمند اور عالی دماغ تہا ویسا ہی دلاور اور بہادر تہا۔ اونکی قوت دل و زبردست بازو کے سامنے
یہہ خوف کیا ہے فوراً اسکے جواب مین صرف یہہ لکہا بہیجا کہ اس حکم کی تعمیل مین جو دیر کرنی بغاوت ہے

مین اس باب مین کونسل سے بحث کرنی عبث سمجہتا ہون مین یہہ چاہتا ہون کہ میری حکم کی تعمیل نہایت
سرگرمی سے شروع ہو۔

(۶) لارڈ ولزلی نے حیدرآباد کے مقدمات کی طرف توجہ کی۔ ریمنڈ صاحب جنہون نے نظام کی سپاہ کا عمدہ
انتظام کیا تہا۔ اس سال کے موسم بہار مین اوسکی بہار عمر پر خزان اجل آ گئے۔ اوسکی جگہ پیرون ایک دلاور
سپاہی مقرر ہوا۔ اوسکو انگریزون سے دلی نفرت تہی۔ سپاہ نظام کے لشکر کی جان تہی۔ البتہ ڈولزلی نے
خیال کیا کہ ٹیپو سلطان سے لڑائی یقینی ہونی والی ہے اگر ہم مین اس لشکر کو نظام کی طرف سے اپنی
امداد کے لیے لیجاونگا تو وہ ضرور میدان جنگ مین دغا دیگا اور سلطان کے لشکر سے جا ملیگا کیونکہ فرانسیسی
افسرون سے اوس کا دوستانہ ارتباط و اختلاط ہے۔ اور اگر اوسکو پیچہے چہوڑ جاونگا تو اوسکی
خبرگیری کے واسطے ایک لشکر کثیر متعین کرنا پڑیگا اگر یہہ لشکر نظام سے ٹوٹ کر والی میسور یا سندہیا
پاس چلا گیا تو نظام اور پیشوا کا کام تمام ہو جائیگا۔ اور پہر فرانسیسیونکو وہ قوت اور سطوت حاصل ہو جائیگی
کہ دکن اور ہندوستان کو اپنے ساتھہ ملا کر سرکار کمپنی کے ملک مین اپنی دست درازی شروع کرین تو
تعجب نہین پس اول کام یہی ہے کہ حیدرآباد کی اس فرانسیسی سپاہ کو کسی طرح غارت کیجیے اسیوقت زمان شاہ
امیر کابل کا خطرہ آیا کہ اگر انگریز کمک کرین تو ہمین ہندوستان سے مرہٹونکو نکال دون شاہ ابدالی کا وہ پوتا
تہا اوسکا حملہ ہی ہندوستان کے اندیشہ سے خالی نہ تہا۔ دادا نے جو پہلا حال مرہٹون کا پانی پت مین کیا
تہا وہ ابتک لوگون کو یاد تہا غرض سب طرف سے آفتون کے طوفان اوٹہہ رہے تہے اسوقت لارڈ ولزلی کی
دانشمندی پر خیال کرنا چاہیے کہ اوسنے اپنی سلطنت کی حفاظت مین کورٹ ڈائرکٹرز۔ اور بورڈ کنٹرول
کے حکمونکا مطلق خیال نہین کیا۔ اوسنے انکی اس غلطی و نامعاملہ فہمی کو پایا کہ سرکار کی عملداری کی ہمیشہ
عافیت نہ کہڑے رہنے مین ہے نہ پیچہے ہٹنے مین۔ بلکہ آگے بڑہنے مین ہے ممکن نہین کہ سب سے جدا رہ کر عالم تجرد مین
عافیت اور طمانیت سے بسر ہو سکے اوسنے کلائو اور ہیسٹنگز کے اصول کو قائم کرکے تمام ہندوستان کے رئیسون
کے ساتہہ راس کماری سے لیکر جمنا کے کنارہ تک عہد و پیمان کے لیے رسل و رسائل کو آنا جانا مین بجلی کا تار
بنا دیا۔ یہان تک کے رئیسون نے جانا کہ ہان اب پہر سرکار کمپنی کے جسم مردہ مین جان آئی ہے اور کوئی گورنر جنرل

ہیسٹنگز اور کلایو کا بہائی آیا ہے لیکن امر باعث طلب ہے کہ لارڈ ولزلی نے کیون اس پر کمر باندھی کہ سلطان
ٹیپو کو خاک مین ملادے اور فرانسیسون کو بالکل ہندوستان سے نکالدے۔ مدبران ملکی کی تحریرات بہت شد و مد کے ساتھ
موجود ہین بعض کی رای یہ ہے کہ جو حال ۱۷۹۲ء مین تہا وہی اب ۱۷۹۸ء مین تہا۔ کوئی خوف فرانسیسون سے
زیادہ ہو گیا تہا نہ ٹیپو سلطان سے کوئی اندیشہ تہا۔ بلکہ ٹیپو سلطان کی دشمنی انگریزون کے حق مین اس سبب سے
مفید تہی کہ اوسکے ہمسایے مرہٹے دبے ہوے تہے اور وہ اوسکے خوف کے مارے انگریزون کے آگے امداد اور کمک کے
واسطے دامن پسارے رہتے تہے چنانچہ ۱۴ جولائی ۱۷۹۸ء کو جو ایک جلسہ کلکتہ مین فرانسیسون کے ساتھ لڑائی
کے باب مین ہوا تو اوسمین ایڈووکیٹ جنرل لورس صاحب نے یہ تقریر کی کہ ہر شخص اس بات کو جانتا ہے کہ
جسقدر اسوقت ہمارے پاس ملک اور لشکر ہندوستان مین ہے وہ کبہی پہلے نہین ہوا تہا۔ جو قدرت ہمارے
تئین اب حاصل ہے وہ پہلے کبہی نہ تہی کسی کا حوصلہ نہین ہے کہ ہم پر حملہ کرے جو لشکر ہمارا ہندوستان مین ہے
وہ دلیری اور قواعددانی مین پہلے ہمارے لشکر سے کہین زیادہ ہے ہندوستانی رئیسون مین ایک بہی ایسا نہین
کہ ہم پر حملہ کرنے کا قصد کرے مگر ہان ہمارا قدیمی دشمن سلطان ٹیپو ہے جو یہ آرزو رکہتا ہے مگر سلطان
ٹیپو نے آخر زمانہ مین وہ ہزیمت و [illegible] اوٹہائی ہے کہ اوسکو بہی حملہ کرنے کا حوصلہ تب تک نہین ہوگا کہ فرانس کی
امداد اور کمک معقول اوسکو حاصل ہو اور یورپ سے فرانسیسون کی امداد آنی ناممکن ہے کیونکہ فرانس مین
[illegible] بیڑون فرنگی راہین جہازون کی طاقت سے بند کر دی ہین فرانسیسی
[illegible] نہین روانہ کر سکتے جانب
[illegible] فرانسیسون کے [illegible] وہان کے
[illegible] معلوم
[illegible] ٹیپو سلطان [illegible] جاتی ہے
[illegible] ۱۷۹۸ء [illegible] خوف کی [illegible] سلطان کی سرکار کمپنی کا
ملک [illegible] لیا تہا [illegible] نظام
[illegible] سلطان

گووہ کام نہین کئے تہے جو اصل لڑائی کی شکست کے سبب تہے ہین مگر اونسے باوجود عہد و پیمان موثق کے یہہ عہد شکنی کی کہ ٹیپو سلطان کی امداد بالکل انگریزون کی جڑ بیخ کاٹنے کے لئے مانگی اور اس مدد کے حاصل کرنے مین کسی بات مین اونسے کسر باقی نہین رکہی گووہ فرانسیسون کی ناقابلیت کے سبب سے بہم نہ پہونچی۔ مگر فرانسیسون نے بہی اسکو صاف جواب نہین دیا۔ اب کیا یہہ مناسب تہا کہ جبتک وسکے منصوبے پختہ ہوجاتے تو ہم سب ششدر مات ہونیکے لئے منتظر بیٹہے رہتے۔ نظام کا حال بہی کچہہ اور ہوگیا تہا جیسا اوپر ہوا۔ وہ فرانسیسی سپاہ کے قبضہ مین تہا جہان اہل قلم کے ماتحت اہل سیف ہوتے ہین وہان خونریزی و فساد انگیزی کا اندیشہ نہین ہوتا۔ مگر نظام کے ہان اہل سیف کے زیر حکم اہل قلم تہے ہمیشہ زیر قلم ہونیکی دہشتین رہتی ہین۔ مرہٹون مین دولت راو سیندہیا سب مین سربرآوردہ تہا وہ انگریزون پر رشک و حسد رکہتا تہا غرض یون اقوال ہزار بہت سے ہین مگر قول فیصل لارڈ ولزلی کی ہی رائے ہے۔

نظام کے ساتھ عہد و پیمان

(۷) اب لارڈ ولزلی نے حیدرآباد کے ساتہہ عہد و پیمان کرنیکو مقدم سمجہا۔ سوقت **نظام الملک** کا وزیر **مشیر الملک** معروف **میر عالم** مدار المہام تہا۔ وہ مرہٹون کے ہان جس زمانہ مین قید تہا اوس عرصہ مین فرانسیس نظام کے سر پر بہت چڑہ گئی تہے۔ اس **میر عالم** کا دل فرانسیسون سے پہٹتا چلا تہا اونسے وہ زمین جو اس سپاہ کے خرچ کے لئے معین کی تہی اپنے قبضہ مین لے لی۔ اور بار بار ریزیڈنٹ سے کہا کہ اگر انگریزی سپاہ آجائے تو ان فرانسیسون کے عذاب سے جان چہوٹ جائے۔ یہہ درخواست **سر جان شور** سے بہی نظام نے کی تہی مگر اونہون نے انکار کر دیا تہا۔ **سر جان شور** کی اس غلط فہمی اور نامعاملہ دانی کو لارڈ **ولزلی** نے درست کر دیا۔ اور یکم ستمبر ۱۷۹۸ء کو نیا عہدنامہ دس شرطون کا لکہا گیا۔ اول پانچ شرطین تو خرچ سپاہ کے باب مین تہین۔ کہ ستاون ہزار سات سو تیرہ روپیہ جو انگریزی سپاہ کے خرچ کے لئے پہلے سے مقرر تہے اب اوسکی جگہ دو لاکہہ ایک ہزار چار سو پچیس روپیہ مقرر کئے جائین۔ اور چہہ ہزار سپاہ انگریزی حفاظت کے لئے قلمرو نظام مین رکہی جائے۔ چہٹی شرط یہہ تہی کہ جسوقت انگریزی لشکر **حیدرآباد** مین پہونچے تو تمام فرانسیسی افسر اور سرجنٹ موقوف کئے جائین اور اونکی سپاہ دیسی منتشر اور پراگندہ کر دی جائے کہ کوئی نشان اونکے پہلے کارخانون کا باقی نہ رہے۔ اور نظام کے تمام ملک مین کوئی فرانسیسی رہنے پائے

کوئی اہل یوروپ بغیر اجازت سرکار کمپنی کے نہ اوسکا ملازم ہو نہ اوسکے ملک مین سکونت اختیار کرے باقی شرائط یہہ تہین کہ نظام کو مرہٹون کے ناجائز مطالبون سے انگریز محفوظ رکہینگے نظام کا حال یہہ تہا کہ وہ اپنے ۶۵ برس کی عمر مین وہ ہوش اور عقل نہ رکہتا تہا جو اوسکے باپ کی سو برس کی عمر مین عقل و ہوش تہے اوسکو ایسی شرائط کے منظور کرنے مین تامل ہوا کہ اوس قوم کو جسکو اپنی سلطنت کی ابتدا ہی سے برسر عروج دیکہا تہا اوسکو یون نکال دے جسمین سیکڑون خوف ہون۔ وزیر کے دلمین سو سو وسوسے آتے تہے کہ معلوم نہین کیا ہو جائے مگر آخر کو وزیر خوش تدبیر نے نظام کو سمجہایا کہ اوسکی سلطنت بالکل بے حفاظت ہے اسلیے بہتر ہے کہ اوس قوم کے ساتہہ اتحاد پیدا کیجیے کہ جو اپنے ایمان مین ایماندار اور وفاء عہد مین استوار ہو۔ یہہ حالت اچہی نہین کہ ہمیشہ مرہٹون کی دست یازی اور سلطان ٹیپو کی ترکتازی کے خوف و اندیشہ مین رہیے۔ غرض اس وزیر نے جون تون کرکے نظام سے عہد نامہ پر دستخط کرا لیے۔

(۸) اب لارڈ ولزلی نے یہہ قصد کیا کہ جو نظام سے عہد و پیمان ہوئے ہین اوسی قسم کے قول و قسم پیشوا کے ساتہہ بہی ہو جائین۔ بلا یہہ تدبیر کارگر ہوگی جب سیندہیا پیشوا پر چڑہا ہے تو اوسنے انگریزون سے درخواست مدد کی تہی مگر اوس وقت سرجان شور نے اوسے انکار کر دیا تہا۔ اسلیے پیشوا نے نظام کو ایک لاکہہ روپیہ کا ملک لیا ہوا دیدیا۔ اور عہد و پیمان درست کر لیے مگر سیندہیا نے جو بات کا عوض لیا اور نانا فرنویس جو قید مین تہا اوسکو چہٹا کر اور ٹیپو سلطان کو ملا کر نظام پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ اس سبب سے سیندہیا اور پیشوا مین چند روز مصالحت کی صورت ہو گئی تہی بلکہ نانا فرنویس بہی بیچ مین پڑ جاتے تہے کہ اسوقت تہذیب ذرا لارڈ ولزلی کی طرف سے یہہ شرط عہد و پیمان پیش کی کہ سیندہیا کی دست درازی سے پیشوا کے بچانے کے واسطے ایک لشکر کثیر انگریزی اوسکی خدمت مین رہیگا۔ اور اوسکے خرچ کے واسطے تدابیر مناسب کیجائینگی۔ فرانسیسیونکو بالکل اپنے ملک سے نکال دینگے۔ جو نظام و سیندہیا مین تصفیے پیش ہونگے اونکا انفصال انگریز ثالث بنکر کیا کرینگے گورنر جنرل نے اس صلح کا ایسا شوق ظاہر کیا کہ جسے اوسکا مطلب حاصل ہوا غرض اس صلح کو گورنر جنرل کی ہمت [illegible] پیشوا کو بہ نسبت [illegible] قدیمی حاصل ہو جائے مگر وہ اپنی سیان [illegible] اس صلح کو یہہ سمجہا کہ حقیقت مین وہ مرہٹون کی عظمت [illegible]

پیشوا کے ساتھ عہد و پیمان

شان و شوکت کو مٹانیوالی ہے پیشوا نے نانا فرنویس کی صلاح سے یہہ عہد و پیمان تو نہ کیئے مگر رزیڈنٹ سے کہلا بھیجا
کہ مین اون عہدون کا جو ہم تینون کے درمیان ہوئے ہین ہمیشہ پاس اور لحاظ رکہونگا - اور مرہٹون کی سپاہ عظیم کو
تیاری کا حکم دیدیا - کہ وہ گورنر جنرل کے ساتہہ ٹیپو سلطان سے لڑنے جائین - مگر اوسکی نیت مین یہہ نہ تہا کہ یہہ
سپاہ جاکر وہان اونگلی بہی ہلائے - غرض مرہٹون نے مواعید کاذبہ سے انگریزون کو دم دلاسے مین رکہا اور اونکے
ساتہہ لڑائی مین ہاتہہ نہ ہلایا -

(۹) جب پونہ مین یہہ عہد و پیمان ہو رہے تہے تو کرنیل کولنس رزیڈنٹ دربار سیندہیا نے **زمان شاہ**
کا خط اوسکے روبرو پیش کیا جسمین لکہا ہوا تہا کہ اگر انگریز **زمان شاہ** کی امداد کرین تو وہ مرہٹون کا
استیصال بالکل ہندوستان مین کردے اور شہنشاہ دہلی کو اونکی قید سے چہڑائے - مگر رزیڈنٹ نے سیندہیا
سے یہہ کہا کہ گورنر جنرل کا ہرگز یہہ ارادہ نہین ہے کہ وہ **زمان شاہ** کو امداد دیکر اور اوسکے ساتہہ ملکر ہندوستان
کی حالت کو تہ و بالا کرے اور تمہارے قبضہ مین جو ملک ہے اوسکو زیر و زبر کردے - اگر **سیندہیا** شمال کو چلا جاے
تو انگریزی سپاہ اوسکی امداد کے واسطے موجود رہیگی - **سیندہیا** نے انگریزون کے ساتہہ عہد و پیمان کرنے سے
تو انکار کیا مگر یہہ اقرار کیا کہ مین شمال مین اپنے ملک مین جاتا ہون مگر اوسکو پورا نکیا - **سیندہیا** اور
پیشوا اسوقت انگریزون کی عالی ہمتی کو دیکہہ کر جلتے تہے اور سلطان کی طرف ہوا چاہتے تہے - مگر
سیندہیا کو یہہ خوف لگا ہوا تہا کہ شمال مین جو اوسکا ملک ہے اوسپر کہین انگریز نہ حملہ کرین - اس
خوف کے مارے وہ سلطان کے ساتہہ نہوا - غرض اس پیغام سلام کا نتیجہ یہہ تہا کہ مرہٹون سے نہ امداد کی امید ہوئی
نہ مخالفت کا خوف ہوا - راجہ ناگپور اور سرکار کمپنی کا اس مہم مین اتحاد تہا جب **کول بروک** صاحب جو
مشرقی زبانون کے فاضل اجل مشہور ہین اوسکے دربار مین بہیجے گئے کہ اتحاد قدیم کی از سر نو تجدید کرین تو
راجہ نے صاف کہدیا کہ مین عہد و پیمان کے جہگڑون مین نہین پڑتا -

(۱۰) اب موافق عہدنامہ جدید کے مدراس سے چار رجمنٹین مع توپخانون کے **حیدرآباد** کی طرف چلین
اسوقت خزانہ سرکار مین اسقدر روپیہ نہ تہا کہ وہ اس سپاہ کے رستہ کا بہی خرچ کا متحمل ہوتا اسلیے لارڈ
ولزلی نے اپنی ضمانت سے روپیہ قرض لیکر اوسکو بہیجا اور وہ ۱۰ اکتوبر ۱۷۹۸ع کو **حیدرآباد** مین پہنچا

اور کسی پر یہہ نہ کہلا کہ کس مطلب کے لئے وہ آیا ہے۔ یہان انگریزون کو یہہ فکر پیش آئی کہ تو برونکے ہر بات مین
اور حکمتین اسواسطے ہوتی رہین کہ شرائط معاہدہ پوری نکی جائین اور فرانسیسی نہ نکالے جائین۔ نظام
اور وزیر دونو سمجھے جاتی تہے اور ڈہیل ہو رہی تہی فقط اونکو یہی خوف نہ تہا کہ انگریزون اور فرانسیسیون
مین ہنگامہ کارزار گرم ہوجائے بلکہ یہہ ڈر تہا کہ آخر کو مجبور ہو کر جانب غالب کی اطاعت نہ اختیار
کرنی پڑے۔ نظام تو اپنے ڈیرے سے گولکنڈہ کی نواح مین چلا گیا۔ اب انگریزی رزیڈنٹ کرک پیٹرک
صاحب نے وزیر کو سمجہایا کہ آپ ایفاء عہد مین بہت توقف نہ کیجئے اگر کوئی اس نقض عہد کا نتیجہ بد ظہور مین
آئیگا تو اوسکی جوابدہی نظام کے ذمہ ہوگی۔ اس سپاہ کثیر کی تو قدر انگریزون کی نظرون مین ایسی حقیر ہو گئی
تہی کہ کرنیل روبرٹس جو انگریزی سپاہ کے افسر اعلے تہے وہ اپنی سپاہ قلیل سے ہی اس جہگڑے کا فیصلہ پہلے اسسے
کرنا چاہتے تہے کہ نظام کے سوار اونسے آملے۔ ان سوارونکو حکم ہوا تہا کہ وہ انگریزی لشکر کی کمک کرین مگر
اونکی فرانسیسیون سے سازش تہی۔ اسلئے کرنیل صاحب اونکی شراکت کو پسند نہین کرتی تہی کہ کہین یہہ دوستی
کے لباس مین دشمنی نکرین۔ آخر کو وزیر کی فہم مبارک مین آگیا کہ ایفاء عہد مین وہ اندیشہ نظام کے لئے
نہین ہے جو عہد شکنی مین خوف ہے اسلئے اشتہار دیا گیا کہ کل افسر فرانسیسی نظام کے خدمت سے موقوف
کئے گئے۔ کوئی سپاہی اونکے حکم کو نہ مانے۔ اچانک جو یہہ حکم آیا تو تمام افسر و سپاہی عالم تحیر مین تہے کہ یہہ
آناً فاناً مین سمان کیسا پلٹ گیا اور کیا تہا کیا ہوگیا۔ اب انگریزی سپاہ اور نظام کے سوارون نے
فرانسیسی لشکر کو اونکے کیمپ مین جا گہیرا جہان اونکے اختیار مین یہہ تہا کہ فرانسیسی کچہہ تیغ اٹہائین تو
اونکے تمام سامان حرب و ضرب غلہ وغیرہ کو آگ لگائین۔ فرانسیسیون کے افسر موسیو پیرون تہا
اوسنے کپتان کرک پیٹرک صاحب کو یہہ پیغام بہیجا کہ مین اور میرے اور ہمراہی افسر اپنے تئین
انگریزون کے حوالہ کرنے کے لئے موجود ہین اور آپ کی ذات سے مجہکو قوی امید ہے کہ ہم سب کے ساتہہ
مدارات اور تلطف سے پیش آئینگے جو شائستہ قومون مین رائج ہے۔ مگر سپاہی جنکی تنخواہین
مدتون کی چڑہی ہوئی تہین برسر بغاوت ہوئی اور اونہون نے اپنے افسرون کو قید کر لیا۔ یہہ افسر
بڑی مشکل اور دشواری سے اونکی قید سے نکل کر انگریزی خیمون مین پہونچے۔ مسٹر ملکم صاحب

ایک نوجوان ہوشیار افسر تھے اور اونکے کاموں کی شہرت ہوتی جاتی تھی وہ اس ہندوستانی سپاہ کے
سمجھانے کے لئے اور یہہ کہنے کے لئے بھیجے گئے کہ چڑھی ہوئی تنخواہ سب سپاہی اپنی لے لیں ۔ صاحب نے
اس بیدار مغزی اور دانشمندی سے کام سرانجام دیا کہ چودہ ہزار آدمیوں نے جو قواعد جانتے تھے اور بہادری
توپخانے مسلح اور سامان حرب و ضرب تیار رکھتے تھے۔ اونہوں نے صاحب کے سامنے ہتیار رکھدیئے اور کسی
کی نکسیر بھی نہ پھوٹی۔ اس کام کو دیکھ کر سارے ہندوستانی رئیسوں کے عقل دنگ ہو گئی اور وہ خیال اونکے
دل سے کافور ہوگیا کہ سرکار کمپنی کی صولت و شوکت میں ضعف آتا جاتا ہے غرض یہہ بسم اللہ جنگ میسور
میں ایسی ہوئی کہ اوسکی برکت سے تمام مقصد لارڈ ولزلی کے بخیر و خوبی انجام کو پہنچے۔ افسران فرانسیسی
کی لارڈ ولزلی نے بڑی خاطر کی۔ اونکو کلکتہ بھیجا اور یہاں سے فرانس بھجوادیا۔ غرض کوئی مدارات اونکی
ایسی نہیں کی جسسے وہ قیدی اور اسیر معلوم ہوتے۔

(۱۱) لارڈ ولزلی گرد اوری سپاہ و فوج کے اہتمام میں جنگ میسور کے لئے مصروف تھا کہ کورٹ ڈائرکٹرز
کا بھی مراسلہ موسیو لشنس کا اشتہار دیکھ کر آگیا تیس برس کے عرصہ میں تین دفعہ والی میسور سے انگریز جنگ کرکے
نقصان اوٹھا چکے تھے۔ اسلئے اوسکا خوف اہل ولایت کو بھی بہت ستاتا تھا۔

اسوقت سلطان ٹیپو کے ارادوں کو سنکر اونکے پیروں تلے کی زمین نکل گئی۔ اور اندیشہ پیدا
ہوا کہ اب سارا ملک حاصل کیا ہوا ونکے ہاتھ سے نکلا ۔ اسلئے اونہوں نے لکھا کہ اگر فی الحقیقت ٹیپو سلطان نے فرانسیسیوں
سے سازش کی ہے تو وہ سارا امن وامان کے عہد و پیمان سے پھر گیا۔ کچھ ضرور نہیں کہ ہم اسکے منتظر بیٹھے
رہیں کہ جب وہ لڑائی شروع کرے تو ہم لڑیں بلکہ اسکا علاج پہلے سے کرنا چاہئے اور اشتہار جنگ دیدیا چاہئے
گو ہمکو یقین نہیں ہے کہ یہہ اشتہار مسیو لشنس کچھ اصل رکھتا ہے یا یونہیں ڈھکوسلا ہے۔ لارڈ ولزلی کی رائے
جب اہل ولایت کا بھی صاد ہوگیا تو اوسنے پوری پوری آمادگی سپاہ اور ساختگی اسباب کا ارادہ کیا۔
۱۸ اکتوبر کو اوس پاس یہہ خبر آئی کہ نپولین بونا پارٹ مصر میں لشکر سمیت آن پہنچا ہے اور اوسکا
ارادہ ہے کہ شرق میں فرانسیسی سلطنت کی اساس مستحکم قائم کرے۔ اگر یہہ آرزو اوسکی پوری ہو جاتی۔ اور مصر
شام میں اوسکی سلطنت جم جاتی تو مورانگ کے کنارہ پر کرنیل ولزلی اور اوسمیں دو دو ہاتھ ہو جانے اور

واٹرلو کی لڑائی کا انتظار کرنیل صاحب دنیا مین اپنی ناموری حاصل کرنیکی لئے کرنا پڑتا بغیر اسکی یہی انگریزی گورنمنٹ بہی پہرتی
خبر پہونچی اور انگلستان نے لارڈ ولزلی کو لکہا کہ اس صورت مین گورون کی سپاہ ہندوستان مین زیادہ کرنی
چاہئے۔ چار ہزار گورے بہیجے جاتے ہین جو عنقریب پہونچینگے۔ اس خبر کے پہنچنے کے بعد ولزلی نے حکم تاکیدی مدراس
کو روانہ کئے کہ ہر کارخانہ مین اسباب حرب کی تیاری بہت جلد کیجائے اور سرحد پر بہاری توپین اور بہاری
اسباب لیے توقف روانہ ہو۔ اور اوسنے ساحل کی سپاہ کو بہی مرتب کرنا شروع کیا اور دکھن مین تین ہزار دو
(جو اپنی خوشی سے سپاہی نہین) سپاہی بہرتی کی اور ۳۳ رجمنٹ شاہی روانہ کی جسکے افسر کرنیل ولزلی
جنکا خطاب پیچہے ڈیوک ولنگٹن ہوا روانہ کیا۔

(۱۴) ۸ نومبر ۱۷۹۸ء کو کلکتہ مین یہہ خبر آئی کہ حیدر آباد مین فرانسیسی سپاہ کی برطرفی کی تجویز
خوبی عمل مین آئی تو اوسنے ایک خط ٹیپو سلطان کو یہہ لکہا کہ تمہاری اون سازشون اور کارسازیون
سے سرکار کمپنی ناواقف نہین ہے جو تم فرانسیسیون کے ساتہہ کر رہے ہو۔ جو ہمارے سخت دشمن جان ہین اور
ولایت مین اونسے ہماری لڑائی ہو رہی ہے۔ پہر فرانسیسیون کی خصلت کے باب مین بہت کچہہ لکہا اور آخر
کو یہہ کہا کہ مجہے مناسب نہین ہے کہ مین تم سے یہہ بات کو چہپاؤن کہ جو تعلق در پردہ تمنے فرانسیسیون سے
پیدا کیا ہے اوسکے نتیجہ فقط یہی نہین ہین کہ ہمارے تمہارے اتحاد کی بنیاد برباد ہو جائے بلکہ تمہاری ملک
کے اندر کہلبلی اور بل چل ایسی پڑجائیگی کہ تمہاری سلطنت اور مذہب دونون خاک مین ملجائینگے
غرض یہہ کام تم بے [illegible] کر رہے ہو۔ لارڈ ولزلی یہہ سمجہے [illegible] جانتا تہا
اسلئے اوسنے سلطان کے ساتہہ صحبت تمام کرنیکے واسطے میجر ڈوٹن صاحب کو سفیر بناکر بہیجنے کا قصد کیا
نومبر کے آخر مین یہہ خبر آئی کہ نلسن صاحب نے خلیج ابوکیر مین فرانسیسیون کے بیڑے کو شکست فاش
دی۔ اسلئے بہی گورنر جنرل نے جنگ کی تیاریان بدستور جاری کین۔ اب لارڈ ولزلی کو یہہ یقین تہا
کہ ٹیپو سلطان کو فرانسیسی بیڑے کی شکست سے اور حیدر آباد مین فرانسیسیون کے خارج ہونے سے اور انگریزی
سپاہ کی قدرت سے اور ساحل ملیبار پر انگریزی بیڑے کے ہونے سے دل پر ضرور ایسا اثر ہوا ہوگا کہ وہ
شرائط صلح کو جو مین پیش کرونگا مان لیگا۔ لارڈ صاحب کے [illegible] ہو جائے کہ جنگ جو

لارڈ ولزلی اور سلطان ٹیپو کی خط و کتابت

جلد ہو۔ اسلئے اوسنے یہہ چاہا کہ مدراس چلئے۔ جہان سب معاملات کا تصفیہ جلد ہو جائیگا۔ اور اوسنے ۱۰ دسمبر
خط سلطان کو بھی اس اطلاع کا لکھا کہ مین مدراس مین عنقریب پہنچنے والا ہون۔ ۳۱ دسمبر کو وہ مدراس
مین آگیا اور یہان سلطان ٹیپو کے خط کے جواب کا منتظر تھا۔

یہان سلطان ٹیپو کا خط بھی ویسا ہی محبت آمیز باتون سے بہرا ہوا تھا جیسا کہ لارڈ ولزلی کا خط تھا۔ اوسنے
اول انگریزون کی فتح کی جو فرانسیسون پر ساحل مصر پر حاصل ہوئی تہنیت دی اور اپنی بڑی خوشی
اور مسرت ظاہر کی۔ فرانسیسون مین ساری جہان کی برائیان اور انگریزون مین دنیا کی بھلائیان بیان
کین۔ اور سفیرون کے بھیجنے کے جواب مین یہہ لکھا کہ یہان سوداگرون کی ایک قوم ہے اوسکے گماشتے
ایک جہاز مین بہت سا اسباب لاد کر منگلور شمس لے گئے تھے اوسمین چالیس فرانسیس اور دس بارہ
کالے رنگ کے کاریگر بیٹھے ہوئے روزگار کی تلاش مین میسور مین آئی تھے بعض اونمین سے میرے ہان نوکر ہین
بعض چلے گئے ہین۔ فرانسیس بڑے بدکار اور عیار ہین اونہون نے اس جہاز کی روانگی کی خبر کو اسطرح مشتہر کیا
ہے کہ جسسے میرے اور سرکار کے دلون مین غبار کدورت آجائے۔ میجر ڈوٹن کی ساتھہ مشورہ اور صلاح کرنیکی
ضرورت اس سبب سے نہین کہ جو انگریزون نظام پیشوا۔ اور مجھہ مین معاہدہ اور مصالحت قائم
ہوا ہے وہ ایسا مستحکم اور استوار ہے کہ وہ کسی طرح ٹوٹ ہی نہین سکتا۔ اوسکی استواری اور تمام
فرمان روایان زمانہ کیلئے ایک نمونہ ہے ان عہد و پیمان نے ہمارے درمیان وہ الفت و محبت و
مودت و موانست استحکام کے ساتھہ قائم کی ہے کہ اوسسے زیادہ خیال و گمان مین بھی نہین آتی۔
اس خط کے جواب مین لارڈ ولزلی نے ۹ جنوری ۱۷۹۹ء کو تحریر کیا اوسمین سلطان کے تمام وہ افعال اور
حرکات مفصل بیان کئے کہ جسسے وہ سارے عہد و پیمان سابق سرکار کمپنی کے ساتھہ باطل ہو گئے۔ ہر کام سے اوسکی
بیوفائی اور بدعہدی ٹپکی پڑتی تھی۔ جب سلطان نے سب دوستون کی دشمن سے جدید عہد و پیمان کر لیئے
ہین تو ضرور ہوا کہ دوستون کے ساتھہ بھی معاہدہ جدید کیا جائے۔ دوستانہ سلطان کو فہمائش کی
کہ وہ میجر ڈوٹن صاحب کی اصلاح و مشورہ کو گوش ہوش سے سنے اور یہہ بھی لکھدیا کہ اگر خط کے پہونچنے
کے بعد ایک دن سے زیادہ توقف جواب مین کروگے تو اوسکا خمیازہ اوٹہانا پڑے گا۔ ۱۰ جنوری

ختم ہوا سلطان کا جواب نہ آیا اسے اوسکی گستاخی اور سینہ زوری معلوم ہوئی اور اوسے دشمنی کی آگ
اور بہڑک اوٹہی۔ پہلے تو لارڈ نے اوسے ساحل ملیبار ہی مانگا تہا۔ اب آخر جنوری ۱۷۹۹ء میں اوسکا
ارادہ ہوا کہ بہت سا روپیہ اور خرچ سپاہ کا مانگون۔ اب ۳ فروری ۱۷۹۹ء کو گورنر جنرل کو
معلوم ہوا کہ سلطان نے ڈبوبو ایک فرانسیس افسر کو ڈچ کے علاقہ ترنکوبار سے پیرس روانہ کیا اور درخواست
بہیجی کہ دس پندرہ ہزار سپاہ انگریزون کو ہندوستان سے نکالنے کیلئے بہیجدو اوسکا سارا خرچ
مین دونگا اور زمان شاہ سے سازش کرنی شروع کی اور لکہا کہ دریاء سندہ سے پار اوتر کر
اور کفار اور مشرکین پر جہاد کرو خدا کے فضل و کرم سے آپکے غازیون کی شمشیر سے انگریز تہہ تیغ
ہونگے جب ۹ جنوری کا خط لارڈ ولزلی کا سلطان ٹیپو کے پاس پہنچا تو اوسکے کان کہڑے ہوئے
اور جو عہد و پیمان فرانسیسون سے کئے تہے اوسے خوف اوسکے دل مین پیدا ہوا۔ اب نپولین بوناپارٹ
کا خط سلطان کے نام اس مضمون کا آیا ہوا کہ مین بحر قلزم کے کنارہ بیحد و بیشمار لشکر لیکر آن پہنچا
ہون اور عنقریب انگریزی لوہے کا جوا اوسکے کندہے سے اوتہادونگا۔ اگرچہ یہہ خط ٹیپو سلطان
پاس نہین پہونچا تہا مگر اون فرانسیسون کو یقین دلاتی ہے کہ بوناپارٹ نے لشکر ہندوستان
کو روانہ کیا ہے اور وہ عنقریب آنیوالا ہے اور وہ اسی انتظار مین بیٹہا ہوا آنکہین لگی ہین ٹہکا یا لکہا آخر کو
لارڈ کے خط کا جواب بہی مشرقی تحریر کے طور کا القاب و آداب بہت لمبا چوڑا اور مطلب بہت تہوڑا
یہہ لکہا کہ میری عادت شکار کہیلنے کی ہے مین شکار کو جاتا ہون اب میجر ڈیوٹن کو تنہا یا تہوڑی
آدمیون کے ہمراہ بہیجدیجئے۔

(۱۳) اسوقت ٹیپو سلطان جو چال چلا تہی چلا وہ یہہ نہ سمجہا کہ کس صاحب تدبیر و شمشیر سے
پالا پڑا ہے اوسکے آگے یہہ دم دہوکا [illegible] کیا خاک سرسبز ہونگے اس [illegible] سے کیا
فائدہ اوٹہے گا لارڈ ولزلی نے اپنا مقصد کرلیا کہ ایک ہی لڑائی مین تمام کام سلطان کا تمام کیجئے
اور دار الخلافہ سری رنگ پٹن کو لے لیجئے یہی دار السلطنت اوس کا سرمایہ ناز اور افتخار
ہے اور اوسکے استحکام پر اوسکو گہمنڈ ہے۔ یہی سلطان کی ساری سلطنت کی جان ہے اور اوسکا

لے لینا سلطان کو بے جان بناتا تہا۔ برخلاف اور قلعون کے یہہ قلعہ جون سے نومبر تک ممتنع الوصول تہا۔ اسکا سبب یہہ
تہا کہ وہ ایک جزیرہ مین واقع تہا۔ اس موسم مین جزیرہ کے گرد دریاے **کاویری** کی طغیانی خود ایک قلعہ
خدا آفرین بن جاتی تہی یہہ وہان کسی کا پہونچنا مشکل تہا۔ پس اگر وہ اس موسم سے پہلے نہ فتح ہو تو دوسری لشکر کشی بیفائدہ
تہی اور دوسرے موسم کے لئے خرچ لشکر کشی کی زیر باری جدا تہی۔ اسلئے شروع سال کا ایک ایک دن گنا جاتا تہا
اب گورنر جنرل نے اپنے خط مورخہ ۴ جنوری ۱۷۹۹ء کے جواب کا انتظار نہ کیا۔ اور ۳ فروری کو حکم دیدیا کہ جنرل **ہیرس** کے
ساتہہ انگریزی سپاہ اور **میر عالم** کے ساتہہ نظام کی سپاہ فوراً میسور کو چلی جائے۔ کیونکہ اتنے دنون تک جو
وہان سے کچہہ جواب آیا اس سے یہان خیال پیدا ہوا کہ باوجود جواب کی جلد لکہنے کی تاکید کے اسکا کچہہ اثر
نہین ہوا۔ یہہ امر گستاخی اور چالبازی سے خالی نہین۔ جب وہ گستاخانہ جواب ۱۳ فروری
کو آیا جو اوپر بیان ہوا تو لارڈ **ولزلی** نے کہا کہ میجر **ڈیوٹن** کی سفارت کی اب ضرورت نہین۔ مگر اب
جنرل **ہیرس** جو سپاہ کو لیکر سب سے پہلے روانہ ہوئے تہے اختیار ہے کہ وہ اگر ضرورت جانے تو **ٹیپو** سلطان
کے کسی سفیر کی باتین سن لے۔ کیا تعجب کا مقام ہے کہ چہہ مہینہ پہلے کیا بے سامانی تہی کہ گورنمنٹ مدراس نے
لکہا تہا کہ آٹہہ ہزار آدمیون سے زیادہ لشکر جمع نہین ہوسکتا۔ اور یہہ سپاہ اسقدر بہی نہین ہے کہ اگر سلطان ٹیپو
حملہ کرے تو کرناٹک کی بہی حفاظت کر سکے۔ مگر یہہ گورنر جنرل کے حسن تدبیر اور دانش اور فرزانگی کا۔ اور
کرنیل **ولزلی** کا حسن اہتمام اور لارڈ **کلائو** گورنر مدراس کے تنسیق مہام کا کارنامہ ہے کہ ایک لشکر
۲۰۸۰۲ سپاہیون کا آراستہ اور پیراستہ **ویلور** مین ہو گیا۔ اور اسمین چہہ ہزار گورے تہے۔ اور ۱۰۴
توپیں بہم اور ۱۰۴ توپین میدانی تہین اور ہیرا سپرا اور لشکر نظام کا اضافہ تہا اسمین دس ہزار
سوار اور دس ہزار پیادے تہے۔ اور ان پیادون مین سے ۳۶۰۰ وہ سپاہی تہے جنکو **ریمنڈ** فرانسیسی
نے قواعد سکہائی تہی۔ اور اس سپاہ نظام کا افسر کرنیل **ولزلی** اور کپتان **مالکم** تہے۔ اسلئے اب کی دفعہ
نظام کا لشکر حقیقت مین لشکر تہا۔ لارڈ **کورنوالس** کے عہد کی طرح وہ نام کا لشکر نہ تہا۔ اور اوسنے اسوقت
بڑے بڑے کام کئے جتنے افسر اس سپاہ مین تہے سوار ایک کے سب پہلے میسور کی لڑائی مین شریک تہے جنرل ہیرس
صاحب خود بہی ان مقامون سے واقف تہے۔ لارڈ **ولزلی** اسوقت سلطان کو ایسا ہی حقیقت جانتا تہا

یہہ ملک ایسا تہا کہ جنرل سٹوورٹ نے اپنے لشکر کو چار حصون مین تقسیم کردیا تہا وہ جدا جدا سفر کرتا تہا تب جنرل سٹوورٹ اور جرنیل ہارٹلی کے سپاہیون کے درمیان جنہین دس میل کا فاصلہ تہا کہ سلطان نے ان دونون کے بیچ مین اپنا لشکر ڈالدیا ساحل ملیبار پر جرنیل ہارٹلی کا نام بڑا مشہور تہا اوسنے اور کرنیل مونٹرسنور سے نے چہہ گہنٹہ تک اوسکا سخت مقابلہ کیا - اور جسوقت اون پاس فقط ایک کارتوس رہ گیا تہا تو جرنیل سٹوورٹ بہی عین ضرورت کے وقت آن پہونچا اور اوسنے آتے ہی لڑائی کا فیصلہ کردیا ٹیپو سلطان منہ کی کہا کر اور دو ہزار آدمیون کو میدان جنگ مین قتل کراکے جنگل مین چلا گیا - انگریزون کے بہی ۱۴۳ آدمی ضائع ہوئے جنرل ہیرس کی سپاہ مع لشکر نظام کے ۵ مارچ کو دشمن کی سرحد پر قدم رکہا - اوسکے ساتہہ قلعہ شکن توپین بہاری بہاری تہین - اور بہیر بنگاہ بہت کچہہ تہا - نظام کے لشکر کا سامان بہت تہا - بنجارون کی بہیڑ بہاڑ جدا تہی غرضکہ بڑی مشکل اور جر ثقیل سے لشکر ہر روز پانچ میل چلتا تہا - اور قحط بہی دو چار منزل پیچہے ہی اوسکے ساتہہ ساتہہ چلا آتا تہا - اگر سلطان مین دسان باقی ہوتے تو وہ اپنے سوارون سے ان بنجارون کی خبر لیتا - وہ ایسے پراگندہ اور منتشر تہے کہ انگریزی لشکر اوسکا کچہہ انتظام اور علاج ہی نہین کرسکتا تہا -

غرضکہ رسد لشکر کے سفر کی مانع ہوتی اور برسات کا موسم آجاتا جسمین لشکر کا سفر دشوار ہوجاتا اور لارڈ کورنوالس کی مراجعت کا سا حال ہوجاتا جب سلطان جنرل سٹوورٹ سے شکست کہا کر اپنی دار السلطنت مین آگیا ہے تو اوسنے اب ارادہ کیا کہ جنرل ہیرس کے لشکر پر حملہ اسسے پہلے کرون کہ بمبئی کا لشکر اوسسے شامل ہو بنگلور پر جنرل ہیرس کا لشکر ۱۵ مارچ کو پہونچا تہا بنگلور سے سری رنگ پٹن کو تین رستے جاتے تہے جس راہ پر جنرل ہیرس چلا وہ سلطان کو نہین معلوم تہی - اسلئے راہ وسط پر سلطان چلا مگر جب اوسکو معلوم ہوا کہ جنرل ہیرس کا لشکر کس رستہ پر گیا ہے تو وہ اودہر کو روانہ ہوا - اور اس جنوبی راہ مین وہ بہت جگہ انگریزی لشکر کو روک سکتا تہا - اور اوسنے ایک عمدہ مقام اوسکے روکنے کے واسطے تجویز کیا مگر تعجب ہے کہ اوسے چہوڑ کر ملاولی سے دو میل پر لڑنے کا ارادہ کیا - جہان انگریزون کو اپنی سپاہ کے لیے بہت سی آڑین مل گئین - ۲۷ مارچ کو سلطان کے لشکر کی

کہ سلطان آدھا ملک و ام کے لئے سرکار انگریزی کے ہواخواہوں کو دیدیں اور دو کروڑ روپیہ لڑائی کے خرچ کا
ادا کریں۔ فرانسیسوں کی دوستی سے ہمیشہ دست بردار ہوں اور انکے ایک ایک متنفس کو اپنے ہاں سے موقوف
کردیں۔ اور اپنے چار بیٹے اور چار سپہ سالار اول میں ہمارے ہاں بھیجدیں اور یہہ بھی لکہا کہ یہ شرطیں
چوبیس گھنٹے میں منظور کرنی ہونگی۔ اور اول کے آٹھوں آدمی اور ایک کروڑ روپیہ ۴۸ گھنٹے میں
بھیجنا ہوگا ٹیپو نے اسوقت بھی اپنی آفتونکو نہ سمجھا۔ آٹھہ دن تک کچھہ جواب نہ دیا اور یہہ کہا کہ ان شرائط
کے ساتھہ کافروں کے ماتحت رہ کر جینا مرنے سے بدتر ہے عزت سے مرنا ذلت کے ساتھہ جینے سے ہزار درجہ
بہتر ہے۔ ۱۴ اپریل ۹۹ء کو انگریزی لشکر میں یہہ معلوم ہوا کہ چاول معلوم نہیں کون اڑا کر لے گیا
کہ اٹھارہ دن کا کہانا سپاہیوں کے واسطے بشرطیکہ وہ اپنی خوراک آدہی کہائیں باقی رہ گیا اسسے
بڑی کہلبلی اور ناامیدی لشکر میں مچی۔ اسلئے اور بھی فتح کرنے کی جلدی مچی۔ اور چاروں طرف سے
مورچے قلعہ کے گرد لوں کا مینہہ برسانا شروع کیا اور دشمنوں کو وہ مورچے لینے پڑے جو فصیل سے چار سو گز پر
تھے۔ آگے بڑہتے بڑہتے ۲۴ کو فصیل سے ڈہائی سو گز کا فاصلہ باقی رہ گیا۔ آخر کو ۲۸ اپریل کو سلطان نے
چاہا کہ اس طوفان بلا کو سر سے ٹالے چنانچہ جنرل ہیرس کو لکہا کہ شرطیں جو آپنے پیش کی ہیں وہ بہت
غور طلب ہیں سفیروں کی وساطت بغیر طے نہیں ہوسکتیں میں عنقریب دو سفیر آپ پاس بھیجتا ہوں
جو کچھہ کہنا ہوگا وہ زبانی عرض کرینگے۔ مگر ایسے وقت کون ان فقروں کو سنتا تہا۔ ابواب مراسلت
مسدود۔ مداخل مخالفت مفتوح تہی۔ جنرل ہیرس نے جواب دیا کہ جو شرائط صلح پیش کی گئیں ہیں
انمیں ایک لفظ بھی نہ بدلا جائیگا۔ اسلئے سفیروں کا بھیجنا بیفائدہ ہے۔ اور اونسے ہم کچھہ بات نہ کرینگے
جب تک اول اور روپیہ نہیں بہیجتے بہیجدو گے۔ غرض اسوقت لارڈ ولزلی نے اپنی لشکر کی
سپاہی کو دیکھہ کر بالکل یہی ارادہ کرلیا تہا کہ سلطان کا نام و نشان مٹا دیں۔ یورش اور زیادہ کیا
اور پہنچانے لگا کہ اور مورچے شہر کے لینے کے لئے باندہے ۳ مئی کو فصیل کو اتنا توڑ ہو گیا کہ لشکر اوسکے اندر
چلا جائے ۴ مئی کو مورچوں میں لشکر تیار ہوا ٹھیک دوپہر کو جسوقت ہندوستانی سویا کرتے ہیں یا پینک کے
خمار میں ہوتے ہیں حملہ کیا۔ اسوقت سب سے زیادہ خطرناک کام جرنیل بیرڈ کو سوالہ ہوا تہا۔ کرنل شیربروک

ہوش افزا کو نہ پہونچے۔ مگر اونکے مرنیکی خبر گئی۔ اوسوقت ہوش آیا ہائے وائے مچائی کہ کیا میرا جوانمرد
بہادر مارا گیا ہے۔ جبکہ سپاہ سلطان پاس نہین اوسکو تیار کرکے وہ خود اوس مشرقی دروازہ کی طرف چلا جہان
انگریزون نے یہہ ٹہرایا تہا کہ اوسکے دونو طرف سے آدہی آدہی فصیل پر لشکر قبضہ کرتے ہوئے آئین اور ملجائین
یہان انگریزی کچہہ عمدہ سپہ سالاری کا کام نہین کیا اور کوئی جوہر سپہ گری نہ ظاہر کیا جیسے اوسپاہی بندوقین
مارتے تہے وہ بہی دشمنون پر گولیان چلاتا رہا۔ اب جنرل بیرڈ کے لشکر نے دہاوا کیا۔ اور آفتاب کی طرح نصف النہار
پر اپنے چہرہ روشن کو فصیل پر چڑہ کر دکہایا۔ اور انگلستان کا نام روشن کر دیا۔ پہر کیا تہا سارا لشکر چڑہ گیا
مشرقی دروازہ پر سلطان کی جانثار سپاہیون نے جان نثاری کی سلطان کے پہلو مین ایک گولی آ کر لگی اور
اوسکے ساتہہ ایک ور زخم لگا پہر گہوڑا زخمی ہوکر مرا سر پر سے پگڑی اوڑ گئی۔ اسوقت اوسکے بعض نمک
شناس و جان نثار ملازم اوسکو پالکی مین ڈال لے چلے۔ مگر کشتون کے پشتون نے پالکی کے پائے پکڑ کر
اوسکو چلنے نہ دیا۔ راہ مین انگریزی سپاہیون سے دوچار ہونا پڑا۔ ایک سپاہی نے جو اسکے قبضہ شمشیر کو
مرصع دیکہکر اوسپر ہاتہہ ڈالا سلطان نے پیش قبض اوسکے مارا۔ اوسنے جہنجہلا کر سلطان کے گولی ایسی ماری
کہ وہ بہی کشتہ ہوکر مردون مین شامل ہوا۔

(۱۵) اب جنرل بیرڈ کا لشکر سلطان کے محل کی طرف چلا۔ اور میجر املیٹ ایک دیوار پر جو ناتمام ٹوٹی تہی
چڑہا۔ اور علم امن و امان اوسکے ہاتہہ مین تہا پہر وہان اوسکو ایک کمرہ مین لوگ لیگئے جہان سلطان کے
دونو بیٹے ایک عجیب حیرانی اور پریشانی کے عالم مین بیٹہے تہے۔ میجر صاحب نے اونکی اور اونکے ملازمون کی تشفی
اور تسلی دی اور کہا کہ کوئی محل خطر نہین ہے اگر تم محل کے اندر سے اپنے باپ کو لا کر حوالہ کر دو۔ اسپر اونہون نے
کہا کہ سلطان یہان محل مین نہین ہے۔ پہر اوسنے یہہ کہا کہ باہر کا دروازہ کہولو کہ ہمین سپاہ ظفر پناہ داخل ہو
ات کو باستکراہ اونہون نے مان لیا۔ اب یہہ دونو لڑکے جنرل بیرڈ کے پاس بلائے گئے۔ اور وہ اونہی
نہ کمال مہربانی سے اوسکے ساتہہ پیش آیا۔ اب جنرل صاحب سلطان کی تلاش مین تمام محلات
ڈہونڈہتے پہرتے تہے کہ وہ اوس دروازہ پر پہونچے جسکو جنگ نے مسلخ قصاب بنا رکہا تہا۔ رات
علین جلا کر مردون کی لاشین جدا جدا دیکہی جاتی تہین۔ ایک پالکی مین ایک زخمی پڑا تہا

اور سپاہی آقا کی لاش کا پتا بتایا تو وہ بعد تلاش ملی۔ پہر نہایت اعزاز اور احترام سے حمید رعلی کی قبر کے برابر
سلطان دفن ہوا۔ اسوقت جو انگریزوں نے مروت اور انسانیت و آدمیت ہمدردی سلطان کے اہل و عیال
کے ساتھہ برتی ہے وہ ایسی ہے کہ انسان اپنی انسانیت پر افتخار کرے تو بجا ہے وہ ایک انسانیت کا کام تہا کہ جسکو
انسان ہمیشہ خیال کر کے مسرور ہوگا۔ غور کا مقام ہے کہ اس قلعہ کا فتح کرنیوالا وہ جوانمرد بیرڈ تہا جو سلطان کی
قید میں تین برس تک زنجیروں کی کشاکش میں رہا تہا۔ سپاہ گورہ وہ تہی کہ جو اس انتقام کے جوش میں بہری
ہوئی تہی کہ سلطان نے تمام انگریز قیدیوں کو اس حملے سے کچہہ قبل قتل کروا دیا تہا۔ سلطان وہ تہا کہ جسکی نفرت
قلبی انگریزوں کے ساتھہ ضرب المثل تہی۔ انسان کا کوئی جذبہ انتقام سے زیادہ زبردست نہیں ہے۔ وہ شاید اوس
کا موقعہ [illegible] اتنا جوش میں نہیں آتا جیسا کہ لڑائی میں وہی سبب اور نتیجہ جنگ ہوتا ہے۔ جسوقت دشمن کو
کوئی مغلوب کر لے تو اوسوقت انتقام اپنی ادمیت دکہاتا ہے اسکا مقتضا یہہ ہوتا ہے کہ اوسکو پامال کر دے۔ اگر کسی
دشمن کو ہم اپنے انتقام و ہمت کے تیر کا شکار بنانا چاہیں اور اوسکو بلندی سے گرا کر خاک مذلت پر لائیں اور اوسکی
قوت کو توڑ کر ضعیف کر دیں تو اوسکا ایک [illegible] سا حال ہو جائیگا کہ خود ہم اوسکو دیکہنے سے [illegible] یا پیر سے
بچا کر اوسکے حال زار پر دو چار آنسو بہا دیں۔ اوس پر یہہ کہنا کوئی بڑی نیکی انسان کی نہیں بلکہ وہ نیکی
جس پر انسان کو اپنی مخلوقات میں اشرف ہونیکا افتخار ہے وہ ہے کہ جسوقت نفس امارہ کا شیر اغراض نفسانی کی دہار میں آئے
تو اوسکے غصہ کو اوتاریں اور دبائیں شجاعت اور جوانمردی اسکا نام ہے کہ ایسے وقت میں نفس کشی کو کام میں
لائیں سو اسوقت انگریزوں نے یہہ نفس کشی کی یہہ ایک نتیجہ تعلیم ہے۔ غرض چند مہینوں میں وہ دار السلطنت [illegible]
جیسو فتح ہو گیا جسکی حفاظت بیس ہزار سپاہ کرتی تہی اور ۲۸۷ توپیں اور بہت سی [illegible] تہیں اور بہت سا سامان
ضرب و کہانے پینے کا کثرت سے موجود تہا۔ لارڈ ولزلی اور ماہرین فن سپہ گری کی یہہ رائے تہی کہ اگر [illegible]
سپاہ فرانسیسی کسی عمدہ سپہ سالار پاس اس قلعہ میں ہوتی تو قلعہ ایسا مستحکم تہا کہ وہ ہرگز لشکر انگریزی کو
ہوا بہی نہ لگنے دیتے۔ اور اوسکی سرحد پر دشمن کے لشکر کے گرد نہ آنے دیتے۔ بہرحال دار السلطنت کیا فتح ہوا
کا خاندان ہی ختم ہوا۔ اسوقت سلطان کی چہیالیس برس کی عمر تہی۔ [illegible] باپ کی سی لیاقت [illegible]
[illegible] کے باب میں نہ تہیں ہندوستانی کہتے ہیں کہ باپ نے جو کچہہ پیدا کیا تہا بیٹے نے سب لہو و [illegible]

حفاظت مین جان کہوئی مگر سپاہیانہ نہ افسرانہ اور شاہانہ - کوئی دانائی اور لیاقت اور قابلیت اس
لڑائی مین نہ ظاہر ہوئی - وہ اپنی تجربہ کار اور زمانہ دیدہ افسرون کی صلاح اور مشورہ کو نہین مانتا تہا
حجت بدر کہتا تہا اوسنے ستیاناس ملا دیا - اڑتیس برس تک یہہ خاندان بہی اپنا نام ہندوستان مین کر گیا تیس
برس تک دونو باپ بیٹے انگریزون کے جان کے دشمن رہے - اور انگریز بہی اونکا لوہا مان گئے - اور
بہت ڈرتے رہے اور اسی سبب سے اپنی گورنمنٹ کے انتظام کی خوبیان روز بروز بڑہاتے گئے -
حیدر علی سے نفرت تہی انگریزونکو فقط گورنمنٹ مدراس کی حماقت سے پیدا ہوئی تہی - مگر سلطان
عنادیون بڑہا کر اوسکی دل مین کینہ وری اور انتقام جوئی بہری ہوئی تہی - کوئی تمنا دلی اوسے
زیادہ نہ تہی کہ کس طرح انگریزون کو ہندوستان سے دفع کرون اسی شوق مین دیوانہ ہو گیا تہا - اس
ارمان کے پورا کرنیکے لئے اوسنے کیا کیا نہ کیا - ہندوستان مین کسیون سے سازشین کین کابل اور پیرس تک
خاک اوڑائی - مگر کسیطرح بہی آرزو نہ بر آئی - اس ارمان ہی مین جان گنوائی - سلطان کی نفرت انگریزون
کے ساتہہ یونہین ضرب المثل ہو گئی ہے ورنہ سیندہیا اور ہلکر اوس سے زیادہ انگریزون سے نفرت رکہتے تہے
جیسا وہ انگریزون پر تبرا بہیجتا تہا ایسی ہی انگریز اوس پر لعنت بہیجتے تہے - وہ کونسا تولا اور کہتے تہے
سلطان در حقیقت فرزانگی اور دور اندیشی اور عاقبت بینی انگریزونکے مقابلہ کرنیکی نہین رکہتا تہا
بہت چالاک اور تیز ہوش تہا - اور سلاطین مشرقیہ مین غنیمت تہا - مگر نا معاملہ فہم تہا ایسے کامون کا آغاز
نہ سمجہتا تہا - نہ اسباب دیکہنے کی لیاقت اور نہ اوسکے نتایج سمجہنے کی قابلیت رکہتا تہا - اوسمین یہہ استعداد
نہ تہی کہ دس پانچ مقدمات کو ملا کر اوسکا نتیجہ نکال سکے وہ صرف ایک بات پر توجہ کرتا تہا اور باقی کسی اور
طرف [illegible] کرتا تہا ہر بات کی ایک پہلو پر جم جاتا تہا پہر اور پہلوؤن کی طرف نظر اوٹہا کر نہین
دیکہتا - کیسے ہی نقصان ہون اوسکے دل مین یہہ بات ٹہن گئی تہی کہ انگریزون نے
[illegible] مال کر دیا اور سلطنت چہین لینے کا عزم مصمم کر لیا - وہ کسی طور سے ٹالی نہین ٹلتا -
سلطان [illegible] ظاہری تعلیم پائی تہی کہ عمر کے ساتہ اوسکی بد رائیان بڑہتی گئین ۱۷۹۲ء مین جو ملک اوسکے ہاتہ سے گیا تہا
[illegible] کی ہی سہی عقل کو اور بہی ڈبو دیا - کہان کہان انگریزون کے باہر نکالنے کی تحریک پیغام سلام

تمام بازار کہل گئے اور اجناس تجارت کی آمد و رفت کو رونق ہوگئی۔ بازار مین اسقدر ہجوم آدمیون کا ہوتا تہا
کہ کہوے سے کہوا چہلتا تہا۔ غرض جو طوفان تغیر کے ایسی حالتون مین برپا ہوا کرتا ہے وہ تہم گیا۔ اسلطان کو
اپنی شجاعت پر نخوت تہی۔ قلعہ کی حصار اور استواری پر افتخار تہا۔ محافظت ایزدی کا بہروسا تہا۔ اسلئے
اوسنے کوئی چیز قلعہ سے اپنی جدا نہین کی سارا خزانہ دولت نشب اوسی مین رہنے دیا۔ جب انگریزون کا قبضہ
اوسپر ہوگیا تو اونہون نے محل سلطنت پر سپاہیون کی دست درازی نہونے دی۔ اسلئے سارا مال و اسباب امانت کا
امانت ہاتہہ لگا۔ ایک تنکا ضائع نہونے پایا۔ تقسیم اسباب غنیمت کی یہہ تہی ۹۲۹ توپین جنمین سے ۲۸۷
قلعہ پر چڑہی ہوئی تہین۔ ایک لاکہہ بندوقین اور کاربین اور تلوارین ہزارون۔ گولے بارود کے ڈہیر کے ڈہیر
جواہر ایک کروڑ دس لاکہہ روپیہ کے۔ یہہ تو سب کچہہ تہا ہی مگر سب سے زیادہ عمدہ چیز جو انگریزون کے ہاتہہ لگی وہ
کتب خانہ سلطانی تہا۔ گو اوسمین کتابین بہت عمدہ نہین مگر اوسکے اندر وہ سب تحریرات اور نوشتے موجود
تہے جو امورات ملکی مین لکہے گئے تہے۔ اور اوسے لارڈ ولزلی کو کمال خوشی ہوئی کہ اب اونکو تحریری شہادت
اس امر کی ہاتہہ مین آگئی کہ ٹیپو سلطان نے کیا کیا کارستانیان انگریزون کے استیصال کرنے مین کی تہین
لارڈ صاحب کو خوف تہا کہ اگر یہہ ثبوت نہ پہونچتا تو ولایت مین یہہ میری جنگ باوجود فتحیابی کے اونکو پسند خاطر
نہ آتی جنکو مین چاہتا تہا کہ پسند آئے۔ اب ان کاغذات کو دیکہئے تو مورشس مین قاصدون کے جانیکا
حال ایسہ ہوگیا کہ ۱۷۹۷ع مین منگلور مین فرانسیسی ریپو کا جہاز شکستہ ہوکر پہونچا۔ اوسکو یہان سے
آدمی سری رنگاپٹن مین لے گئے۔ یہان وہ بعض اپنے ہم وطنون سے جو منصب دار کہلاتے تہے ملا۔ یہہ
شخص ایسا جاہل تہا کہ اپنی زبان کے ہجے بہی تک نہین کر سکتا تہا۔ ۲۳ مئی ۱۷۹۷ع کو جو خط اوسنے لکہا ہے
اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سارے بڑے کامون کے کرنیکے لئے آمادہ تہا یہانتک کہ اپنے ہموطنون پر تہمت لگانے مین بہی
اوسکو عذر نہ تہا۔ وہ ساری مکاری اور عیاری اس کام کے لئے کام مین لایا کہ مین سلطان تک پہونچون
اوسنے بیان کیا کہ انگریزون پر ہندوستان مین حملہ کرنیکی آتش شوق ہی گورنمنٹ فرانس کے سینہ مین
نہین مشتعل ہو رہی ہے بلکہ وہ حملہ کرنیکے لئے آمادہ بیٹہی ہے اور بہت سی سپاہ اوسنے جزائر فرانس مین بہیجدی
ہے اور اب وہ اسکی منتظر بیٹہی ہے کہ سلطان میسور اوسکا قدیمی رفیق اور دوست کیا معاضدت و مساعدت

رقم مختصر تھی کہ گورنر جنرل نے مع کونسل کے بغیر ولایت کی منظوری کے سپاہ کو حکم دیدیا کہ روپیہ تقسیم کرلین
ولایت مین بھی یہہ حکم لارڈ ولزلی کا منظور ہوگیا اور اوسکی ذات خاص کے واسطے حکم آیا کہ تاج
جو قلعہ مین ہاتھہ آیا تھا اور وہ سرکار کمپنی ہی کی ملک ہی تھا اوسکی قیمت سے دس لاکھہ روپیہ وہ اپنے
کارنمایان کی صلہ مین لے لے - مگر اس حقدار نیک اطوار اور والا تبار نے اوس روپیہ کے لینے سے انکار کردیا اسپر اہل
ولایت نے پچاس ہزار روپیہ سالانہ بیس برس تک اونکا مقرر کردیا - جنرل ہیرس نے اپنی حرص و ہوس سے
اپنے حصہ سے بھی دو چند تیرہ لاکھہ روپیہ لے لیا اور افسرون نے بھی یہی کام کیا - اس نامناسب تقسیم غنائم سے
بہت سے مستحق اپنے حق سے محروم رہے - آخر کو دیوانی عدالت مین اسکا مقدمہ ولایت مین دائر ہوا جسمین
بعض کی نیک نامی پر بدنامی کا داغ لگا - اور اونکی فتح کی عزت مین بٹا آیا - جب انگریزون کو فتح حاصل
ہوگئی تو وہ اب کل سلطنت میسور کے مالک ہوگئے - چاہتے تو شیر کا سا حصہ لے سکتے تھے - مگر سرکار کی ہمیشہ سے
یہہ تدبیر چلی آتی تھی کہ جہانتک ہوسکے اونکی وسعت سلطنت ہندوستانی رئیسون پر نہ ظاہر ہو کہ جس سے
اونکے دلمین حسد اور رشک کی آگ بھڑکے اور ناحق کی تکلیفات اوٹھانی پڑین - اس سبب سے گورنر
جنرل کو تقسیم ملک مین وقت آ پڑی - اب ملک کی محبت کا تقاضا یہہ تھا کہ سارا ملک اپنے ہی
پاس رکھیئے - پہر یہہ اندیشہ تھا کہ اس سے نظام اور مرہٹون کے دل ناراض ہونگے تو اونسے اور لڑائی لڑنی
پڑیگی اگر اوسکو برابر ہم اور نظام تقسیم کرلیتے ہین تو حسد کا رہ مرہٹون کے تن بدن مین پتنگے لگ جاینگے
سوا اسکے نظام اپنے ملک کا خود انتظام اچھی طرح نہین کرسکتا تھا - جسقدر اور ملک اوسکو دیدیا جائیگا
تو کیسی نظم و نسق کریگا - دوسرا اوسکا کام بھی لڑائی مین آدھا نہ تھا کہ آدھا ملک پاجاتا - پیشوا کو
جسنے لڑائی مین ذرا بھی امداد نہین کی اور کوئی تکلیف و مضرت نہین اوٹھائی کچھہ ملک اوسکو دیدیا
جاتا تو یہی نامناسب ہے اور ایسی سلطنت کو قوی کرنا ہے جس سے وفاداری کی امید کوئی نہین ہے - اور
دوستون کی دوستی کو بے قدر کرنا ہے - سرکشی کرنیوالے اور تماشا دیکھنے والے دوست برابر ہوجاتے
ہین اسلیئے لارڈ ولزلی نے اس تقسیم ممالک مین اپنی حکمت اور فطرت کو دکھادیا - یہہ تمکو یاد ہوگا
کہ میسور مین پہلے راجہ راج کرتے تھے اونہین کو سلطنت سے محروم کرکے حیدر علی نے سلطنت اپنی جمائی تھی

چار ہزار سوارون سمیت اپنی تئین انگریزون کے حوالہ کر دیا تہا - اور ایک قطعہ ملک ۲۶۳۰۰۰ ستار پیگوڈا یعنی ۱۰۵۲۰۰۰ روپیہ کا پیشوا کے دینے کے لئے بشرطیکہ وہ بعض شرائط کو منظور کرے رکہا گیا - ان شرائط کا ہم آگے ذکر کرینگے - غرض اس تقسیم ملک سے سرکار کمپنی کی قلمرو مین ساحل ملیبار اور جزیرہ نماء دکن کا جنوبی حصہ ساحل سے ساحل تک آگیا - اور اسمین سری رنگ پٹن بہی شامل تہا - اس دار السلطنت کو آب و ہوا کی برائی کے سبب سے چہوڑ دیا - اوسکی آبادی بہی ڈیڑہ لاکہ آدمیونکی سلطان ٹیپو کے وقت مین تہی وہ بہی گہٹکر بارہ ہزار آدمیون کی رہ گئی تہی -

(۱۷) جب سلطان ٹیپو سے لڑائی ختم ہونیکو تہی تو لارڈ ولزلی نے پیشوا کو لکہا تہا کہ عہد نامہ ۱۷۹۲ء کے موافق جو سپاہ سے کمک کرنی اوسپر لازم ہے وہ سپاہ بہیجدے - پیشوا نے ظاہر مین اپنی ممتاز افسر پرشرام کو حکم دیدیا کہ وہ لشکر لیکر انگریزون کے پاس چلا جاے مگر سلطان کے دو سفیر پونہ مین پہونچے اور تیرہ لاکہہ روپیہ کی رشوت باجے راؤ پیشوا کو ایسے چپکے سے دیدی کہ نانا فرنویس کے فرشتونکو بہی خبر نہ ہوئی - اس سبب سے مرہٹون کی سپاہ نے کسی قسم کی استعانت انگریزی سپاہ کی معرکہ جنگ مین نہین کی بلکہ پیشوا اور سیندہیا نے اگر یہہ ارادہ کیا کہ نظام کے ملک پر ہاتہہ صاف کیجئے - اس کام کے واسطے اگرچہ ایسا وقت نہین ہاتہہ آیگا خود نظام کی سپاہ اور اوسکے اخلاص مند دوستون یعنی انگریزونکا لشکر سری رنگ پٹن مین سرزنی کر رہا ہے ہین - ۳۰ اپریل ۱۷۹۹ء کو لارڈ ولزلی کو اونکی اس دغا کی منصوبونکی پوری خبر پہونچ گئی اور اونسے جان لیا کہ اب اونسے ضرور بگاڑ ہوگا - مگر ابہی اونکی یہہ تدبیرین اور سازشین پختہ نہ ہونے پائی تہین کہ یکایک اونکے کان مین ہوش باخبر پہونچی کہ سلطان پر چار تکبیر پڑہی گئین اور اوسکی سلطنت بہی ختم ہوئی - باجی راؤ نے ظاہر مین اس فتح انگریزی کی بڑی خوشی منائی سیندہیا نے بہی تہنیت نامہ گورنر جنرل کو بہیجا مگر ساتہہ ہی اوسکے چارون طرف جاسوس بہجوادئے کہ جو سلطان کے پس ماندہ طرفدار باقی ہون اونکو انگریزون سے لڑنے پر اوکسائین - باوجود یہہ سب پاکاریان اور عیاریان گورنر جنرل کو معلوم تہین - مگر اس دانشمند فرزانہ نے پامر صاحب رزیڈنٹ کو لکہا کہ وہ پیشوا سے کہیں کہ اگرچہ اوسکی طرف سے شرائط امداد اور وداد اور لوازم اعانت و اسعاد نہین پوری ہوئین - اور کوئی استحقاق ملک مقبوضہ دشمن تہ پر نہین ہے - مگر پہر بہی ہم اوسکو واسطے

بہالسنی دوخواہ بہت سی شاباش اور تحسین اور آفرین کہو اور بیرلے درجہ کا میر اعزاز اور اکرام کردے ہر صورت
مین مجھے خوشی حاصل ہوگی۔ اسلئی کہ مجھے ہندوستان کی دارائی سے انگریزی دار بہتر معلوم ہوتی ہے۔ مگر جب
اس فتح نمایان کی خبر ولایت مین پہونچی تو پارلیمنٹ نے لارڈ ولزلی اور تمام سپاہ اور افسرون کے نام بڑی
دہوم دہام کی سپاس نامے بہیجے اور کمپنی نے اونکی شائستہ خدمتون پر بہت تحسین و آفرین کی۔ اور بادشاہ انگلستان
کی طرف گورنر جنرل مارکوئیس کا خطاب ملا۔

(۱۸) جو ملک فتح کیے جاتے ہین اونمین اکثر مدتون تک ہنگامہ فساد برپا رہا کرتا ہی مگر میسور مین کرنیل **ولزلی**
رزیڈنٹ مقرر ہوئے تھے۔ اونہون نے اپنی عقل دور اندیش اور فہم رسا سے وہ نظم و نسق ملک کیا کہ کسی مفسد کا
چراغ نہ جلنے دیا۔ مگر ہان **دوندیا کاواگ** نے دند مچایا۔ اوسکا حال یہہ ہے کہ وہ بڑا نامی قزاق تہا۔ وہ ملک
میسور مین ہمیشہ ترکتاز کیا کرتا تہا سلطان نے اوسکو فریب سے گرفتار کرکے **سرنگاپٹن** کے قیدخانہ مین
زنجیرون مین پہنسا رکہا تہا جب انگریزونکی فتح ہوئی تو اور قیدیون کے ساتہہ وہ بہی چہوٹ گیا۔ وہ قفس سے
چہٹتے ہی بلند پروازیان کرنے لگا سلطان کی سپاہ آوارہ کو جمع کرکے اپنی افسری اور امارت کی عمارت
جمائی۔ شمال کی طرف دیہات اور قصبونکا لوٹنا شروع کیا جب وہ اپنی کامون مین کامیاب ہوا تو لوگون کا اوسکے
گرد ازدحام ہوا۔ اوسنے ضلع **بیدنور** پر مع اوسکے قلعون کے قبضہ کرلیا۔ دو انگریزی پلٹنین اسکی فتنہ کو
ٹالنے گئین۔ اونہون نے اوس سے یہہ ضلع چہین لیا اور اوسکو اپنے ملک سے نکال باہر کیا۔ اوسنے پیشوا کی سرحد مین
پہونچایا۔ یہان مرہٹون کے سردارون مین آپس مین نااتفاقی کا بازار گرم ہو رہا تہا اسلئے دوندیا کی اوسکے بن آئی اور
ساتہہ بہت سے اور لٹیرے ہو گئے۔ اس ہزارون کے قافلہ سالار نے اپنا نام شاہ دو جہان رکہا اور بڑے بڑے ارادے کیے یہہ
معلوم ہوتا تہا کہ دکن مین امن امان نہین قائم ہوگا جبتک اوسکا دم باقی رہیگا۔ کرنیل **ولزلی** پہلا ان قزاقونکی
غارتگری کی کتاب کہتا تہا۔ اوسنی گورنر جنرل کو لکہا کہ پہلی اس موذی مار در آستین کا سر کچلنا چاہئے۔ وہان سے
اجازت آگئی جو چاہو سو کرو غرض چار مہینے تک تعاقب و دوڑ کرنیل صاحب سے لگی رہی۔ اس ضلع سے نکالا وہ اوس ضلع مین
چلا گیا۔ آخر گو گہات لگائی لگاتے ۱۰ ستمبر سنہ ۱۸۰۰ کو اوسکو گہیر لیا۔ ہندوستانی اور گورونکی چار رجمنٹون نے اوسکو بالکل شکست دی
اور اوسکے پانچہزار سوارونکو پریشان و منتشر کردیا۔ دوندیا اور بہت سے اوسکے ساتہی لڑائی مین مارے گئے۔ اور جو باقی رہے

نظام کا نام بہی گمنام ہوجاتا - اور آج جو تاتار چین قلیچ خان کی نسل افسر فہرست سلاطین ہند بن رہی ہے نہ رہتی - گو نظام کی سلطنت مین وہ قدرت اور حکومت باقی نہین رہی جو سلطنت مین ہونی چاہیے مگر ہندوستان مین پہر بہی غنیمت ہے - یہہ عہد و پیمان بہی گورنر جنرل کی دانشمندی کی یادگار ہے کہ جسنے اپنی سلطنت کی عظمت بڑہائی اور ایک دوست کی ریاست سبا فوج سے بچائی - اپنے لیے تہوڑے ملک کا نفع حاصل کیا - اور غیرون کو بڑی ملک کا نفع پہونچایا -

تنجور کی ریاست کا جہگڑا

(۴۰) اب دکن کے چند مقدمات باقی ہین جنکا حال ور اب ہم لکہتے ہین - **تلجاجی** راجہ تنجور نے ۱۸۶۲ع مین پر لوک گون کیا - اوسنے مرنے سے پہلے **سر لوجی** کو اپنا متبنی کیا تہا - گورنمنٹ انگریزی اور راجہ کے بہائی **امر سنگہ** کو ولی اور سرپرست مقرر کیا تہا - اب **امر سنگہ** نے اس بچے کو ریاست سے محروم کرنا چاہا - گورنمنٹ انگلشیہ نے اسکا انفصال پنڈتون کے حوالہ کیا - ایک لڑکے اور جوان کا مقدمہ پنڈتون کے روبرو پیش ہوا - اونہون نے سوچ بچار کیا کہ لڑکے کے حق مین جو مستہا دینگے تو ہم کو کیا ہاتہہ لگیگا - اسلیے جوان کے حق مین گدی پر بیٹہنے کا حکم لگا دیا - اپنا ہاتہہ خوب سونے سے گرم ہوا - اس لڑکے **سر لوجی** کے گود لینے پر یہہ تین اعتراض دہرم شاستر کے موافق کیے - اول راجہ نے اوس وقت گود لیا ہے کہ اوسکے ہوش حواس کچہہ پاس نہ تہے - دوم **سر لوجی** کی عمر دس برس سے کم تہی - سوم خود وہ اکلوتا بیٹا تہا - اسلیے راجہ کا سوتیلا بہائی **امر سنگہ** کورٹ ڈائرکٹرز کے حکم کے موافق مسند نشین ریاست ہوا - اب **سر لوجی** کی تعلیم و تربیت سے امر سنگہ نے غفلت کی تو گورنمنٹ نے اوسکو بہیت مدراس مین بلالیا اور پادری شوارٹز اوسکو تعلیم کرتے تہے اونکی حسن تعلیم سے اس راجہ مین حسن اخلاق اور اطوار نیک نے جلوہ دکہایا - اور اوسنے کبہی ریاست کے دعوی سے ہاتہہ نہ اوٹہایا - اور **سر لوجی** کی نیک کرداری نے بہی جلوہ دکہایا - اور دہر **امیر سنگہ** کی زشت کاری نے رنگ دکہایا - اسلیے یہہ ہر دو فرزند محبوب و رہیہ برا و رہیہ بہلا سب کے نزدیک ٹہرا - **سر جان شور** کے زمانہ مین یہہ مقدمہ پیش ہوا - اونہون نے بنگالہ اور دکن کے پنڈتون سے بیوستہا طلب کیا - پنڈتون نے کہدیا کہ دہرم شاستر کے انوسار کچہہ **سر لوجی** کے گود لینے مین چوک نہین ہے - پہلے اعتراض کا جواب تو یہہ پنڈتون نے دیا کہ راجہ کا بے حواس ہونا ثابت نہین اور اور اعتراض جو عمر

پھر ۱۷۳۲ء میں مرہٹوں نے دست درازی اوسپر کی اور بہت سا علاقہ اوسکا لے لیا۔ جب نواب کی آمدنی کم ہوئی
تو اوسنے بیڑے کا خرچ کم کردیا۔ اسپر شیدیوں نے بغاوت کی اور زبردستی نواب سے بعض اضلاع کی محاصل میں سے
اور مال تجارت کے زرمحصول سے بیڑہ کا خرچ لے لیا۔ ۱۷۴۶ء میں نواب تیغ بیگ خان تو مر گئے **صفدر خان**
نواب **سورت** ہوئے اور اونکے بیٹے **وقار علی** قلعہ دار۔ پھر کسی شہر والے نے ریاست کے لئے جھگڑا کیا۔ وہ **داماجی**
گائکوار کو ملک دیکے خود نواب بنا۔ پھر **پیشوا** کی چوتھ کی پیچ کرلی۔ غرض اس طرح سے ملک کی آمدنی روز بروز گھٹتی گئی
۱۷۵۸ء میں **شیدیوں** نے کچھ انگریزوں سے جھگڑا کیا جب اوسکی بازپرس نواب سے کی گئی تو یہ عہدنامہ ۴ مارچ ۱۷۵۹ء میں
ہوگیا کہ انگریز نواب کا نائب اپنی مرضی سے کسی شخص کو مقرر کیا کریں اور شیدی قلعہ و بیڑا اونکے حوالہ کریں اور انگریز
دو لاکھ روپیہ سالانہ اونکی حفاظت اور حراست کا لیا کریں۔ بادشاہ دہلی نے بھی اس عہدنامہ کی تصدیق کردی اور انگریزوں کو
سند دیدی۔ اب نواب ۱۷۹۲ء میں مر گیا۔ **بمبئی** کی گورنمنٹ کی استعانت سے اوسکا بیٹا مسند نشین ہوا
۱۷۵۹ء سے نیابت نواب کا عہدہ موقوف ہوا۔ ۱۷۹۹ء میں ایک اور نواب مسند نشین ہوا۔ قلعہ **سورت**
کی حفاظت کا خرچ ہمیشہ آمدنی سے زیادہ ہوتا تھا۔ اور نواب سے بہت اس معاملہ میں جھگڑے ہوئے مگر خرچ کا پورا
کسی طور سے نہ ہوا۔ انگریزوں کو کیا ضرور تھا کہ وہ روپیہ کسی اور ملک سے لاتے اور اس ملک کی حفاظت کا
خرچ اوٹھاتے۔ **لورڈ ولزلی** کے عہد میں ۱۷۹۹ء میں نواب سے بڑی مشکل سے زیادہ محصول دینے پر مستعد ہوئے
تھے کہ ہنوز ابھی عہدنامہ پر دستخط نہ کئے تھے کہ نواب کا دفتر حیات ہی الٹ گیا۔ ایک ننھا سا لڑکا چھوڑا وہ بھی چند
ہفتہ میں آغوش لحد میں سو یا۔ بھائی اوسکا مدعی ریاست ہوا۔ گو بادشاہ دہلی کی طرف سے **سورت**
کی حکمرانی کا استحقاق نواب اور سرکار کو یکساں تھا۔ مگر قاعدہ ہے کہ جب دو آدمی ایک شے کا استحقاق مساوی
رکھیں تو جو اون میں سے زور آور ہوتا ہے وہ غالب ہو جاتا ہے اور دوسرا مغلوب۔ اب سلطنت انگلشیہ کو
وہ سطوت اور صولت حاصل ہوگئی تھی کہ بغیر اوسکی مرضی کے کوئی مسند ریاست کی طرف رخ نہیں
کر سکتا تھا وارث ریاست سے کہا گیا کہ مسند پر بیٹھنا جب نصیب ہوگا کہ تمام ملک کا انتظام سرکار کمپنی کو دو
۔ نواب نے اس درخواست کو منظور کرتے ہوئے گھبرایا اور اوسنے کہا کہ اس سے میری بڑی تذلیل اہل
اسلام میں ہوگی کہ میں نے وہ مقام جو ہندوستانی حاجیوں کے واسطے باب مکہ کہلاتا ہے غیر مذہب والوں کو دیدیا

مگر یہی مغز نواب کی سمجھہ مین کچھہ نہ آیا کہ کوئی نیک صلاح کیا صلاح دیتا ہے۔ نواب کے
گرد تو اوریہی لوگ جمع تھے وہ خودغرض تیرہ تدبیر بھلا نواب کو کب شرائط جدیدہ کو ماننے دیتے تھے۔ ابتو نواب نے
گستاخی یہانتک بنادیا کہ اوسنے کہدیا کہ سرکار کمپنی کو ملک کرناٹک کی آمدنی سے سروکار کیا ہے۔
اور بہرہ باغ کو یہہ جرٔت ہی کہ انگریزوں سے کہا کہ جو ملک فتح کیا ہے اونمین سے حصہ دلائیے۔ اسلیئے
عہد پیمان کا باب تو بند ہوا۔ مگر ۱۷۹۲ء کے عہدنامے کے موافق تعلق پر ایام جنگ مین گورنر جنرل کو اختیار تھا
کہ تمام ملک کرناٹک کے انتظام کو اپنے ہاتھہ مین لیلے اور پانچوان حصہ آمدنی کا نواب کو دلائے۔
جب سلطان ٹیپو سے لڑائی ہونے کو ہتی تو کورٹ ڈائرکٹرز نے گورنمنٹ انڈیا کو ہدایت کی کہ وہ ملک
کرناٹک پر اپنا قبضہ و تصرف کرلے۔ اور جبتک وسکو چھوڑیے کہ ہم کوئی اور حکم اوسکی نسبت بھیجین
۔ مگر لورڈ ولزلی نے یہہ مروت اور فتوت اسوقت کی کہ سارا ملک نہین لیا اور نواب سے یہہ درخواست
کی کہ مصارف جنگ کے واسطے تین لاکھہ پگوڈا دیدے نواب نے اقرار اس روپیہ کے دینے کا کرلیا۔ مگر اوسکا کچھہ
لحاظ اور پاس نہ کیا اور اس عہد کو پورا نہ کیا۔ اگر بنگال سے خزانہ نہ آجاتا تو اوسکے اس اقرار کے بہروسہ
پر آمادگی اسباب جنگ مین بڑا فتور پڑجاتا۔ اسپر بہی لارڈ ولزلی نے یہہ عنایت کی کہ نواب سے یہہ کہا
جسقدر روپیہ کہ وہ اپنے ملک کی حفاظت کیواسطے دیتا ہے اوتنا ہی آمدنی کا ملک وہ سرکار کمپنی کو دیدے
آئندہ پہر کچھہ اوس سے مطالبہ سرکار نکریگی اور سرکار کے عمدہ انتظام سے جو اس ملک کی آمدنی مین
افزائش ہوگی وہ بہی نواب کو دیدی جائیگی۔ سوا اسکے دو کروڑ روپیہ جو سرکار کے قرض دینے ہین
اونکے لینے مین بہی بہت رعایت کیجائیگی۔ مگر نواب معلوم نہین کس نشہ مین مست تہا کہ اوسنے اس
عنایت اور رعایت کو نہ سمجہا۔ اُسنے اس سے بہی انکار کردیا اور گورنر جنرل پر عتاب کیا کہ جب روپیہ قسط
بقسط پہونچے جاتا ہے تو آپ سے اِسکی درخواست کرنے کے کیا معنی ہین۔ یہہ قسطین سود ہی روپیہ ادا کی جاتی
تہین۔ اور خلاف عہد ملک تنخواہون مین دیا جاتا تہا ۱۷۹۲ء کے عہدنامہ کے موافق نواب ارکاٹ
مجاز نہ تہا کہ کسی سلطنت اور ریاست غیر سے کسی قسم کی خط و کتابت کرسکے۔ جب میسور فتح ہوا تو
دفتر سلطانی مین ایسے [illegible] ہاتہ آئے جن سے یہہ ثابت ہوا کہ نواب محمد علی اور یہہ نواب بہی دونو

التفات کیا۔ وہ باپکے مرنے کے بعد خانہ نشین تھا۔ کوئی اوسکی بات نہین پوچھتا تھا۔ مسند ریاست پر بٹھایا۔
اور تمام ملک **کرناٹک** کا انتظام اپنے ہاتھہ مین لے لیا۔ اور یہہ عہد و پیمان ہوا کہ نواب کو پانچوان حصہ آمدنی ملک کا دیا جائیگا
۔ نواب کے باقی رشتہ دارون کے لئے وظیفے معقول تجویز کیے جائینگے۔ اور جو نواب کا قرض ہے وہ سرکار کے ذمہ ہوگا۔ غرض **کرناٹک**
بھی ایک ضلع سرکار کمپنی کی عملداری مین ہوگیا۔ بس اب سرکار کی فرمانروائی **دکن** مین پوری ہوگئی۔ سلطان
میسور سے ملک ہاتھہ لگا۔ نظام سے کچھہ ملک لیا۔ **کرناٹک** کو شامل کیا۔ **تنجور** کو ضبط کیا۔ اس سے ایک معقول پریزیڈنسی
مدراس بنگئی۔ آبادی دو کروڑ تیس لاکھہ آدمیونکی ہوگئی۔ لارڈ **ولزلی** نے جو ملک الحاق کیے انکی
آبادی ایک کروڑ اسی لاکھہ آدمیونکی تھی۔ اگرچہ یہہ سارے کام لارڈ **ولزلی** نے گورنمنٹ انگلنڈ کے
حکمون کے خلاف کیے تھے۔ مگر اسوقت سب انکو جبار کیا دیتے تھے اور ان کامون پر تحسین و آفرین کرتے تھے
کاغذات جو سلطان **ٹیپو** کے دفتر سے انگریزونکے ہاتھہ آئے اور اسکی تحقیقات کرنل **کلوز** اور **وب صاحب** نے
کی اور اسکا نتیجہ جو کچھہ ہوا اور بیان ہوا اوسکی نسبت محققین کی مختلف رائین ہین۔ مگر اسپر سب متفق القول ہین کہ یہہ کہنا کہ
لارڈ **ولزلی** نے ان کاغذات کو بنایا اور شہادت دروغ کو پیدا کیا۔ چاند پر خاک ڈالنی ہے۔ ایسے ستودہ صفات
اور نیکذات کی نسبت ایسی بدگمانی ایسا گناہ ہے کہ توبہ سے بھی معاف نہین ہوسکتا۔ شائستگی تہذیب تعلیم فلسفیت
یورپ مین ایسی پھیل گئی ہے کہ اگر ایسے کاغذات کے جعلی بنانے سے اور ایسی شہادت دروغ کی تصنع سے ایک سلطنت
بھی ہاتھہ لگے تو وہ لوگ اسپر تف بھی نکرین۔ مگر اخلاق ملکداری مین ترقی ایسی پیچ پیچ ہوتی ہے کہ ہم یہہ
نہین کہہ سکتے کہ اسکے اندر جعلسازی عنقا ہوگئی ہے۔ اور شہادت دروغ تو بیک منہ سے اڑکر بالکل چھچھڑے ہوکر
اڑ گئی ہے۔ مگر انگلش گورنمنٹ کی نسبت تو وہم بھی نہین ہوسکتا کہ اسنے اس کام مین جعل کیا ہو اور شہادت
بنائی ہو۔ اسکو ضرورت بھی اسکی نہ تھی اسلئے کہ اصلی کاغذات اور شہادت خواہ کیسی ہی ہوتی اوس سے جو
سرکار کا مقصود تھا وہ حاصل تھا۔ اب ان کاغذات کی اصل یہہ ہے کہ **مدراس** مین **ٹیپو سلطان** کے دو لڑکے
جب اول مین رہتے تھے تو انکی ملازمت مین دو وکیل **غلام علیخان** اور **علی رضا خان** بھی تھے۔
کبھی انکی ملاقاتین نواب سے چھپ چھپا کے ہو جاتی تھین۔ نواب کبھی ان لڑکون سے ملتا تھا۔ اور پیار محبت کی
باتین انسے کیا کرتا تھا۔ یہہ وکیل ان باتون کو جو ملاقات مین ہوتی تھین سلطان کو لکھہ بھیجا کرتے تھے۔

-اب کورٹ ڈائرکٹرز یہ کہہ لکہا کہ نواب **محمد علی خان** نے مجرمانہ خط و کتابت سلطان کے ساتھہ خلاف
عہد و پیمان کے کرکے اپنے تمام حقوق کو باطل کر دیا - اگر وہ زندہ ہوتا تو اس جرم کی سزا پاتا - اور اُسکے
بیٹے نے بہی (جو باپ ہی کے عہد و پیمان کے موافق مسند نشین ریاست ہوا تہا) ایسا ہی کیا - پس اسلئے ملک
کرناٹک ضبط کرنا عین انصاف ہے - اب گفتگو یہہ ہے کہ کیا نواب کو استحقاق سلطنت انگریزونکے کسی عہد نامہ
کے سبب سے پیدا ہوا تہا کہ وہ اُسکے ٹوٹ جانے سے سلطنت کا مستحق نہین رہا - ابتدا مین تو انگریز اُسیکو کرناٹک
کی سلطنت کا مستحق سمجہتے تہے اور اسی بنا پر برسون فرانسیسون سے معرکہ آرائی کیا کئے - اگر عہد شکنی ہی معزولی
بادشاہ اور اُسکی سلطنت کی ضبطی کا سبب ہو اکرے تو اور بادشاہونکی تمام سلطنتین ہندوستانمین کیونکر ضبط
ضبط کرسکتی ہے - کورٹ ڈائرکٹرز نے پہلے کہا تہا کہ نواب نے جو ملک سرکار کے قرض ادا کرنے کی واسطے
تجویز کیا تہا اور اُسکے لئے قول و قسم ہوئی تہی کہ وہ قرض مین بطور تنخواہ نہین دئے جائینگے اُسپر عمل نہین کیا
تو اس عہد شکنی پر کورٹ ڈائرکٹرز نے گورنمنٹ کو اُسوقت نہین لکہا کہ نواب کو معزول کردو - اور ملک کو
ضبط کرلو - اصول عامہ یہہ ہین کہ جب سلاطین مین عہد و پیمان اور قول قسم ہون اور اُنمین سے ایک
عہد شکنی کرے تو دوسرے سلطان پر یہہ واجب نہین ہوتا کہ عہد شکن بادشاہ کو معزول کرے اور
اُسکی سلطنت ضبط کرلے - بلکہ اوسکا حال اور تعلق باہم وہ ہوجاتا ہے جو پہلے اونمین ہوتا ہے -
اگر لڑائی بہی شروع ہو تو بہی کچہہ ضرور نہین ہوتا کہ عہد شکن سلطان معزول ہو اور سلطنت اوسکی
ضبط ہو بلکہ لڑائی وہانتک ہوتی ہی کہ دوسرے سلطان کو اپنی سلامتی سلطنت کا کچہہ خوف نرہے اور عہد شکنی
کی تلافی ہوجائے - مگر اب بحث اسمین ہے کہ اس اصول عامہ کا مورد معاملہ **کرناٹک** تہا
یا نہین جو لکہتے ہین نہین - وہ یہہ استدلال کرتے ہین کہ نواب **محمد علی** کوئی آزاد بادشاہ
نہ تہا - پہلے وہ صوبہ **دکن** کا ماتحت تہا اب سرکار کمپنی کا تابع تہا - اگر سرکار اُسکے سرپر ہاتہہ دہرتی
تو وہ اب تک دشمنونکی ٹہوکرونمین پامال ہوگیا ہوتا - ملک **کرناٹک** کی یہہ خوش نصیبی تہی کہ
اُسمین وبا بدنظمی کی جسمین سرکار کمپنی کا داہنا ہاتہہ بہی انتظام ملکی مین فالج زدہ ہو رہا تہا
اب صحیح اور تندرست ہوگیا - اور اوسنے ایک خلق خدا کو ظالم کے ظلمون سے اور جفاکارون کے جورون سے بچایا

زمیندار جارج ملکم کے گھر میں برومی سنہ ۱۷۶۹ء میں پیدا ہوئے - لڑکپن میں شوخ مزاجی
اُنپر ختم تھی - اونکے دو بھائی اور سرکار کمپنی کے ملازم تھے - بارہ ۱۲ برس کی عمر میں ایک شخص کی
سفارش سے کورٹ ڈائرکٹرز کے روبرو نوکری کے لئے پیش کئے گئے - جب اونسے کورٹ نے کہا
کہ میاں لڑکے اگر حیدر علی سے تمہاری مٹ بھیڑ آن پڑے تو تم کیا کرو گے - اوسنے اوسکا
جواب بیدھڑک یہہ دیا کہ میان سے کرچ نکالونگا اور اوسکی گردن اڑا دونگا - یہہ جواب سنکر سب
دنگ ہو گئے اور سمجھ گئے کہ وہ بیشک سپاہ میں بھرتی ہونے کے قابل ہے - اُسکو سپاہ میں بھرتی
کرلیا - اور وہ سنہ ۱۷۸۳ء میں ہندوستان میں آگیا - یہاں آتی ہی ہندوستان کی ہوا لگی اور
بخشش دولت ہونے لگی - یہانتک قرضداری کی نوبت پہونچی - مگر پھر کچھ سمجھ آگئی - پرانا قرض اتار دیا
نیا قرض نہ لیا - بعد اسکے فضول خرچی واوباشی سے ایسی توبہ کی کہ پھر عمر بھر اوسکو نہ توڑا - ہندوستان میں آتے ہی
اوسکو شوق عربی - فارسی پڑھنے کا یہاں کے لوگوں کی زبان سیکھنے کا اور ہندوستان کے حالات لکھنے کا ہوا
- جو کچھ احوال ملک اور اوضاع اہل ملک اوسکو تحقیق ہوئے وہ ہمیشہ اونکو قلمبند کرتا رہا - نوجوانی میں یہہ رائے
صائب لکھی کہ جن فرنگیوں کو اہل ہند سے کسی طرح کا تعلق اور لگاؤ ہے اُنکو ہمیشہ اس قاعدہ کا پابند رہنا چاہئے
کہ اپنی مطلب آری اور کارروائی کی لئے مکر فریب نکریں - اور ٹیڑھی ترچھی چالیں نہ چلیں - اور سب
چھوٹے بڑے معاملوں میں اپنے قول و عہد کا پاس رکھیں - اگر اس سیدھی راہ پر چلینگے تو غالب ہونگے
اگر خوشامد یا مکاری ہندو مسلمانوں کے ساتھہ . ذریعہ ٹھرائینگے تو ہرگز نہ جیتینگے اور ہمیشہ مغلوب رہینگے
- اوسکو بڑا شوق تہا کہ میں اہل قلم میں نوکر ہو جاؤں - اس شوق میں وہ صبر سے حصول مدعا کا
انتظار دیکھتا تہا - سنہ ۱۷۹۲ء میں وہ سری رنگپٹن میں تہا کہ گورنر جنرل نے اوسکو یاد کیا - اور جو فوج
نظام کی سپاہ کی ساتہہ ٹیپو سلطان سے لڑنے گئی تہی اوسمیں فارسی ترجمان مقرر کیا - اوسکے سوا
کوئی افسر اس کام کے لائق نہ تہا - جب اوسنے اس ترقی کے زینہ پر پہلی ہی سیڑھی پر قدم رکھا تہا
کہ علالت مزاج نے اوسکو ولایت کا سفر کرایا - وہاں اوسکے دوست اور عزیز اس جوان رعنا
کو دیکھکر باغ باغ ہو گئے - اور سکی پاکیزہ صورت ایک ایک کے جی میں کھبی جاتی تہی خوش بیانی

ملک پر حملا آور ہا ملز یا اوسکے اسباب حرب وضرب میں معاونت کرینگے۔ بعد اسکے فرانسیسیون کی نسبت یہہ شرط لکہی گئی کہ اگر فرانسیس مملکت ایران مین اپنا قدم جمانا چاہینگے تو اہل فارس اور انگریز دونو ملکر اونکو نکال دینگے اور شاہ فارس فرانسیسیون یا فرنگستان کے کسی اور قوم کو جو اوس سے اتحاد رکہتی ہے اپنے علاقہ مین نہ تو کوئی قلعہ بنانے دیگا نہ بڑہنے دیگا۔ مگر یہہ عہدنامے کچہہ عمل کرنے کے لئے نہین لکہے گئے یوہنین شاعرانہ دل لگی تہی اس سفارت مین جتنا خرچ ہوا اوتنا اوس سے فائدہ نہ ہوا تجارت فارس تو محض ایک خیالی چیز تہی تجربہ سے ثابت ہوچکا تہا کہ اوس سے کچہہ فائدہ نہین ہان یہہ فائدہ ضرور ہوا کہ شاہ فارس سے میل جول خوب ہوگیا اور کسی اہل یورپ کے حملہ کا ہندوستان پر شاہ فارس کے ملک مین سے ہوکر جاتا رہا۔ جس شان سے یہہ سفیر پاکیزہ صورت اور نیک سیرت گیا اوس سے انگریزی شان وشکوہ کا نقش ضرور ایرانیون پر ہوا۔ پانچ سو آدمی اوس کے ساتہہ تہے۔ تحفے تحائف ہندوستان اور انگلستان کے اوسکے ساتہہ بڑی قیمتی اور عمدہ تہے۔ ایک سے ایک زیادہ گران مایہ اور افضل تہا۔ اگرچہ شاہ ایران بہی اون جواہرات مین مرصع بنے ہوئے بیٹہے تہے جو نادرشاہ یہان سے لے گیا تہا۔ مگر ان تحائف کا رنگ دیکہہ کر وہ بہی دنگ ہوگیا۔ اور اس بات کا نقش اوس کے دل پہ ہوگیا کہ ہندوستان کے یہہ فرمان روا بڑے دولتمند ہین اور اوس کے سفیر جان ملکم رستم سے کم نہین۔ اس سفارت کے کام کی بڑی شہرت ہوتی اگر جان ملکم کسی حکمت سے خرچ سفارت کو وصول کرلاتے۔

(۲۴) بعد فتح سری رنگ پٹن لارڈ ولزلی نے ڈنداس صاحب بورڈ کنٹرول کو لکہا کہ میرا ارادہ ہے کہ مین ہندوستان سے سپاہ بہیجون اور آپ ادہر سے سپاہ بہیجئے تاکہ اہل فرانس کو مصر سے دونو ملکر نکال دین مگر اس کا جواب سات مہینے تک کچہہ نہ آیا۔ اوس وقت ایسا ہی ڈاک کا انتظام تہا۔ اس سبب سے لارڈ صاحب نے سیلون

اس حکم کی ہان تو اور بہی زیادہ تعمیل چاہیئے تہی جہان انگلستان سے زیادہ بعد تہا۔ غرض اسوقت میر بحر
رینیر نے سرکار کے گورنر کے حکم کو ذلیل سمجھہ کر اپنے منصب کے فرض وقت کو ادا نہ کیا اور اوسکا نتیجہ
یہہ ہوا کہ جزائر مز کو ریہ مہم کا عزم لارڈ ولزلی نے اس سبب سے ملتوی کر دیا کہ بغیر جہازون اور بیڑے کے
کچہہ ہو نہین سکتا تہا۔ وہ آٹھہ برس تک ور اہل فرانس کے قبضہ مین رہی۔ اور تجارت کی حارج رہی
اور دو کروڑ روپیہ کا اور نقصان ہوا۔ فقط میر بحر کی نا معاملہ فہمی ور نادانی نے یہہ نتایج بد دکہاے
تاکہ پہر ایسی حماقت سے یہہ نقصان اور زیان نہ پہنچے۔ پارلیمنٹ نے ایکٹ جاری کر دیا کہ بادشاہی جہازون کے
کارخانے تمام ساری فوج سمیت ماتحت گورنر جنرل ہند کے شرق مین رہے۔

(۲۵) اب آخر کار لارڈ ولزلی کے پاس ولایت سے مراسلہ آیا کہ سر رلیف ابیر کرومبی پندرہ ہزار
سپاہ لیکر ترکون کی سپاہ کے ساتہہ مصر کو فرانسیسون کے نکالنے کے لیئے گیا ہے۔ مناسب ہے کہ تم ہندوستانی
لشکر سے اوسکی کمک کرو۔ پس جو بیڑا ٹرنکومالی مین تہا اوسکو بحر قلزم کی طرف سفر کا حکم ہوا۔
اور اوسکے ساتہہ بمبئی کی سپاہ مین سے ایک لشکر چار ہزار گورون کا اور پانچہزار ہندوستانیون کا جنہونے خود
جانا قبول کیا روانہ کیا۔ جنرل بیرڈ اوسکی سپاہ کے سالار ہوے۔ گورنر جنرل نے ارشاد کیا کہ جنرل صاحب کی ذہانت
اور شجاعت کے واسطے کوئی اسسے زیادہ بڑہ کر دوسرا سری رنگ پٹن مین نہین پیش کر سکتا
بحر قلزم پر کوسیر پر لشکر پہونچا۔ اور صحراے نیل مین ایک سو بیس میل سپاہ راہ بیرہ مین چلا۔ اور
۲۷ اگست سنہ ۱۸۰۱ کو بحیرہ رومہ کے کنارہ پر پہنچا۔ مگر فقط اوسکی دہوم دہام نے اور انگلستان سے جو افسر آیا تہا
اوسکی چابکدستی اور قوت بازو نے اہل فرانس کو مجبور کیا کہ اونہون نے اپنے تئین انگریزون کے حوالہ کر دیا
ہندوستان کے یون تو بہت واقعات ہین کہ جنمین تفریح افسانہ موجود ہے۔ مگر یہہ اونمین بہی عجیب غریب ہے
کہ گنگا کے کنارہ سے دریاے نیل کے کنارہ پر سپاہ فرعون کی ملک مین قیصر کے قدم بقدم ایک انگریزی افسر
کے ماتحت جاے۔ اٹلی کے پرانے آزمودہ کار سپاہیون سے جو فرعون بن رہے ہون لڑنے جاے۔ جب
فرانس کی سپاہ نے مصر مین اپنے تئین حوالہ کر دیا ہے تو ایک مہینہ کے اندر لارڈ کورنوالس سابق
گورنر جنرل ہند اور فرانس کے درمیان امینس مین مقدمات صلح طے ہو گئے تہے کورٹ ڈائرکٹرز نے

مالگذاری ہین وہ ظلم وستم ہوتا تہا کہ خدا کی پناہ مگر پہر بہی سرکار کمپنی کے زرموعود کا پورا نہ پڑتا تہا
ہمیشہ باقیات رہتی تہین۔ عدالت اور انصاف کو چراغ لیکر سارے ملک مین ڈہونڈہئے تو کہین اوسکا
سُراغ نہ پائیے۔ فوج کو دیکہئے تو بہوکی ننگی خوگیر کی بہرتی۔ غریبون کو ستانے اپنے ہی آقا کو دہمکانے
میدان جنگ مین کبہی نہ جانے۔ اور جو جائے تو نامرد ہاتہی بنجائے۔ دشمن سامنے آئے تو اوسکو پیٹ
نظر آئے۔ جب ہندوستانی سرکارونکا ادبار آتا ہے تو یہہ برائیان اونمین ہوا کرتی ہین مگر اودہ مین
ایک ورطرہ اوسپر یہہ چڑہا کہ بعض فرنگیون نے یہان اپنا جدا ہی فرنگی محل ملک کے اوجاڑنیکے لئے
آباد کیا۔ یہہ سارے فرنگی بندۂ زر اپنے قوم مین بدنام برادری سے باہر تہے۔ بگڑی ہوئی ہندوستانی
ریاستین اونکے لئے کان زر تہین۔ لباس وصورت فرنگستانی کے سبب سے اونکے پوبارہ ہوتے تہے اور
سب اونکے آگے مات ہوتے تہے۔ پہر ایسی ہندوستانی سرکارونمین ملک اودہ سب سے زیادہ تو کہین اپنی جوہر
لیاقت دکہانیکا موقع اور نہ تہا۔ اونکی بدگہری کے خریدار تو یہین کچہ جوہری تہے۔ ہندوستانیون
کی زشت کاری کے چہرہ پر جب فرنگستانی غازہ ملا گیا تو کچہہ اوسکا اور ہی روپ ہوگیا۔ الماس علی
خان نے اپنی الماس کاری سے اور ہی اوسکو رونق دیدی۔ اوسکو بڑا اقتدار اور اختیار حاصل
تہا۔ بندہ سے خداوند ہوگیا تہا۔ اوسکا لوہا سب مانتے تہے۔ وہ سب کے لئے سونلش الماس تہا۔ غرض یہہ
معاملات ایسے پیش آئے کہ لارڈ ولزلی پر واجب و فرض ہوا کہ وہ اپنی توجہ عالی کو اسطرف
مشغول کرین۔ چہہ مہینہ کے بعد کلکتہ مین آنے سے اونہون نے رزیڈنٹ لکہنؤ کو لکہا کہ مہمات دکن کے
سبب سے مجہکو لکہنؤ مین آنے کی فرصت نہین ملی اور نہ مجہہ ایسی فراغت نصیب ہوئی کہ مین اپنے دل
وجان سے بالکل توجہ نواب اودہ کی اصلاح معاملات پر کرتا۔ اب مین تمکو دو تین باتین لکہتا ہون
جب تمکو موقع ملے اونکی اصلاح اور انتظام کی طرف کمال جد وجہد کرو۔ جب کبہی الماس علیخان مرے
تو تم اسمین کوشش کرنا کہ سرجان شور کے عہدنامہ مین جو زرموعود ٹہرا ہے اوسکی اصلاح ہو اور الماس علی
خان کو جو اختیارات دوآبہ مین حاصل تہے وہ سرکار کمپنی کو حاصل ہوجائین اور اوسکے عوض مین زر
موعود مین تخفیف کیجائے۔ اوسکے مرنے کے وقت تو تم یہہ سمجہنا چاہئے کہ اگر کوئی دوسرا

سردار اور امیر نزدیک و دور ہیں آپ کی معزولی پر رات دن روتے ہیں۔ بہت سی زمیندار ایسی تہے کہ وہ وزیر علی کے روزگار کی تاک میں کمین لگائے ہوئے تہے وہ اونکے نوکر ہو گئے۔ بعض ایسے
جو سعادت علیخان کے خراج کی زیادہ ستانی سے عاجز تہے وہ بہی اوس پاس آ گئے۔ بالا بالا ایک وکیل
کو نوکر رکہکر زمان شاہ والی کابل پاس بہیجا۔ معلوم نہیں اون دو چار مفلوک معلون نے جو
خرچہ سرپیخوانی اور بدمعاش شہر کے لئے روز بہو پر پڑے رہتے تہے کیا اونسے لکہوا کر بہیجوایا غرض انکا
اسسے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ اوسکا ارادہ تہا کہ جب سپاہ انگریزی فاصلہ بعید پر زمان شاہ سے لڑنے
جائی تو وہ یہاں ہنگامہ فتنہ پردازی برپا کرے۔ بدمعاش صاحبون نے اوسکو یہہ سمجہایا کہ آپ ایسے
شاہزادے ہیں کہ جسکو چاہے مار ڈالیں کوئی آپ سے باز پرس نہیں کر سکتا۔ اور آپ پر کوئی ہاتہہ نہیں
ڈال سکتا۔ اس سبب سے کئی دفعہ شہر میں اوسنے شورش برپا کی۔ غرض ان وجوہات سے نواب سعادت علیخان
نے درخواست کی کہ وہ بنارس سے کہیں اور بہیجدیا جائی۔ گورنر جنرل نے بہی اسکو مصلحت
سمجہا اور چیری صاحب ریزیڈنٹ بنارس کو لکہا کہ وہ وزیر علی کو سمجہا دے کہ وہ کلکتہ کے قرب وجوار
میں سکونت اختیار کرے۔ اوسکا اعزاز و اکرام بدستور باقی رہیگا۔ سوا تغیر مسکن کے کوئی اور تبدیل
اوسکی حالت میں نہو گا۔ صاحب موصوف ہمیشہ سے وزیر علی کے خیرخواہ تہے اونہون نے یہہ حکم گورنر جنرل کا
اوسکو سنا دیا جسکے سبب سے وہ صاحب موصوف کا دل سے دشمن ہو گیا۔ وزیر علی کو یہہ حکم ناگوار ہوا صاحب موصوف
نے سمجہایا کہ آپ کلکتہ تشریف لیجانے نہیں گویا کہ قبر میں گئے حکم کی منسوخی کے واسطے اوسنے بہت ہاتہہ پیر مارے مگر
جب کچہہ نہوا اور بالکل مایوسی ہوئی تو وہ ۱۴ جنوری ۱۷۹۹ع کو صبح ریزیڈنٹ کی کوٹہی پر جو شہر بنارس سے
باہر تہی گیا۔ دوستانہ موافق دستور کے ملاقات ہوئی چاہ پی گئی۔ پہر اوسنے اس حکم کی شکایت کا
دفتر کہولا۔ بیان کرتا جاتا تہا۔ مزاج اوسکا بگڑتا جاتا تہا۔ اور غصہ پر غصہ چلا آتا تہا جب وہ بہت گرم
اور گستاخ ہوا تو چیری صاحب نے نہایت نرمی سے اس ملک الموت سے فرمایا آپ مجہپر کیون عتاب فرماتے
ہیں یہہ لارڈ صاحب کا حکم ہے مجہے اوسکی تعمیل واجب ہے یہہ سنکر ظالم اوٹہہ بیٹہا اور ایک تلوار لگائی
یہہ دیکہتے ہی اور نوکر جو اس اشارہ پر لگے ہوئے تہے تلواریں لیکر اوس مظلوم پر گر پڑے اور ان قصائیون نے

نواب کو اوسے اطلاع دو۔ اور سمجہاؤ کہ زمان شاہ دریاے سندہ سے پار آگیا ہی وہ ضرور اودہ پر حملہ کریگا
روہیلے اودہ کی بغل مین بیٹھے ہین ضرور اونکے ہم قومونکی ساتہہ شریک ہونگے اب امن کے زمانہ مین ایسی تدبیر کرو
کہ جیسے یہہ خوف جاتا رہی سپاہ کے کارخانون کی خرابیونکا نواب خود مقر تہا۔ یہہ سپاہ نکمی ہی نہ تہی بلکہ
اندیشناک بہی تہی جسوقت انگریزی سپاہ کو سرحد پر ایک ہیبت ناک کام کرنیکے لیئے جانیکی ضرورت
ہوئی تو اسکی حاجت پڑی کہ ایک حصہ اوسکا نواب کی جان کی حفاظت کے واسطے لکہنؤ مین
بہی چہوڑا جائے کہ وہ اوسکی خود سپاہ کی شورش کو نہ ہونے دے۔ پس ان واقعات سے صاف یہہ نتیجہ
نکلتا تہا کہ نواب کے ملک کی حفاظت باہر کے حملونسے اور ملک کا اندرونی امن امان یون ہی حاصل
ہوسکتا ہے کہ یہہ بیکار سپاہ کم کردی جائے جسکی تنخواہ نواب کے خزانہ سے ملے۔ اس معاملہ کی خط وکتابت
مین کچہہ التوا اس سبب سے ہوا کہ لمسڈن صاحب ریذیڈنٹ نے استعفا دیدیا تہا اور کرنل سکوٹ
صاحب انکی جگہ مقرر ہوکر آئے تہے۔ اور وہ ایک چٹہی کونسل کے وائس پریزیڈنٹ سر الورڈ
کلارک صاحب کی نواب کے نام لیگئے تہے جسمین اصلاح سپاہ کی طرف متوجہ ہونیکی ضرورت کی وجوہات
لکہی ہوئی تہین۔ اتفاق سے اس چٹہی کے پیش کرنیکا یہہ موقع خوب ملا کہ نواب نے ریذیڈنٹ سے
بعض اپنی سپاہ کے پلٹنون کی بغاوت کی شکایت کی تہی۔ اوسکو نواب نے پڑہا اور جو کچہہ اصلاح سپاہ
کے باب مین لکہا تہا اوسکو پسند کیا۔ اوسپر ریذیڈنٹ نے عرض کیا کہ حضور اس معاملہ کو بہت جلد
طے فرمائین۔ اور سپاہ کی قسم اور تعداد اور خرچ جو حضور کو منظور ہوا اوس کا پورا پورا حال لکہکر
مرحمت فرمائین۔ مگر بیس روز کا عرصہ گذر گیا کہ نواب نے کچہہ خبر نہ لی۔ ریذیڈنٹ کا جب تقاضا ہوا
تو اس معاملہ پر مباحثہ کرنیکے لیئے ایک دن تجویز ہوا۔ مشرقی ادب کا قاعدہ ہے کہ جب بڑے کوئی بات کہتے
ہین تو چہوٹے صاف انکار اوسکے قبول کرنے مین نہین کرتے ہین۔ نواب نے بہی اپنے مطلب کو
لباس نیازمندی مین یون ادا کیا کہ جو تدبیر میرے سامنے پیش کی گئی ہے اوسکی تعمیل ممکن تو ہے
مگر مجہے یقین ہے کہ اوسکی تکمیل میری مرضی کے موافق ہوگی۔ سوا اوسکے اونسے یہہ بہی کہا کہ میرا
ارادہ ہے کہ ایک بات کی درخواست کرون جسمین میرا بہی آرام ہے۔ میری رعایا کی بہی آسائش ہے

میری سلطنت کی بھی بہبودی اور فلاح ہے۔ مگر میں اوس بات کا اتا پتا بھی نہیں بتلاؤنگا جب تک گورنر جنرل
سے میری ملاقات (جسکی توقع جلد ہی لکھنؤ میں ہوگی) یا تو اس راز سربستہ کو اونکے سامنے کہولونگا۔ یا
اوس وقت کہ کوئی رزیڈنٹ کے نام اوس میرے منصوبے کی تعمیل کا حکم آئیگا غرض یہ ایک پہیلی سی کہدی
جسکو کوئی بوجھ نہیں سکتا تہا۔ ہر چند رزیڈنٹ نے اوسکا حال دریافت کیا مگر کچھ نہ بتلایا اور ایک
دوسرا روز اوس ملاقات کے واسطے ٹہرایا۔ اور کہا کہ میں ایک یادداشت لکھکر پیش کرونگا۔ مگر جب ملاقات
ہوئی تو وہی باتیں تہیں جو اول روز ہوئیں۔ اب رزیڈنٹ نے بدلائل نواب کے سامنے اس امر کو
بیان کیا کہ جو منصوبہ مخفی آپکے دل میں ہے اگر اوس سے اصلاح سپاہ موقوف کی جائے تو بہت عرصہ اوس میں
لگے گا۔ اوس منصوبہ کا لکہنا دو باتوں پر موقوف ہے کیا تو گورنر جنرل سے ملاقات ہو سو وہ ابھی ہوگی
نہیں۔ یا گورنر جنرل اوس آپکے منصوبے کی تعمیل کے لئے کوئی اپنا نائب مقرر کرے یا رزیڈنٹ سے
کہے تو جب تک منصوبہ کا معما کھلے گا نہیں کیسے گورنر جنرل اوسکی تعمیل کے لئے کسی کو اپنی طرف سے
مقرر کریگا۔ اسکے جواب میں نواب چپ تہا۔ یہ ملاقات بہی یونہیں ختم ہوئی کوئی اوسکا ثمرہ
نہ حاصل ہوا۔ اب نواب کے منصوبے کی پہیلی بوجھنے میں لوگوں نے قیاسات اپنے لگائے رزیڈنٹ کا یہ
قیاس دوڑا کہ شاید نواب اپنے تمام وزراء کو موقوف کرنا اور ان عہدوں ہی کو مٹانا چاہتا ہے
اکثر وزراء سرکاری منظوری اور مشورے سے مقرر ہوتے وہ نواب کو خاطر میں نہ لاتے اور اوسکا کہنا
نہ مانتے۔ رزیڈنٹ یہ جو چاہنے لگا تہا آگے یہ سبب بدنظمی کے سابق جیسا بے پروا اضافہ ہوگیا
تہا۔ جب رزیڈنٹ کی اس صورت حال کی عرضداشت گئی گورنر جنرل نے حکم بھیجا کہ حسین رضا
خان وزیر جسے نواب ناراض ہے موقوف کر دیا جاوے اور کوئی دوسرا لائق آدمی جو سرکار کمپنی کی
تدبیر اصلاح سپاہ کا بھی ممد و معاون ہو مقرر کیا جائے۔ رزیڈنٹ نے یہ بھی لکھا کہ تحصیل مال گزاری
میں جو رعایا پہلے جور و ستم ہوتے تھے اوس میں کچھ کمی نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ یہ ہو رہا ہے کہ زمیندار اور
نواب کے درمیان اور واسطہ اور تعین کرکے کہا جاتے ہے اور کچھ نواب کے خزانہ میں اونکو بھیجے
اور [illegible] کے لئے داخل کر دیتے تہے۔ اب اس نواب کے عہد میں یہ فرق ہوگیا ایسا انتظام کا [illegible]

نواب کی جیب خاص مین داخل ہونے لگا تہا - اور کفایت اندیشی اور جزرسی سے خزانہ خانگی مین تہیلیون کا
ڈہیر لگنے لگا ہے - غرض تباہی ملک کی جو اون نوابونکی اسرافی اور کاہلی و عیاشی و اوباشی سے شروع ہوئی وہ
اس نواب کی کفایت شعاری اور جزرسی سے اور بر سر ترقی ہوئی ہے -

سرکار کمپنی نے بعض ہندوستانی سرکارون سے یہہ عہد و پیمان کرلیا تہا کہ اونکے ملک کی محافظت سرکار
کی سپاہ کریگی اور اس خدمت کے عوض مین و رئیس زر مقررہ سالانہ دینگے - اور وعدہ کرلیا تہا کہ اندرونی
انتظام ملکی مین وہ دست اندازی نہ ہوگی - اب یہہ معاملہ نازک ایسا آن کر پڑا کہ سرکار کسی عنوان الزام سے
نہ بچ سکتی تہی - اگر سرکار انتظام ملکی بالکل اختیار مین اون ریاستون کے رئیسون کو سپرد کرتی تو اوسکے
یہہ معنی تہے کہ رعایا کا حال جو جی مین آئے کرو تو سرکار پر یہہ الزام لگایا گیا کہ دیکہو بہیڑون پر بہیڑیے
چہوڑ دیے ہین - بیگناہونکو ظالمون کے پنجے مین پہنسا دیا ہے جن برائیون کا روکنا اوسکا کام تہا اوسمین اوسنے
تائید کی ہے - اور جب سرکار نے احتیاط اور اعتدال کے ساتہ انتظام ملکی مین مداخلت کی اور اوسکو خود لیلیا
تو یہہ کہا کہ دیکہو عہد شکنی کی - اون شخصون کے حق تلف کرکے خود غصب کر لئے - مگر مدبران و منتظمان ملکی جو
اپنی دیانت امانت خلوص صداقت پر اعتماد رکہتے ہین وہ ایسے بد اصل ناسمجہون سے نہین ڈرتے ہین ایسا
اپنی راہ کو کتون کی بہون بہون سے کبہی نہین چہوڑتے ہین وہ اپنا ایمان سے کام کرتے ہین - اور اوسمین ذرا بہی
لغزش و لرزش اس دہیان سے نہین آتی کہ آیا کسی کام کے کرنے سے لوگ ہمکو برا کہینگے یا بہلا کہینگے - جن مدبران
ملکی کو یہہ خیال ہوتا ہے کہ ایسا کام کیجئے کہ جس سے سب ہم کو اچہا کہین وہ ایمان سے ایسی ریاستون کے
معاملات کا تصفیہ نہین کرسکتے تہے - لارڈ ولزلی اس قسم کا مدبر نہ تہا کہ وہ اوپر کی بات کا خیال کرتا - اوسنے
جیسی چالین دیکہین اونکے مناسب کام امانت دیانت خلوص صداقت سے کئے - نیکنامی اور بدنامی کا کچہہ خیال
نہین کیا - اصلاح سپاہ کو وہ اپنے سچے دل سے نیک جانتا تہا اوسکے باب مین بہہ نواب کو اوسنے خط لکہا
(۴) اب نواب اور اوسکی سپاہ کے بعض پلٹنون کے درمیان ایک معاملہ ایسا آن کر پڑا کہ جس سے صاف یہہ
بات کہل گئی کہ نواب اور سپاہ کے درمیان کس قسم کا رشتہ و علاقہ ہے اور باہم ایک دوسرے پر کتنا بہروسا
اور اعتبار ہے ایک پلٹن لکہنؤ مین تہی اوسکو کسی مقام پر بضرورت جانیکا حکم ہوا - اوسنے کہا کہ اگر ہماری

پہر جس بات کا اقرار وہ کرتے ہین اوسکے پورا کرنے کا ذرا نہین خیال کرتے اوسکے لئے عذرات بتصنع و تکلف پیش کرتے ہین۔

جب گورنر جنرل پاس نواب کا وہ جسکا وعدہ تہا نہ پہونچا تو ۹ نومبر ۱۷۹۹ء کو لارڈ ولزلی نے صاف صاف لکہہ بہیجا کہ ضرورتین ایسی داعی ہین کہ جو سپاہ کے انتظام کی تدبیر پیش کی گئی ہین اوس سے نواب کو خوب علم ہوگیا ہے اور اومین آپکو بہی بسبب سانحہ اتفاق ہے بے تامل بہ تعجیل و لی التعجیل کیجائے۔ اس جلدی کی ضرورت یہہ ہے کہ عہدنامہ کے موافق ملک اودہ کی حفاظت تمام دشمنون سے برٹش گورنمنٹ کے ذمہ واجب اور لازم ہے۔ بالفعل جتنی سپاہ انگریزی نواب کے ملک مین ہے وہ غیر کافی ہے۔ اب اودہ ملک پر زمان شاہ یا شاید کسی اور دشمن کا حملہ ہونے والا ہے پس جبتک یہہ اصلاح سپاہ نہ ہوگی کہ سرکاری سپاہ اونکے ملک مین زیادہ ہو اور اوسکی خود سپاہ جو بے ترتیب بے تربیت ہے موقوف ہوگی اور اوسکی تنخواہ کی بچت سے انگریزی لشکر کے خرچ کی تدبیر ہوگی مشکل ہے کہ سرکار کمپنی سپاہ کا انصرام مثل سابق حملہ کی صورت مین کر سکے۔ مین آپکو وہ عمدہ تدبیر بتلاتا ہون کہ جسسے آپکو ہمیشہ ایسی ضرورتون کی حالت مین اپنی سپاہ کی کمک کی حاجت ہی نہ رہی۔ آخر مین خط کے یہہ اور لکہدیا کہ عنقریب نواب کے ملک مین سپاہ کی تقویت کے واسطے ایک حصہ اوس سپاہ کا بہیجا جاتا ہے جو افزائش کے لئے تجویز کی گئی ہے اور باقی سپاہ بعد اوسکے بہیجی جاویگی۔ اب ایک مباحثہ عظیم اسپر یہہ ہے کہ اس افزائش سپاہ کا اختیار گورنر جنرل کو عہدنامہ کے موافق تہا بہی یا نہین بعض اوسکے مخالف نظر کہتے ہین بعض موافق ہم دونو بیان کرتے ہین سابق موافقین کی رائے یہہ ہے کہ گورنر جنرل نے اپنے کام کے انصاف کے موافق ہونیکی دلیل یہہ بیان کردی کہ سرجان شور اور نواب سعادت علیخان کے درمیان جو عہدنامہ لکہا گیا تہا اوسکی ساتوین دفعہ یہہ تہی کہ جب کبہی نواب کو زیادہ سپاہ کی ضرورت ہوگی تو سرکار کمپنی سپاہ زیادہ بہیجدیگی اور اوسکا خرچ نواب کے ذمہ ہوگا۔ اب سوال یہہ ہے کہ اس ضرورت کے وقت کا مجوز کون ہوگا اسکا جواب کہین عہدنامہ مین موجود نہ تہا۔ اب کیا نواب سعادت علیخان اوسکی مجوز ہوتے۔ وہ تو اپنی بات مین ہٹ کا پورا تہا۔ روپیہ کی بچت مین ایسا اندہا تہا کہ ضرورت کا وقت جب

یہہ فرض ہو گیا کہ ایفاء شرائط کے لئی کوئی وجہ ہو تو نواب سی صرف شرائط کو پورا کرائین۔ اور نواب کو
کچھ عذر حیلہ حوالہ اونکو تعمیل مین نہیہ مگر ناحق اور بیوجہ نواب کو دبایا برٹش گورنمنٹ کو بھی ناجائز تھا
دوسرا سوال تحقیق طلب یہہ ہے کہ آیا اسوقت ضرور تہا کہ نواب کو افزائش سپاہ کے لئے مجبور کرین۔
اسکا جواب آسانی سے یہہ دیا جاتا ہے کہ اودہ پہ زمان شاہ حملہ کرنیکو تہا۔ وہ لاہور مین تو آپہنچا
تہا۔ اگرچہ اسوقت وہ اولٹا اپنے وطن کو ضرورت کے سبب سے واپس چلا گیا تہا مگر پہر اوسکا آنا آسان تہا
سیندہیا بھی اودہ کی تاک مین بیٹھا تہا کہ جب موقع ملے تو اوسکے غلہ لگاؤن۔ روہیلے بھی تیار
بیٹھے تھے۔ نواب کے ساری ملک کی رعایا اور سپاہ بگڑی ہوئی بیٹھی تہی اوسے بھی بڑی وقت مین
حملہ کرنے کا اندیشہ لگا ہوا تہا۔ اب نواب کی سپاہ کا حال تم پڑہ ہی چکے ہو۔ اب اگر اور زیادہ حال
معلوم کرنا ہو تو سودا کا قصیدہ پڑہ لو نہین یہہ رپورٹ سر جمیس کرک پاٹرک صاحب جو سپہ سالار انگریزی سپاہ کے
ملک اودہ مین تہی سن لو وہ گورنر جنرل کو لکھتے ہین کہ نواب کی سپاہ کا عدم وجود برابر ہے۔ نواب
سعادت علی کی کفایت شعاری اور کنجوسی نے سپاہ کی صورت منحوس بنا رکھی ہے نہ اوس
پاس ہتیار ہین نہ وردی ہے۔ نہ کوئی توپ ہے۔ جب ایک موقع پر مینے نواب سے وردی اور ہتیار اور
توپین سپاہ کے لئی مانگین تو نواب نے کہا کہ میرے پاس یہہ چیزین فقط اتنی ہین کہ جو سپاہ میری اردلی
مین رہتی ہے اوسکے لئی کافی ہوتی ہین اور زیادہ نہین جو بہیجون۔ غرض نواب کی سپاہ بالکل نکمی
ہے۔ مجھے خوف ہے کہ اگر اس تباہ مزاج سپاہ کا پہلے سی علاج نہو گا تو اوسکی سیہ کاری کا مرض مفرت
رسان ہو جائیگا۔ مین اگر کہین جاؤن اور اس سپاہ کو پیچھے چھوڑ جاؤن تو مجھے اوس سے ایسا
ہی خوف معلوم ہوتا ہے جیسا کوئی قلعہ دشمن کے پاس چھوڑ دینے سے خطر ہوتا ہے۔ پس جب ملک
کی رعایا اور سپاہ کا یہہ حال ہو کہ ایک والی ملک کی جان کو رو رہی ہو اور دوسری اوسکی خون
کی پیاسی ہو۔ اور پہر ادہر زمان شاہ کی حملہ کا اندیشہ ہو جو دلی کے بادشاہ کو بحال کرکے مسلمانون
کی سلطنت جمانے کا ہندوستان مین دل سے ارادہ رکہتا ہو۔ مرہٹون کے ایفاء وعدہ کا اعتبار نہ ہو۔
روہیلے بغلی دشمن موجود ہون۔ پہر کیا ایسے حال مین گورنر جنرل مبارک آباد کے شادیانے بجاتا کہ شمال مغرب

لیپی مخالفون کے حملون کے خوف سے ملک و دہ مین سپاہ گراون کا .خانون کا قائم کرنا جو جنگ کے وقت

ہوتے ہین ایسا بیہودہ کام تہا جیسے انگلستان مین ترکون کے خوف سے یہہ کام کیا جائے بغرض

زمان شاہ کا ڈر کا سعادت علی خان کو دینا ایسا ہی تہا جیسے کوئی بچے کو ہوّے سے ڈراتا

ہے۔ خلاصہ یہہ ہے کہ ایک محققین کے نزدیک وہ امر پیش از مرگ و اویلا تہا و دوسرے نزدیک علاج واقعہ

پیش از وقوع باید کرد پر عمل تہا

(۶) نواب سرکار کے مقاصد اصلی پر پہونچ گیا تہا وہ یہہ جانتا تہا کہ اوسکا مطلب یہہ ہے کہ میری

فوج بالکل تباہ و برباد کردے اور ملک کی حفاظت اپنی سپاہ کے حوالہ کرے بغرض کچھہ اوسکا

دل سلطنت سے ایسا اچہہ گیا تہا کہ وہ رزیڈنٹ سے اشاروں اور کنایون مین ایسی باتین کیا کرتا تہا

کہ جس سے معلوم ہوتا تہا کہ وہ سلطنت کے کام سے برداشتہ خاطر ہے اور اوسکے چھوڑنے کا قصد ہے

باتین تو اوسکی ایسی تہین مگر کام اوسکے ایسے تہے کہ جس سے معلوم ہوتا تہا کہ وہ ہمیشہ لکھنؤ مین

رہنا چاہتا ہے تعمیر عمارت کی تیاریان۔ قوانین سلطنت کے بڑے بڑے مسودے۔ امور خانگی کا نہایت

انتظام۔ آخر دل کی بات نہ چھپ سکی۔ اور ایک دن رزیڈنٹ کے سامنے زبان پر آہی گئی۔ نہ مین

رعایا سے خوش ہون نہ رعایا مجھسے۔ سپاہ میری نہ وفادار ہے نہ فرمانبردار۔ رعایا سپاہ دونو سرکش

اور فساد اندیش اسلئے مجھے سلطنت سے نفرت ہے مین اس بار سلطنت کو سر پر نہیں اوٹہا سکتا۔ اور

خلق جو ودیعت الہی ہے اوسکی خبرگیری اچھی طرح نہین کرسکتا۔ اب مین تو سلطنت چھوڑتا ہون

اور مجھے اسکا یقین ہے کہ سرکار انگلیشیہ میرے بیٹے کو میرا جانشین کرلیگی جسسے میرا نام آئندہ باقی رہیگا

اور میرے خویش و بیگانون کا وظیفہ بہی کردیگی جس سے اونکا گزارہ اچھی طرح ہو سکے گا۔ میرے پاس جو

کچھہ سرمایہ ہے وہ زندگانی بسر کرنے کے لیے کافی ہے۔ مین اوسی ساتھہ لیجاؤنگا جب رزیڈنٹ

نے یہہ باتین سنین تو اوسنے کہا کہ آپ اپنے اس منصوبے کو گورنر جنرل پاس لکھہ کر بہیجدین۔ اوسنے

اوسنے کہا کہ آپ ہی یہہ تکلیف کرین۔ مجھے کسی اور پر اعتبار نہین کہ مین اپنے راز کی باتین اوس سے

کہون بغرض رزیڈنٹ نے یہہ تمام احوال اور گفتگو مین جو ہوئی تہین قلمبند کرکے لارڈ صاحب پاس

مناسب سمجھی نواب کی ملک مین بھیجدی اور نواب کو اطلاع دیدی اسکی جلدی اس سبب سے پڑ رہی تھی
کہ فوج کے سفر کا توشہ نکالا جاتا ہے - اس ترک سلطنت کے منصوبے کے سبب سے نواب کو اطلاع دی گئی کہ جسقدر
افزائش کی سپاہ سرکار کو منظور تھی اوسکا پہلا ڈویژن (غول) نواب کی عملداری مین داخل ہوسکیگا
ہے جہان حکم ہو وہان بھیجا جاے - نواب نے کہا سفر سپاہ مین جب تک توقف فرمائیے کہ مین اپنی سب خواہشونکو
انگلینڈ پیش نکرون - ریزیڈنٹ نے جواب دیا کہ سفر سپاہ مین التوا ناممکن ہے - تمام اوسکی وجوہات حضور کے
گوش گزار ہو چکی ہین - اسکا جواب نواب نے یہہ دیا کہ مین نے افزائش سپاہ کو کبھی منظور نہین کیا - اگر میری
منظوری کی ضرورت نہین تو مجھسے اس بات مین صلاح و مشورہ عبث ہے - پہر اسکا جواب ریزیڈنٹ نے کچھہ
نہین دیا اور باتین ہونے لگین - ۱۵ جنوری سنہ ۱۸۰۰ کو نواب نے ریزیڈنٹ کو لکھا کہ میری اور لارڈ صاحب
کے درمیان جو تحریرات ہوئی ہین اونمین مین نے کبھی یہہ نہین لکھا کہ افزائش سپاہ مجھے منظور ہے
مگر لارڈ صاحب کے منظور ہے یہہ امر ظاہر ہے کہ اونہون نے مجھے لکھا کہ جب تک افزائش سپاہ کا انتظام
نہین کیا جائیگا اوسکے خرچ کے واسطے میری سپاہ کو موقوف کرنیسے روپیہ کا انصرام نہوگا - ابہی میری
فوج بدستور نوکر ہے موقوف نہین ہوئی انگریزی سپاہ میرے ملک مین آموجود ہوئی - اوسکا خرچ کس
کہان سے دیا جائیگا - سردست کوئی اوسکے واسطے سامان نہین سپاہ کا موقوف کرنا کوئی لڑکون کا کھیل نہین
سیکڑون خطرے اوسمین ہوتے ہین - ہزارون آدمی بیکار ہونگے سیکڑون مفسد پردازی پر آمادہ ہونگے
بہت سے بیچارے بیٹھہ کر پیٹ کو رووینگے - مگر مجھکو سب سے زیادہ گورنر جنرل کی ناراضی کا خوف ہے - فقط
اونکی خوشی کے لئے اونکی تجویز کو قبول کرتا ہون قہر درویش برجان درویش - اب مین ان شرائط
کو بیان کرتا ہون جو اس افزائش سپاہ کی باب مین عہدنامہ مین مرقوم ہین - اول شرط یہہ ہے کہ
افزائش سپاہ ایسی کبھی نہین کیجائیگی کہ نواب سے اوسکے خرچ کا بار نہ اوٹھایا جاسکے - دوسرے یہہ کہ سپاہ
زاید کا ایک غول ہوگا اور وہ ہمیشہ ایک جگہ وہان رہیگا جہان زمان شاہ اور اور
دشمنونکے حملہ کو روک سکے گا اور فقط اوسکا یہی کام ہوگا سوم افسران سپاہ کو اختیار نہوگا کہ تحصیل محصول
مین دست اندازی کرین اور کچہہ اور چھوٹی چھوٹی باتین لکھکر یہہ تمسخرانہ فقرہ لکھا کہ مجھے سرکار سے

کچھہ کرسکتا ہون نہ رعایا پر رعب داب بٹھا سکتا ہون - نہ آبائی سلطنت پر حکومت کرسکتا ہون کسی
کام کا نہین رہتا ہون - اسلئے سرکار دولت مدار کی شاہانہ عنایات اور رفعت کا امیدوار یہہ خاکسار
ہمیشہ رہا ہے - کہ جو تدابیر تجویز کی گئی ہین وہ سب موقوف کیجائین -

ان موجبات شکایت کا جواب دینا تو مشکل تہا - مگر محکوم حاکم کی لڑائی تہی محکوم کا کب یہہ منصب تہا
کہ وہ یہہ کہے کہ یہہ ہو اور وہ نہو - زیردست کا بس بردست پر کیا استدلال سے چل سکتا ہے
اسوقت لارڈ **ولزلی** وہی چال چلا اوسنے اس خط کو دیکہکر کہا کہ یہہ تحریر گستاخانہ قابل جواب
نہین - ۱۸ کو سکرٹری سے رزیڈنٹ کو یہہ لکہوایا کہ تمہاری چہٹی کے ساتہہ جو نواب کا خط بجواب
چہٹی گورنر جنرل مورخہ ۵ نومبر کا آیا تہا وہ واپس بہیجا جاتا ہے تم نواب کو وہ دیدو اور ہماری
طرف سے نواب کو یہہ سنادو کہ اوس سرکاری تحریر کے جواب مین جسپر گورنر جنرل کے مہر ثبت ہو جو نواب نے اس دفعہ
طرز تحریر اختیار کی ہے وہ نہایت گستاخانہ اور بیباکانہ ہے سلطنت انگلشیہ کا ادب و تعظیم جو
اوسپر واجب ہے اوس سے اونہون نے باہر قدم رکہا ہے - اسلئے اس خط کی تحریر پر لارڈ صاحب کچھہ توجہ نہین
فرماتے ہین بلکہ اپنی چہٹی مورخہ ۵ نومبر کا جواب مانگتے ہین اگر اب کی دفعہ نواب نے سرکار انگلشیہ کی
عہد شکنی کی اظہار کے واسطے وہی لچر براہین پیش کین اور وہی پہلے خط کی طرز تحریر اختیار کی تو
سرکار کو اس گستاخی کی خبرگیری کرنی پڑیگی - غرض اس چہٹی کا ترجمہ رزیڈنٹ نے فارسی مین
نواب کو سنوادیا - بعد اسکے حجتین ہوتی رہین - آخر کو نواب نے مجبور ہوکر فروری سنہ ۱۸۰۰ مین
اپنی سپاہ کا ایک حصہ موقوف کردیا تاکہ سرکار کی سپاہ کا خرچ اوسکی تنخواہ سے نکل آئے - یہہ فوج
ضرور دنگہ و فساد مچاتی مگر رزیڈنٹ نے اونکی چڑہی ہوئی تنخواہ دلاکر چڑہائی سے باز رکہا - اور فساد
نہ برپا ہونے دیا تو مہر سنہ ۱۸۰۰ مین نواب سے پہر درخواست کی گئی کہ سپاہ جسقدر اور زیادہ ملک کے رکہنے
کے لئے تجویز کی گئی تہی اور اوسکے ایک حصہ کے لئے انتظام ہوگیا ہے اب دوسرے حصہ کی اور خرچ
کی تجویز کیجئے - نواب نے عذر کیا کہ جبہی مشکل سے آمدنی ملک وصول ہوتی ہے مین روپیہ دینے کا عہد و
پیمان جبتک نہین کرسکتا کہ اپنے مین قابلیت اوسکے بہم پہنچانے اور ادا کرنے کی نہ دیکہون -

مصالحت سے طے کرے اور اگر نواب اس مصالحت کا معاہدہ نکرے تو پہر نواب سے وہ نہایت ادب کے ساتہہ
یہہ عرض کرے کہ پہلی اور حال کی سپاہ زائد یعنی کل سپاہ کی خرچ کے واسطے کوئی ایسا مخزن مقرر کرے
کہ جس سے زر ہر وقت معین پر وصول ہوجایا کرے اور اوسمین کچہہ خلل نہ آیا کرے - اسکے واسطے یہہ
تدبیر بتائی کہ وہ اپنے ملک کا حصہ ہمیشہ کے لئے سرکار کو دیدے کہ اوس سے تمام سپاہ کا خرچ چل جائے
جو ملک تفویض کرنے کے لئے تجویز ہوا تہا وہ ضلاع دوآب و روہیل کہنڈ مع اضلاع اعظم گڈہ
اور گورکہپور تہے - اس تفویض سے نواب کا ملک اس کا گنبد ہوجاتا تین طرف سے اوسکی حفاظت سرکار
کی عملداری کرتی - اور ان اطراف سے غیر ریاستون کے حملہ کا خوف نواب کو نہ رہتا اور سرکار کو یہہ کھٹکا
جاتا رہتا کہ کہین نواب اور غیر ریاستون سے سازشین نکرے - انہین دنون مین لارڈ ولزلی
نے ایک خط نواب کو لکہا کہ جب سے تم مسند ریاست پر بیٹہے ہو تو مین اپنے اوپر یہہ فرض سمجہتا ہون کہ
موافق اون اصول کے جو ہماری گورنمنٹ نے نہایت استقلال سے اختیار کئے ہین وہ کام کرون
جو مینے آپ کو پہلے خطوط مین لکہے ہین - یہہ سارے کام فقط اس سبب سے مجہے کرنے پڑتے ہین کہ آپ اپنی ملک
کی بدنظمی کو روک نہین سکتے اور نہ انتظام کرسکتے ہین - نہ بیچاری رعایا کی جان و مال کی حفاظت
کرسکتے ہین - غرض یہہ اصول گورنر جنرل کا یہان بہی قائم رہا کہ جو فرمانروا اپنی سلطنت کا انتظام
نکرسکے اور رعایا اوسکی بدخواہ اور ناراض ہو وہ خود ترک سلطنت کرے یا وہ اپنی سلطنت کے
کامون سے بجبر معزول کیا جائے - سچ یہہ ہے کہ اس اصول کو اپنی تمام عہد حکومت مین لارڈ صاحب نے
خوب وضعداری کے ساتہہ نبہایا کبہی اوس سے انحراف نکیا -

لارڈ کورنوالس کے عہدنامہ کے موافق خرچ سپاہ ۷۶ لاکہہ روپیہ ٹہہرا تہا اور اب اس افزائش
سپاہ کا خرچ ۵۴۱۲۹۹۹ روپیہ - یہہ دونو ملکر ۱۳۰۱۲۹۲۹ روپیہ ہوا - اسلئے نواب سے
درخواست کی گئی کہ جس ملک کی آمدنی اسقدر روپیہ کی اس ویرانی کی حالت مین سوا خرچ
تحصیل مالگذاری کے ہمیشہ کے لئے سرکار کو دیدیجائے -

جب اول درخواست کل ملک کے حوالہ کرنے کی نواب کے سامنے پیش ہوئی تو اوسپر ریزیڈنٹ سے اوسنے

کر سکتا ہون جو وہ چاہے کرے - ملک خزانہ سب کچھ حاضر ہے - غرض یہان عجز و نیاز کے لباس مین انکار تہا
وہان شاہانہ عتاب و ناز مین اپنی بات پر اصرار تہا - لارڈ ولزلی نے اپنی تحریرات مین حقیقت مین
سلطنت انگلشیہ کی سطوت و صولت کو دکہایا جو اس کام کے لئے سزاوار نہی کہ اونہون نے جو اتنی
حجتین کین فقط اسلئے کہ اونکو یہہ منظور تہا کہ یہہ امر ظاہر ہو کہ جبر و قہر سے ملک نہین لیا جاتا ہی وہ دسی
چاہتا تہا کہ نواب خود اپنا ملک دیدی - سانپ مرجائے لاٹہی نہ ٹوٹے - اسلئے اوسنے اپنے بہائی ہنری
ولزلی صاحب کو اپنا پرائیویٹ سکرٹری بنا کر نواب پاس بہیجا کہ شاید میرا بہائی نواب کی ہٹ
کو دور کردے - اب ۳ ستمبر ۱۸۰۱ع کو وہ لکہنؤ مین آگئے اور ۶ کو نواب کو سمجہایا کہ یہہ آپ کی غلطی ہے
جو آپ یہہ سمجہتے ہین کہ اگر مین سارا ملک دیدونگا تو مین تخت سلطنت سے محروم ہوجاؤنگا اور میری سلطنت
کالعدم ہو جائیگی - بلکہ برخلاف اسکے اوس سے آپکی اولاد کی زیادہ تر تخت سلطنت بالاستقلال برقرار
اور قائم ہو جائیگا - وہی اعزاز و اکرام شاہانہ آپ کا باقی رہیگا - اوسمین کچہہ فرق نہین آئیگا -
کوئی آپ کو تخت سلطنت سے محروم نہین کرتا - نواب نے اسکا جواب صاف دیا - ۱۹ ستمبر کو گورنر جنرل نے
ہدایتین رزیڈنٹ کو دین کہ اگر نواب کو دونو درخواستون مین سے ایک کی بہی منظور کرنے مین انکار
ہے تو تم تمام ملک مین اپنا بندوبست کرلو - اور یہہ اسکی ساتہہ معمولی دلائل بہی بیان کردین
کہ جب تک نواب ان دونو درخواستون مین کسی ایک کو نہ قبول کریگا ملک اودہ مین عمدہ انتظام
نہین ہوگا - اور سرکار کمپنی کی گورنمنٹ کی سلامتی نہ ہوگی - اسلئے فقط یہہ امر مناسب ہے نہین
بلکہ فرض ہوگا کہ تمام سلطنت نواب سے لیجائے - اوسکے خوب کان اور دل کے کواڑ کہولکر سمجہا دو کہ
سرکار نے ملک اودہ کی تمام مالی اور ملکی انتظام لینے کا عزم مصمم کرلیا ہے پس اگر نواب اپنی ہٹ
نہ چہوڑے تو اوسکی سپاہ کو معزول کردو اور سارے ملک کے انتظام کی تدابیر کامل کرلو اور اوسپر قبضہ کرلو
نواب نے اوسی روز کہ یہہ ہدایات رزیڈنٹ کو لکہی گئی تہین رزیڈنٹ کو لکہہ بہیجا کہ مجہے دوسری درخواست
منظور ہے ملک کے تفویض کرنے کی منظوری بشرطیکہ اوسکو حج اور زیارت کربلا کے جانیکی اجازت ہو
اور اوسکا بیٹا اوسکا جانشین ہو - اور وجہ اسکی یہہ بیان کی کہ بعد ملک دیدینے کے میری غیرت کا

کام پہر یہہ کیا کہ ولایت کو یہہ خبر بہیجدی کہ ملک پر قبضہ بغیر کسی فتنہ و فساد کے آسانی سے ہوگیا اور
اوسسے یہہ فوائد حاصل ہوگئے کہ نواب کی سپاہ کی قوت بالکل جاتی رہی لشکر سرکاری جو ملک بنگال
مین رہتا ہے اوسکا بہت سا خرچ نواب کے ذمہ ہوگیا زر موعود جو لشکر کے لئے لیا جاتا ہے اوسکی وصول
مین آئندہ کچہہ کہٹکا نہین رہا وہ ظلم و ستم و جور و جفا اور زیادتی و سخت گیری رعایا پر ہو رہی تہی اور
ملک مین سخت ابتری پہر رہی تہی اوس سے نجات ہوئی ملک کا وہ حصہ کہ روئے زمین پر اپنی زرخیزی مین جواب
نہین رکہتا تہا۔ اور وہ ایک ہندوستانی حکومت کے ظلم کے تودونکے نیچے دبکر خاک مین ملاجاتا تہا پہر
اوسکے بہلے دن آئے خزان کے دن گئے بہار کے دن آئی سرکار انگریزی کی پیشانی پر جو اس بدنامی کا
دہبہ تہا مٹ گیا کہ اوسنے اس بدنظمی و تباہی خلقت کو روکنے مین اپنی ہیبت اور صولت کو نہین
دکہایا اور خدا کا ترس نہین کہایا —

(۷) جب سے لارڈ ولزلی نے ہندوستان مین قدم رکہا تہا یہہ عزم کیا تہا کہ ساری انگریزی عملداری
مین دورہ کرون مگر بہت سے ایسے کام پیش آگئے کہ جسکے سبب سے یہہ ارادہ پورا نہ ہوا اس دورہ مین
کچہہ تو یہہ خیال تہا کہ مین یہہ دیکہون کہ ایسٹ انڈیا کی گورنمنٹ کا اثر اوسکی رعایا کی اخلاق و
عادات۔ دولتمندی تجارت محنت۔ آبادی۔ رفاہیت و فلاح پر کیا ہوا ہے۔ دوسرے یہہ کہ
یہان کے آدمیون کے خصائل اور طرز معاشرت کو اپنی آنکہون سے دیکہکر اوس سے علم حاصل کرون۔
اگرچہ یہہ ارادہ نہایت سنجیدہ تہا مگر چند مہینہ کا سفر اور اوسمین بہی بہت سے دریا کے اندر سے کیا
ایسے وسیع ملک کا حال دریافت ہوسکتا تہا۔ جو کچہہ وہ اس سفر مین دیکہتے اوسمین اونکے مشاہدات سے
بہت تہوڑے ہی نتیجے عمدہ نکل سکتے تہے۔ اونکا شاہانہ درجہ اونکی زبان کا یہان سے ناآشنا ہونا
چند ہی آدمیونکو اونسے ملاسکتا تہا پس اونکے مشاہدہ کے لئے یہہ چند آدمی تہے اونکی آنکہین تہین
جو اونکو دکہادیا۔ وہ دیکہہ لیا۔ بڑے بڑے مقامون پر چند امیرون سے ملاقاتین ہوگئین جنکو سوا ء
خوشامد آمیز باتون کے کوئی اور مضمون ملاقات مین بیان کرنا ہی نہین آتا۔ پس ایسی حالت
مین گورنر جنرل انگریز وہ اونکی خوبیون کے کچہہ اور نہین دیکہہ سکتا تہا۔ برائیان

اوسکی نظر کے سامنے آ ہی نہین سکتی تہین۔ اگر خوبی ایک تہی تو وہ وہین پیراے بدل کر گورنر جنرل کی آنکہون
کو اپنا جلوہ دکہاتی اور اگر برائیان سو تہین تو وہ بیچاری اور کونے مین سکڑ کر چوہے کی طرح خوف
کے مارے بل مین گہس جاتین۔ یہہ حال تمام ملازمان کمپنی کا تہا کہ انگریزی گورنمنٹ کی خوبیان
اونکے ذہن مین پہلے سے منقش ہوتین اور اونہین کا مشاہدہ وہ کیا کرتے اور اونہین کو اپنا مطمح
نظر بناتے اور سب طرف سے آنکہین بند کر لیتے جب گورنمنٹ کا حال دریافت کرنیکو جی چاہتا تو جو دل مین
ہوتا اوسیکو نظر جہکا کر دیکہہ لیتے۔ ایک دربات گورنر جنرل نے اپنے دورہ مین یہہ سوچی تہی کہ مختلف
مقامات مین جانیسے ملازمان کمپنی کو معلوم ہوگا کہ ہمارے کام کا بہی کوئی نگران اور خبر گیران
ہے۔ اسلئے اہل سیف اور اہل قلم دونون کو اپنے کام کی خوش اسلوبی کرنے سے تنبیہہ ہوتی تہی
خیر یہہ تو سب بالائی فائدے اس سفر مین تہے اصل مطلب گورنر جنرل کا یہہ تہا کہ لکہنو جاؤن اور
نواب کے آنسو پوچہون جو ملک دینے کا زخم اوسکے کلیجہ پر اوسکا بخیہ کر دون اور مرہم رکہون۔ غرض
اسب تیاریان سفر کی ہوئین اور وہ ۱۵ اگست کو روانہ ہوئے اور ۲۴ نومبر کو **بنارس** مین پہنچے
جہان عہد نامہ اودہ پر دستخط ہو چکے تہے۔ اور ۱۹ جنوری ۱۸۰۲ء کو **کانپور** مین رونق افروز ہوئے
نواب **سعادت علیخان** ہی یہان استقبال کے لئے آیا۔ اور ملاقات سے سعادت یاب ہوا۔ گورنر
جنرل نے اپنی شیرین کلامی و خاطر داری سے اوسکے رنج و غم کو کم کیا اور دل کو خوش کیا **لکہنو**
مین آئے اور نواب سے ملاقاتین ہوئین اونہین گورنر جنرل نے اوس سے فرمایا کہ تم کو یہہ کام کرنے
ضرور ہین۔ اول یہہ ۳۶ لاکہہ روپیہ جو سپاہ انگریزی کا باقی ہے وہ جلد ادا کردو دوسرے موافق عہد
کے اپنی سپاہ کو گہٹا دو۔ ایک ضلع جو نیا ملک سرکار نے لیا ہے اوس سے بدلدو جسے سرحد سرکار کمپنی
کے اندر فصل پڑ جائے اور اپنے خویش و بیگمات کی پنشن جو سرکار کمپنی نے مقرر کی ہے وقت پر
ادا کرتے رہو۔ اور سپاہ انگریزی جو متفرق مقامات پر ہے اون سب کو لکہنو کے قرب و جوار مین ایک
جگہہ جمع کردو نواب نے سب کامونکو خواہ رضا سے یا مجبوری سے منظور کر لیا روپیہ دینے کے واسطے
مہلت چاہی۔ مگر سپاہ کی گہٹا کرنیکی نے لکہنو مین اوسنے [illegible]

اب مطلب لی گورنر جنرل کا یہہ تہا کہ اوسنے نواب سے کہا کہ اپنے ملک کا انتظام نہایت عمدہ کر دو۔ اوسپر نواب
نے کہا کہ مین بہی اس بات کو دل سے چاہتا ہون۔ مگر انتظام عمدہ توجب ہو کہ مجہے کچہہ اختیار بہی ہو
بغیر اختیار اور اقتدار کے کچہہ نہین ہو سکتا جب ہاتہہ پیر باندہ دئے جائین تو کوئی کیا کر سکتا ہے
رزیڈنٹ کی بہت کچہہ شکایت کی اور یہہ چاہا کہ مجہے بالکل مطلق العنان کر دیجئے تو پہر دیکہئے کہ مین
کیسا انتظم ونسق ملک کرتا ہون گو اوسنے صاف صاف نہین کہا مگر اسمین اشارہ تہا کہ کرنیل
سلیمن موقوف ہو جائین۔ مگر گورنر جنرل نے ایسی درخواستون پر کان نہ رکہا تو اوسنے
دق ہو کر یا کسی حکمت عملی کے لئے یہہ درخوست کی کہ مجہے حج اور زیارت کربلا جانیکی اجازت دیجئے
اور میرے بیٹے کو میرا جانشین کر دیجئے۔ اسپر گورنر جنرل نے کہا کہ مجہے آپ کو اجازت دینے مین عذر
نہین ہے مگر اوسکے اندر بعض خرابیان بیان کین پہر نواب نے جب یہہ کہا کہ زر باقی جب ادا
ہوگا کہ میری یہہ درخواست منظور ہوگی تو گورنر جنرل نہایت افروختہ خاطر ہو گیا۔

(۸) افزائش سپاہ کی نسبت تو ہم محققین کی مخالف اور موافق رائے پہلے لکہہ چکے ہین۔ اب اس
امر کی نسبت لکہتے ہین کہ گورنر جنرل نے جو نواب سے یہہ درخواستین کین کہ کل یا ملک دیدے یا ایک
حصہ ملک کا دیدے۔ وہ عدالت کے موافق ان درخواستون کے مجاز تہا یا نہین۔ اور یہہ جو اوسنے ملک کا
ایک حصہ لے لیا وہ بہی مقتضائے انصاف تہا یا نہین۔ ظاہر ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص سے یا ایک
گروہ دوسرے گروہ سے یا ایک سرکار دوسری سرکار سے یہہ کہے کہ تم ہمکو اپنی فلان چیز ان
شرائط پر دیدو تو یہہ درخواست نہ اخلاق کے خلاف ہے نہ انصاف سے باہر ہے۔ اگر جانب ثانی انکار
کرے اور اوس سے وہ چیز لیجائے تو البتہ بعض صورتون مین وہ بہاری اور بڑا گناہ ہوتا ہے
اسے معلوم ہوا کہ برٹش گورنمنٹ کا دونون درخواستونکا کرنا نواب سے نہ اخلاق کے خلاف تہا نہ
عدالت کی مخالف۔ اب جو اوسنے ملک لیلیا اوسکی نسبت بحث کرنی چاہئے کہ وہ انصاف تہا یا
یونہین ناحق کی زبردستی جبر و قہر تہا۔ اسمین کچہہ گفتگو نہین ہے کہ نواب کا تخت انگریزی سنگینون
کی نوک پر تہا ہوا تہا جسوقت وہ اوس سے اونہین علیحدہ کر لیتے تو وہ خاک مین ملجاتا اگر یہہ انگریزی

نواب اودہ کے معاملات مین ایس محققین

اور باقی ملک کو عمدہ انتظام کرنے کے لئے نواب سے اقرار مستحکم کرا لیا غرض جو کچھہ کیا عین عدالت اور انصاف کا مقتضا تہا
اب جو اوسکے خلاف رای رکہتے ہین وہ اسپر اعتراضون کی بہرمار کرتے ہین کہ نواب کی سپاہ کو اول بالکل
برباد کر دینا سرکار کی ریاکاری کا کام تہا جس سے حقیقت مین نواب اپنی سلطنت سے محروم ہو گیا مگر سب چیزین
اوسکی سلطنت کی ویسی ہی نظر آتی تہین جیسی تہین سلطنت کا زور سپاہ سے ہوتا ہے جب وہ نہ رہا
تو کیا رہا مردہ کو زندہ کے لباس مین دکہایا۔ اب بڑی گفتگو اسمین آن پڑتی ہے بعض
محققین اسکو بدیہیات سے مانتے ہین کہ سرکار کمپنی کی عملداری مین جو ملک آ گیا وہ نہال ہو گیا۔ اور
اہل ملک اپنی عبادات عادات قضایا و معاملات مین لیت و معد کامیاب ہو گئی۔ ایسی ہی اونکی مخالفین
یہہ کہتے ہین کہ نہایت عمدہ شہادتون اور شاہدون اور تجربون سے یہہ ثابت ہوا ہے کہ ملک کے انتظام
اور حفاظت مین جو روپیہ گورنمنٹ انگریزی کا خرچ ہوتا ہے مشکل سے وہ ملک کی آمدنی سے حاصل
ہوتا ہے۔ پس جو حفاظت اور انتظام کم قیمت مین رعایا کو حاصل ہو سکتا تہا اوسکو زیادہ قیمت
لیکر دینا اوسکی حق مین ظلم و ستم کرنا اور اوسکو لوٹنا ہے۔ پس سرکار کمپنی کو اپنی فراست اور سطوت
اور حکمت کو یون کام مین لانا چاہئے تہا کہ سعادت علی کے ہاتہہ سے عمدہ انتظام کرایا ہوتا۔
ملک اودہ کی بدنظمیون کی بیان کرنے مین گورنر جنرل نے منقح نویسی و مبالغہ آمیزی خرچ کی ہے۔
مرض کی تو خوب تشریح و تشخیص کی مگر نسخہ جو اوسکے لئے لکہا ہے وہ ہیضہ کیواسطے اسغول ہی تہا
پہلے برائی یہہ بیان کی کہ نواب کی سپاہ اوباش عیاش آرام طلب ہے وہ غریب رعایا کو ستاتی مارتی ہے
اسکا علاج تو یہہ کر دیا گیا کہ اوس سپاہ ہی کو باقی نہین رکہا سب کو نواب سے موقوف کرا دیا یہہ علاج
مرض کے موافق ہوا اگرچہ یہ ہوئی ناسور گیا۔ دوسری برائی یہہ بیان کی کہ تمام ملک مین کہین محکمہ عدالت
نہین جسسے رعایا کی جان و مال کی حفاظت ہو مجرم گرفتار ہو کر سزایاب ہون۔ جرم ہونیکا انسداد ہو
رعایا اپنی قضایا کا انفصال و تعین کرائی۔ دوم خراج ستانی کے دستور ظلم و ستم سے بہری ہوئی تہی
جو بڑا اندازہ دینا اور زیادہ روپیہ دینیکا وعدہ کرتا اوسیکو زمین دیجاتی۔ پہر عاملون کی ظلم زمینداران
اور زمینداران کے ستم غریب رعایا پر جو ہوتی تہے اوسکے بیان کرنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے جو تحریری

معاہدے بھی ایسے نہین ادا نہین ہوتے تھے اونکا پاس لحاظ کچھہ نہین ہوتا - غرض جو طریقہ زرمالگزاری کے
جمع کرنیکا تہا وہ برا ہی تہا - اب ان دونون برائیون کو دور کرنیکے واسطے گورنر جنرل نے ہر ضلع
مین کلکٹر مجسٹریٹ - اور محکمہ اپیل کے - اور پولیس وغیرہ مقرر کیے - مگر ان عہدہ دارون کے تقرر کر
کیا انتظام ملکی ہوتا تہا - گورنمنٹ کی نیت اور ارادہ خواہ کیسا ہی رعایا کے لئے اچھا ہو مگر جب تک کوئی
مجموعہ قوانین عہدہ دارون کے واسطے دستور العمل نہ ٹہرایا جائے اونکے واسطے کوئی روک ٹوک نہین
ہوتی - کوئی چیز اونکو اپنے حقوق خدمت ادا کرنیکے لیے مجبور نہین کرتی - رعایا کی سلامتی اسی
مین ہے کہ مجموعہ قوانین کے موافق تمام اونکے معاملات کا انفصال ہو - ہر شخص ان قوانین سے
ایسا واقف ہو کہ کوئی اوسکا نقصان ان قوانین کی لاعلمی سے [illegible] - جیسا اوس شخص کا
نہین ہوتا ہے کہ شب و روز قوانین مین بسر کرکے قوانین دانی ہی کو اپنا پیشہ بنا تا ہے - بغیر ان
قوانین کے حاکمون کا مقرر کرنا رعایا کی سلامتی و حفاظت کو نہین بڑہاتا - بلکہ انکو حقیقت مین
حاکمون کی مرضی کا شکار رہنا ہے جو اونکے جی مین آتا ہے وہ کرتے ہین - اسی گورنمنٹ کی
ترقی کچھہ نہین ہوئی - بلکہ رعایا کی جونکون پر جو پہلے سے مکہیان بیٹھی ہوئی خون چوس رہی
تہین اور وہ بیٹھی رہتین تو پیٹ بہر جانے کے سبب اور زیادہ خون نہ پیتین - اب اونکے اوڑا
دینے سے اور نئی مکہیان بیٹھنے سے رعایا کے بدن کا خون کہنچ لیا اور نئے نئے زخم لگنے لگے - یہہ
خیالات تو فلسفیانہ ہین جو آئین ملک داری کے باہر ہین مگر سچ یہ ہے کہ جو کچہہ گورنر جنرل نے
اودھ کے حق مین کیا وہی عدالت و انصاف کے موافق تہا - مگر جس طرح سے کیا وہ نا مناسب تہا
اوسکو ایسا سمجھا تہا کہ جیسا حاکم محکوم کو یا زبردست زیر دست کو سمجھتا ہے - [illegible] اوسی طرح اودھ کے
معاملہ مین نواب سعادت علیخان کو ایک مقدمہ [illegible] بھیجا ہوتا کہ یہہ ہرگز [illegible] جسقدر
نواب سے شیرین کلامی کی گئی وہ اوسکو زہر ہلاہل معلوم ہوئی اگر پہلے ہی سے تلخ دوا حکم قطعی کی اوسکو
پلا دی جاتی تو اوسکو ایسی ناگوار نہ ہوتی جیسی کہ جتنی شکر ابتدائی تہی اوتنی ہی پہر تلخ دوا
پلانی پڑی - مگر لارڈ ولزلی کو وارن ہیسٹنگز کی طرح طول طویل تحریر [illegible]

شوق تہا۔ اور قاعدہ ہے کہ جو شخص تحریر اور تقریر مین زیادہ دراز نفسی کرتا ہے ضرور ہے کہ فضول باتین کہے اور لکہے۔ پس اسلئے نواب سے یہہ ناحق کی تحریرات ہوئین اور کوئی نتیجہ ہوا جیسا کہ اب بعد تحریرات بغیر نواب کی مرضی کے ملک لیا گیا ویسا ہی اول لے لیا ہوتا۔

(۹) اب نواب گورنر جنرل تمام معاملات اودہ کو اپنی خاطر خواہ طی کر کے **بنارس** ہوتے ہوئے **کلکتہ** رونق افروز ہوئے جسوقت **سعادت علیخان** اور رزیڈنٹ مین معاملات کی گفتگو ہو رہی تہی تو نواب نے یہہ کہا تہا کہ مین **آصف الدولہ** کا جانشین ہون جو اوسکو اختیارات حاصل تہے وہ مجہے بہی ہونے چاہئین۔ رزیڈنٹ نے اس سمجہے کہ یہہ معنی بیان کیے کہ اوسکا ارادہ ہے کہ **بہو بیگم** کی دولت اور جاگیر پر ہاتہہ مارے یہہ بیگم **ہیسٹنگز** کی ماری ہوئی اور جلائی ہوئی ابتک زندہ تہی جب اوسنے اپنے پوتے کی حرص و آز کا دامن دراز دیکہا تو ماری خوف کے اس آزمند کو چہوڑ کر گورنمنٹ انگلشیہ کی نیازمند بنی اور اوسکو لکہا کہ مین اپنی تمام جاگیر اور دولت کا وارث سرکار انگریزیکو کرتی ہون۔ اس سبب سے کہ شرع اسلام کے موافق بادشاہ اپنی تمام رعایا کے مال و متاع کا مالک ہوتا ہے۔ گورنر جنرل نے یہہ امر تو نہین منظور کیا کہ بیگم اپنے مال و دولت کو کسی غیر کے ہاتہہ مین منتقل کرے۔ مگر اوسکے وصیت نامہ کو قبول کر لیا۔ اور جب بہی اوسکے لئے یہہ قائم کر دی کہ بیگم کا رتبہ ایسا عالی ہے اور نواب سے اوسکا ایسا رشتہ ہے کہ وہ اوس رعایا سے مستثنے ہے جسکے سارے مال کا مالک بادشاہ ہوتا ہے۔ اب اوسکی جان و مال کی محافظ یہی سرکار ہوتی ہے جو خود نواب کی مسند نشینی کا سبب ہوئی ہے۔ **بہو بیگم** کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی ذاتی دولت کو جس صرف مین چاہے خرچ کرے۔ بشرطیکہ وہ صرف نواب کی ریاست کے لئے مضر رسان نہو۔ اور جب اوسکا انتقال ہوگا تو سرکار کمپنی اوسکی ساری دولت نواب کو ملک اودہ کی رفاہ عام کے کامون مین خرچ کرنے کے لئے دیدیگی۔

(۱۰) اب ملک اودہ کے اون اضلاع مین کہ نواب نے سرکار کمپنی کو تفویض کئے تہے انتظام سرکاری شروع ہوا۔ (ان اضلاع کو ہم اضلاع مفوضہ نواب لکہا کرینگے) اور نواب کے اہلکار

موقوف ہوتے جاتے تھے اور سرکاری ملازم اونکے قائمقام ہوتے جاتے تھے۔ لارڈ ولزلی نے
جس چٹھی میں عہدنامہ کا حال لکھا تھا اوسمین یہہ بھی لکھا کہ ان اضلاع مفوضہ نواب کا
انتظام نہایت سخت کام تھا جسکے انصرام کرواسطے مینے اپنے بھائی ہنری ولزلی کو مقرر کردیا
ہے۔ اونسے نہایت بیدار مغزی اور فرزانگی سے معاملات اودہ کی گفتگو کو طی کیا تھا۔ بارہ مہینے میں
یا اوس سے کم میں یہہ تمام کام انتظام کا ختم ہو جائیگا۔ اوسمین ہنری ولزلی صاحب کو کچھہ زیادہ تنخواہ
اپنی تنخواہ سے نہیں ملیگی۔ اسکے جواب میں کورٹ ڈائرکٹرز نے لکھا کہ ہم شرائط عہدنامہ کو نہایت
پسند کرتے ہیں مگر ہنری ولزلی کے تقرر میں اور مستحقون کی حق تلفی ہوتی ہے اسلئے اوسکو
موقوف کردینا چاہئے۔ اوسکا تقرر موافق اوس سلسلہ کے نہین ہے جو ملازمون کے لئے سرکار سے
مقرر ہے اور تین (۳) [illegible] عہدہ کا تقرر اضلاع مفوضہ کے لئے منظور کرلیا۔ اس جواب کے آتے
آتے تمام کام انتظام کا ختم ہوگیا تھا ہنری ولزلی صاحب پہلے ہی مستعفی ہو چکے تھے

(۱۱) نواب سعادت علی خان نے جو ملک سرکار کو تفویض کیا تھا اوسمین وہ خراج
بھی جو نواب فرخ آباد اوسکو دیا کرتا تھا دیدیا تھا۔ اس نواب کی ہی سرکار کمپنی مدت سے سرپرستی
کرتی تھی اور نواب اودہ کی دست برد سے بچاتی تھی۔ اس نواب کا ملک [illegible] میں دوآبہ اور
[illegible] میں تھا۔ [illegible] سالانہ آمدنی ساڑھے دس لاکہہ روپیہ کی تھی [illegible] نے
مظفر جنگ نواب فرخ آباد اور آصف الدولہ کے درمیان ۱۷۸۶ع میں یہہ عہد و پیمان
کرادے تھے کہ نواب فرخ آباد اپنے سفید و سیاہ کا مختار ہے کاموں کو کریگا اور نواب اودہ
ایک پلٹن [illegible] فرخ آباد میں ہمیشہ رکھینگے جو نواب اور ملک کی حفاظت کرے
اور ساڑھے چار لاکہہ روپیہ سالانہ مظفر جنگ آصف الدولہ کو دیا کریگا [illegible] سرکار کی
طرف سے ریزیڈنٹ بھی یہان مقرر ہوگیا تھا مگر لارڈ کورنوالس نے اس عہدہ کو
موقوف کردیا تھا۔

مظفر جنگ کو اوسکے بیٹے نے زہر دیدیا۔ نواب اودہ نے [illegible] لکھنؤ میں قید کر[illegible]

نابالغ بیٹا مسند نشین ہوا۔ اور خرد مند خان نواب کا چچا اوسکا نائب ور مدار المہام مقرر ہوا۔ جب
نواب سن بلوغ کے قریب پہنچا تو اونسے اپنی ریاست کے تمام کاروبار کے خود انصرام کرنیکا ارادہ کیا۔ گورنر جنرل
نے ہنری ولزلی صاحب لفٹنٹ گورنر کو لکہا کہ اب وقت ہے کہ کیا تو نواب کو بدستور سابق سارے کام
ریاست کے دیدیے جائیں یا سارا ملک سرکار اپنے قبضہ مین کر لے۔ ملک کے لے لینے مین جو فائدے ملک اور دولت
کے ہین وہ ظاہر ہین۔ اور ملک کے دیدینے مین بہت سی خرابیان ہین۔ ادہر اس نوجوان نواب کو
خرد مند خان نہایت بدکردار اور زشت افعال بتاتا ہے۔ اودہر نواب بہی خرد مند خان
کو بدخو اور برا کہتا ہے۔ اس برا کہنے مین دونون کی اغراض نفسانی تہین۔ نواب اسلئے نائب کو برا کہتا
تہا کہ اوسکے پیچہے سے چہوٹے خود حکومت کرے۔ نائب نواب کو برا اسلئے کہتا تہا کہ اوسکا اختیار قائم
رہے۔ مگر نائب کی بات کا یقین سرکار کو تہا اور نواب کی بات کا نہین۔ اب لارڈ ولزلی ہی کا وہ
اصول کام مین آیا جو اونہون نے دیا مین بدلائل یہ عمل قائم کیا تہا کہ جو کسی فرمانروا کی خصلت
بری ہو اور اوسکا انتظام ملکی خراب ہو تو چاہیئے کہ فرمانروا معزول ہو اور ملک کا انتظام اوس کے
ہاتہ مین جو اوسکو عمدہ کر سکے دیدیا جائے۔ اب خرد مند خان لفٹنٹ گورنر پاس بریلی مین
جو اوسکا صدر مقام تہا ۳ اپریل سنہ ۱۸۰۲ کو چند روز پہلے نواب سے آیا۔ لفٹنٹ گورنر نے اوس سے کہا
کہ اب فرخ آباد کے انتظام کے لئے کیا عمدہ تدبیر ہے۔ خرد مند خان نے کہا کہ میری رائے مین تین یہہ
باتین آتی ہین کہ کیا تو انتظام اسی طرح رہے جس طرح اب ہے یا نواب جب بالغ ہو تو اوسکو خود مختار
کر دیا جائے۔ یا تمام مالی اور ملکی انتظام سرکار اپنے ہاتہ مین لے لے۔ اسپر لفٹنٹ گورنر نے کہا کہ پہلا
انتظام تو رہ نہین سکتا اسلئے کہ نواب کو وہ کسی طرح پسند نہین ہوگا۔ دوسرے انتظام مین یہہ برائی
ہے کہ اگر نواب ایسا ہی بدوضع اور خراب رویہ ہے جیسا تم بیان کرتے ہو تو وہ سارے ملک مین آفت
مچا دیگا۔ ملک کا انتظام و نظم و نسق بگڑ جائیگا۔ تیسری بات یہہ کہ سارا انتظام گورنمنٹ کی اختیار مین
آجائے ایسی بات ہے کہ جسپر کچہہ اعتراض نہین ہوتا۔ اسپر خرد مند خان نے کہا کہ وہ کام ایسے ہی
جسمین سب کا بہلا ہو۔ ملک اور رعایا کو آسایش اور آرام پہنچے اور اوسمین میرا اوپر بہی نظر عنایت رہے

ملک رکہتے ہین نہین ملتی۔ بغرض یہہ بہی معمولی فقرہ ہر رئیس معزول کی نسبت سرکاری کاغذات مین
لکہا ہوا موجود ہے کہ وہ معزولی کی حالت سے نہایت خوش ہوا اور فرمانروائی سے تنزل کرکے سرکار
کمپنی کے پنشن خوار بننے مین اوسکو اپنی زندگی کا بڑا حظ حاصل ہوا۔ معلوم نہین کہ یہہ مقولہ کہ
فرمانروا جب اپنی سلطنت سے محروم کیا جاے تو اوسکو نشاط و کامرانی حاصل ہو مخصوص ہندوستان
کے ساتھہ ہے یا تمام دنیا کے رئیسون اور بادشاہون کے ساتھہ یہان بہی وہی اصول ملکداری
قائم ہوا کہ جب فرخ آباد محکوم نواب اودہ کا تہا اور نواب اودہ تابع سرکار کمپنی کا تہا تو نواب
فرخ آباد تابع تابع سرکار تہا تو اونہون نے ملک کی ترقی اور رفاہ رعایا کے لئے جو مناسب
جانا اوسپر عمل کیا۔ فقط

(۱۳) جو ملک سرکار کو نواب اودہ نے تفویض کیا اوسکے نوابی کے عہد مین بعض زمیندار ایسے تہے جو خود راجہ
اور ... کرتے تہے۔ جو چاہتے سو کرتے تہے اور کبہی نواب کو دیدیتے اور کبہی غرابی کر جاتے تہے۔ انگریز نواب کی
طرف سے تقاضا ہوا سپاہ لیکر ... پائی کو موجود ہوتے تہے۔ پہلے سال مین تو زر مالگزاری وہی لیا گیا جو
وہ نواب کو دیتے تہے مگر دوسرے سال مین اوسمین کچہہ تغیر تبدل ہوا تو بہگونت سنگہ زمیندار جسکے
پاس دو قلعے بجے گڈہ اور ساسنی کے تہے اور بیس ہزار سپاہ بہی اوسکے پاس تہی وہ بگڑا اور فساد
کے لئے کہڑا ہوا۔ اوسنے کہا کہ نہ سرکار کو روپیہ زیادہ دون اور نہ قلعے حوالہ کرون۔ اب اس سرکش
کی گردن دبانی سرکار کو ضرور تہی کہ جسکے سبب سے اور زمیندارون کا حوصلہ فتنہ انگیزی کا پست
ہو جاے۔ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۰۲ کو لفٹنٹ کرنیل فلر چار ترپ سوارون کے اور چار پلٹنین ہندوستانیون کی
لیکر ساسنی سے دو میل پر پہونچے۔ غرض دس پانچ دفعہ حملے ہوے اور لڑائیان ہوئین اور
... سپاہ لیکر ... کو ... پہنچے ... قلعہ کے پاس تہا فتح ہوا۔ ۱۱ کو اہل قلعہ
قلعہ خالی کرکے نکل گئے سوار اونکے پیچہے گئے مگر وہ بجے گڈہ کے قلعہ مین گہس گئے۔ یہہ قلعہ بہی ۲۷ کو
لے لیا گیا۔ ان قلعون کے فتح کرنے مین بہت کچہہ ... کام مین لانا پڑا۔ آسانی سے وہ ہاتہہ
نہین آئے۔ سپاہیون نے اوس حال مین خندق پر زینے لگائے کہ دشمنون نے اونکے منہہ پر آگ لگادی

منتظمان ہند انگلستان سے بہت دور بیٹھے ہوئے ہیں باتونکو گویا انکا دل چاہتا تہا الگ سمجھتے تھے۔ اہل ولایت کو
اونکی تحقیقات کرنیکا موقع نہیں ملتا تہا۔ اور نہ اب تک ملتا ہے۔ یہانکے آدمیون کی تربیت اور تعلیم ایسی
ناقص ہے کہ وہ پبلک اوپنین (رائے عوام) سلسلے کے ساتھہ نہیں ظاہر کرسکتے۔ اور نہ کسی گورنمنٹ کے
کام کا مقابلہ کرسکتے ہیں اسلئے گورنمنٹ ہند کو جو اپنے انتظام کی خوبیان معلوم ہوتی ہیں اونکو
خوب رنگ کر اور برگ و بار لگا کر وہان روانہ کردیتے ہیں۔ ۲۰ اکتوبر ۱۸۰۳ء کو گورنر جنرل اِن
کونسل نے کورٹ ڈائرکٹرز کو لکھہ بھیجا کہ اضلاع مفوضہ کی ترقی و بہبودی و فلاح و اصلاح و سرسبزی
و آبادی کے لئے جو تدابیر سوچی گئی تہین اون سب مین بدرجۂ غایت کامیابی نصیب ہوئی۔ سارے
ملک مین امن رہا۔ بندوبست سہ سالہ کے سال اول کا زر مالگزاری بہت آسانی سے وصول ہوگیا
جسسے ہر ایک آدمی یہہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ یہان کی زمیندار و رعایا سرکار انگریزی کی عملداری
مین آجانیسے نہایت خوش اور رضامند ہوئی۔ مگر بٹلی صاحب جو اٹاوہ کے مجسٹریٹ اور جج ۱۸۰۳ء سے
۱۸۰۵ء تک رہے اونکے سوال جواب ۱۸۰۶ء مین کامنس کے روبرو ہوئے ہیں یہہ ہیں **سوال**۔ جس عرصہ
تم اٹاوہ کے مجسٹریٹ اور جج رہے وہان کے زمیندارون اور عام درجہ کی رعایا کو تم نے دیکھا کہ
وہ انگریزی گورنمنٹ سے رضامند تہی اور اوسکے ہوا خواہ ہوتی جاتی تہی۔ **جواب** میرے علم مین
تو اکثر اعلیٰ درجہ کے آدمی انگریزی گورنمنٹ سے دلی طرح رغبت نہیں کرتے تہے۔ **سوال**۔
تمہارے نزدیک کیا وہ سرکشی پر آمادہ و کمربستہ بیٹھے ہیں۔ **جواب** میرے عہد مین ایک دو دفعہ
سرکشی کا قصد کیا تہا۔ **سوال** تمہارے عہد مین رعایا کو گورنمنٹ کے ساتھہ بنسبت سابق کے
زیادہ رغبت و لگاوٹ اور موافقت ہوتی جاتی تہی۔ **جواب**۔ میرے نزدیک بنسبت سابق کے اوسکو
زیادہ مخالفت و نفرت ہوتی جاتی تہی۔ **سوال** کس سبب سے یہہ حال ہوتا جاتا تہا۔ **جواب**۔ اسکا
سبب یہہ تہا کہ جو قوانین اور دستور انگریزی گورنمنٹ نے جاری کئے وہ اونسے ناراض تہے۔ **سوال**
یہہ ناراضی فقط زمیندارون ہی مین ہے یا تمام لوگون مین تہی۔ **جواب** زمیندار حقیقت مین خود مختار
نہیں ہوتے تہے۔ لیکن اسکا اثر تمام عوام پر ہوتا تہا۔ **سوال** کیا تم یہہ خیال کرتے ہو کہ

عملداری تھی تو یہہ زمیندار اپنے تئین خود مختار رئیس سمجھتے تھے اور جو جی مین آتا تھا وہ کرتے تھے
جواب - بیشک وہ اپنے تئین خود مختار رئیس جانتے تھے لیکن اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ زمیندارونکو
جو ناراضی اور ناپسندی انگلش گورنمنٹ کی تھی وہ فقط اس سبب سے تھی کہ اونکا تمام اختیار اور
اقتدار چھن گیا تھا - اور ظاہر ہے کہ جبتک یہہ اونکا اختیار قائم رہتا کبھی ملک مین عمدہ گورنمنٹ
نہ ہوتی - غرض گورنمنٹ ہندیہ نہین چاہتی تھی کہ بعض باتین گورنمنٹ انگلشیہ سے چھپائی بلکہ
وہ بعض باتونکو اپنے سے بھی چھپانا چاہتی تھی -

زمیندار کچھورہ نے بہت سی تکرار کے بعد وعدہ کیا کہ قلعہ حوالہ کرونگا - ۴ مارچ سنہ ۱۸۰۳ کو انگریزی کپتان
دو کمپنیان سپاہ لیکر گیا اور باہر کی دیوار کے اندر داخل ہوا تھا کہ قلعہ پر سے ایک توپ اوسکی سر پر
سر ہوئی - اور زمیندار نے کہلا بھیجا کہ خیر اسی مین ہے کہ چلے جاؤ ورنہ سب مارے جاؤ گے - زمیندار نے
ایک خط لکھا کہ جو لوگ مجھسے قلعہ لینے آئے ہین وہ گستاخی سے پیش آئے اس سبب سے انگریزی لشکر سے
لڑائی شروع ہو گئی - ورنہ مجھے جنگ جدال کا خیال نہین ہے مین فرمانبرداری کے لئے حاضر ہون -
اسپر اوسے لکھا گیا کہ بے شرط اپنے تئین حوالہ کرو اسکے بعد مورچہ بندی سے قلعہ بندی ہوئی -
زمیندار رات کو قلعہ چھوڑکر بھاگا - بہت سے آدمی اوس کے قتل ہوئے - ایک افسر عالی قدر
ادہر سے بھی مارے گئے -

اضلاع مفوضہ کی رعایا کی ہی انگریزونکی ساتھ یون معلوم ہوتی تھی کہ ۴ ستمبر سنہ ۱۸۰۳ کو مسٹر
کا لشکر ایک فرانسیسی افسر کے ماتحت شکوہ آباد کے قریب سے ہو کر نکلا تھا اوسکی نسبت بیلی صاحب کو حکم ملا
یہہ پوچھا گیا کہ کیا زمیندار اور آدمیون نے فرانسیسی افسر کے ساتھ ملنے کا میلان کیا تھا اوسنے
جواب دیا کہ میلان ہی نہین کیا بلکہ حقیقت مین اوسنے مل گئے تھے -

راجہ چترسال کے پاس قلعہ تھیاہ تھا - اوسنے سرکشی اختیار کی - سرکار نے اوسکی زندہ گرفتار ہونے
کے لئے یا مار ڈالنے کے واسطے انعام مقرر کیا - لفٹنٹ کرنیل گتھری اس قلعہ پر چڑھے - وہ کئی ہفتہ
تک ٹہرے مگر دشمن نے اونکو مغلوب کر لیا - اور اونہون نے کمک کے لئے کپتان ولسن صاحب کو خط لکھا -

اس مدرسہ کا تقرر اِن دو خیال سے کیا اول یہہ کہ ملازمونکی تعلیم انگریزی کی تکمیل ہو دوم ہندوستان
کی حالات اور ہندوستانیونکی زبانون اور علمون اور رسم و رواج آئین قوانین کی تعلیم ہو۔ پہلا
خیال تو غلط تہا اسلئے کہ ہندوستان مین انگلستان کی تعلیم کی تکمیل کرانی گہوڑیکے منہ مین دمچی دینی
اور دم مین لگام لگانی تہی۔ پہلا انگلستان کا سا اسباب تعلیم و تربیت یہان کیونکر بہم پہونچ سکتا
تہا۔ مگر ہان دوسرا خیال درست تہا وہ تعلیم انگلستان مین کرائی گئی تہی تو دوڑنا گہر چلنا سکہانا تہا وہان
یہہ کیسے اسباب بہم پہونچ سکتا تہا کہ انگریز پنڈتون سے بیٹہے ہوئے دہرم شاستر پڑہ رہے ہین۔ اور
اونکی کتہا ستنرائن کی سن رہے ہین۔ فقہ و شرع کا سبق مولویون سے لے رہے ہین اونکے پند و وعظ کی
مزے اوڑا رہے ہین۔ بے تکلف زبان بولتے جاتے ہین اور سیکہتے ہین۔ رسم و رواج ہندوستانیون کے
خود بخود آئینہ بنے ہوئے آنکہون کے سامنے آتے ہین۔ گورنمنٹ انگریزی جو قانون اس ملک کے لیئے
بناتے ہین اوسکو بے محنت و مشقت سمجہتے ہین۔ کورٹ ڈایرکٹرز نے اس خیال سے کہ معلوم نہین کہ
ہندوستان مین اس کالج کو قائم رکہنے مین کسقدر روپیہ خرچ ہو لارڈ **ولزلی** کو قطعی حکم بہیجا
کہ مدرسہ بند کردو۔ اس حکم کے پہونچنے سے لارڈ صاحب کو نہایت رنج و ملال ہوا۔ اونکو اپنی اس
تجویز پر وہ افتخار اور ناز تہا کہ فتح ٹیپو پر نہ تہا۔ کورٹ ڈایرکٹرز کی حکم کی مجبوری تعمیل کرنی
پڑی۔ اسلئے حکم تو لکہا دیا کہ مدرسہ بند کیا جائے مگر اٹہارہ مہینے تک اوسکو لیت و لعل مین رکہا اور وہ
کچہہ نہ کچہہ جاری رہا۔ اور اس عرصہ مین اونہون نے اپنے دوستون کو ولایت کے خط لکہے۔ کورٹ ڈایرکٹرز
کو لکہا کہ خرچ سے نہ گہبراؤ۔ راہداری کی ایک نئی ٹکیس لگاتا ہون اوسی تمام خرچ وصول ہو جائیگا
کالشکر ایک قرار حکم بہیجا کہ **فورٹ ولیم کالج** فقط اتنا قائم رہے کہ اوسمین اس
بہی پوچہا گیا کہ کیا زمیندار اور رعیت ملازمان متعہد کی تعلیم کے لئے ولایت مین ایک ٹرسٹ شاید
جواب دیا کہ میان ہی نہین کیا بلکہ حقیقت مین ایک حسبانہ ٹکیس سے تعلیم کے لئے خرچ تجویز ہوتا تہا
راجہ **چترسال** کے پاس قلعہ **ٹٹیاہ** تہا۔ اوسنے کمپنی کی جنگ اوسوقت سب سے بڑی دہائی مچائی تہی
کے لئے یا مار ڈالنی کے واسطے انعام مقرر کیا لفٹنٹ کرنل **گلمہر** گئی تہی کہ وہ تین ہزار ٹن مال کی
بات تہے طرد دشمن نے اونکا مغلوب کر لیا۔ اور اونہون نے ملک کی لیئے کیہ

تجارت کرین اور اوسکے ساتہہ بہت سی قیود بہی لگی ہوئی تہین جنکا حال پہلے لکہہ آئے ہین مگر تاجرون کا
اس ہی کب پیٹ بہرتا تہا وہ اور زیادہ مال تجارت کے لئے بیتاب تہے۔ اب وہ زمانہ آگیا تہا کہ سرکار کے اجارہ
تجارت کی توند مین آزادی تجارت گہس کر پہٹ کی آواز نکالدے جتنی عوام کی نج کی تجارت ہندوستان
مین سرکار کمپنی کا اجارہ کی دسالی مین مضر تہی ویسی اب اوسکی اس عمر مین مفید تہی۔ بچپنے مین جو
غذا اوسکے لئے مہلک تہی وہ اب اس جوانی مین مقوی ہوگئی تہی کلکتہ کی تجارت کو بڑی رونق تہی لیکن امریکہ
و پرتگیزون اور ڈنمرک کے جہازون مین انگریز اپنے روپئے سے مال اسباب بہر بہر کر یورپ مین لیجاتے تہے
اسطرح ۱۷۹۸ء مین ڈیڑہ کروڑ روپئے سے بہی زیادہ کا اسباب لگئے اور خوب نفعے کہائے مگر اسطرح مال لیجانے
مین عرصہ زیادہ لگتا تہا اور خرچ زیادہ پڑتا تہا۔ لارڈ ولزلی کے آنے سے پہلے دس برس کے اندر کلکتہ
مین جہاز بنانیکے بہی بڑے بڑے کارخانے قائم ہوگئے جب لارڈ صاحب آئے ہین تو اونہون نے تاجرون کو
اپنی نج کی تجارت کے واسطے ان ہندوستانی ساخت کے جہازون مین دس ہزار ٹن مال کا تجارت
کرنے کی اجازت دیدی۔ اور کورٹ ڈائرکٹرز کو ایک چٹہی لکہہ بہیجی کہ مین نے جو یہہ اجازت تاجرونکو
دیدی ہے اونکا مال تجارت وہ نہین ہے جسکی سرکار کمپنی خود تجارت کرتی ہے۔ اس سبب سے کوئی
نقصان اور حرج مرج سرکار کی تجارت مین اس سوداگری سے نہین آئیگا۔ ڈنڈس صاحب بورڈ کنٹرول
کی بہی بہی فیاضانہ رائے تہی۔ اونکا بہی دل چاہتا تہا کہ تاجرون کو ہندوستانی بنے ہوئے جہازون
مین تجارت کرنے کا لیسنس ملجائے۔ اسمین کچہہ خرابی نہین ہے۔ یہہ تجارت تو وہ ہے جسکو خود سرکار
نہین کرتی ہے۔ مگر اس طرح تجارت کو دیکہکر ایسٹ انڈیا کی یکبارگی آنکہین کہل گئین۔ وہان جہاز
کے کارخانے دارون نے تو یہہ جہاز ہندوستان کے بنے ہوئے دیکہے وہ بہی کوئلہ کی طرح جل گئے کہ ہمارے
کارخانے کا ہمکو چلینگے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی گو تجارت کر دودہ کا مکہن خود کہاتی تہی مگر اوسکا مٹہا بہی
جو اوسکے کسی کام کا نہ تہا دوسرے کو نہ دینا چاہتی تہی۔ اسلئے اس طور پر کورٹ ڈائرکٹرز کی آزمندی نے
گورنمنٹ ہند پر بہت لعن طعن کی۔ غرض ان آخرین سال مین لارڈ ولزلی پر کورٹ ڈائرکٹرز کی
زبان درازیان ایسی ہوتی جاتی تہین جیسے کہ وارن ہیسٹنگز پر ہوتی تہین گو وہ زمانے

لارڈ ولزلی کا استعفا اور روانگی ولایت اور وہان پہنچنا سنہ ۱۸۰۵ع

اس چرب زبانی کو منع کیا مگر پہر بہی اونہون نے اس تجویز تجارت پر بہت کچہہ برا بہلا لارڈ ولزلی کو لکہہ بہیجا
(۱۵) لارڈ ولزلی نے جب حسب دلخواہ ملک ودہ کا انتظام کرلیا تو اونسے کورٹ ڈائرکٹرز کو استعفا
بہیجدیا اور اوسمین فقط یہہ وجہ لکہی کہ سلطنت ہند کی لئے جو بڑی تدابیر سلامتی اور بہبودی کی تہین وہ
سب پوری حسب مراد ہوگئین میرا آگے یہان رہنا ضرور نہین معلوم ہوتا مگر اونسے وزرا اعظم کو
جو چٹہی لکہی اوسمین اپنے دل کی ساری بہڑاس نکالی۔ اور بیان کیا کہ اصل سبب اس عہدہ سے
دست بردار ہونیکا یہہ ہے کہ کورٹ ڈائرکٹرز نے بالکل میری مخالفت پر کمر باندہ لی ہے۔ اور میرا
اعتبار اپنے دل سے اوٹہا دیا ہے۔ اونہون نے قطعی یہہ حکم بہیجا کہ سپاہ کی کارخانون مین تخفیف ہو
باوجودیکہ مین سمجہا رہا کہ ملک کی حالت ایسی نہین ہے کہ یہہ تخفیف کیجائے۔ اوس سے ملک کی سلامتی
اور امن مین خلل آجانیکا اندیشہ ہے۔ اور جو ملک مقبوضہ اور مفتوحہ و مفوضہ ہین اون مین یقینی فتنہ
برپا ہوگا۔ مگر اونہون نے کچہہ نہ سنا۔ سب سے زیادہ شکایت یہہ بیان کی کہ اونہون نے میرے سگے بہائی
جنرل ولزلی کے وظیفے جو بعد اختتام جنگ میرے نزدیک دینے واجب تہے یک قلم کاٹ دئے۔ گورنمنٹ
مدراس نے جو اوسکے واسطے وظیفے تجویز کئے تہے وہ موقوف کرکے اور اولٹے اوسپر بہت لعن طعن کی
اور کچہہ نہین خیال کیا کہ میسور مین جنرل ولزلی کو اپنے عالی درجے کی موافق کیا کچہہ خرچ کرنا
پڑا ہوگا۔ گورنر جنرل مع کونسل کو اور پریسیڈنسیون پر جو اختیارات پارلیمنٹ سے عطا
ہوئے تہے وہ منسوخ کردئے اور اس قاعدہ سے اونہون نے سپریم گورنمنٹ کی قدرت اور حکومت کا خاکا
اوڑا دیا۔ جن عمدہ و تجربہ کار اور دانشمند افسرون کو مین نے کامون پر تجویز کیا اونکو موقوف کرکے
برخلاف قانون اپنے آدمی بہردئے جو اون کامون کے کسی طرح لائق نہ تہے۔ اس امر کے خلاف لارڈ
ولزلی نے بہت کچہہ لکہا کہ اگر کورٹ ڈائرکٹرز ماتحت محکمون مین دخل دیگی اور جزئیات کے
کامون ... ی دست انداز ہوگی۔ اور گورنر جنرل کا کچہہ اختیار نہ رہنے دیگی تو ایسی صورت مین
گورنمنٹ ہند پابستہ ہوکر کچہہ اپنے ہاتہہ سے نہ کرسکیگی۔ مگر لورڈ کیسلریگ کو یہہ منظور نہ تہا کہ
لارڈ ولزلی ہندوستان سے ابہی ہی چلے آئین اوس نے انڈیا ہوس مین کہا کہ کمپنی نے لارڈ ولزلی

بعض تدابیر کی نسبت اپنے حسد و بغض کا زہر اوگلا ہے - اور خصوصاً **ہنری ولزلی** صاحب کی تقریر یہہ بہہ سچ ہی کہ لارڈ **ولزلی** نے بہی کمپنی کو دو بڑے دہبے کی لگائی ہین ایک یہہ کہ وہ اس تجارت کا ٹہیکہ نہ رہے - دوسرا یہہ کہ اوسکو اپنے دوستون اور اوروں کو نوکر رکہنے کا اختیار نہ رہے مگر کورٹ ڈائرکٹرز لارڈ **ولزلی** کی خدمات بزرگ کے خیال سے بہی خالی نہین ہے - اسواسطے اوسکو چاہئے کہ وہ لارڈ **ولزلی** سے درخواست کرے کہ وہ مہربانی فرما کر اول جنوری سنہ ۱۸۰۴ع تک وہ ہندوستان مین تشریف رکہین مجبوری کورٹ ڈائرکٹرز کو یہہ لکہنا پڑا جو لورڈ **کسلرڈول** نے اونسے کہا - اوسوقت بیہ دونکو معلوم نہ تہا کہ یہہ لوگ روز ہم بہتر کرتے ہین کہ جیسے پہلے یہہ فیروزی ہماری روزی ہوئی کہ ہمارے گورنر کے ہاتہوں سے مرہٹون کی قوت خاک مین ملجائیگی - اور ہندوستان کا نقشہ ہی اور رنگ کا بن جائے گا -

(۱۶) برٹش گورنمنٹ کے تعلقات ہندوستانی رئیسون سے مختلف طرح کے مختلف اوقات مین رہے نواب **ارکاٹ** - راجہ **تنجور** - نواب **اودہ** سے ایک طرح کا تعلق تہا - نظام پیشوا اور مرہٹون کے سردارون سے دوسری طرح کا - اول قسم کے رئیسون سے تمام اونکے ملکی مالی جنگی اختیارات اپنے ہاتہہ مین لے لئے تہے اور فقط اونکو نام کا رئیس بنا رکہا تہا اور حقیقت مین وہ سرکار ذوی الاقتدار کے پنشندار تہے - نواب اودہ کو کچہہ اختیار اپنے ملک مین دیا تہا جسکو وہ بغیر صلاح اور مشورہ انگریزی کے کام مین نہین لاسکتا تہا انگریزی گورنمنٹ نے بتدریج و ترتیب اسکے کی طرح ترقی کی تہی جیسے اوسکی پور - پور بڑہتی جاتی ہی اسی طرح گورنمنٹ انگریزی کا اقتدار پر اقتدار اور اختیار پر اختیار بڑہتا گیا اول اوسکو اپنی سلامتی اور حفاظت کے واسطے یہہ ضرورت پڑی کہ ہندوستانی رئیسون کی سپاہ سے امداد کرے ہندوستانی رئیسون کو یہہ نعمت غیر مترقبہ ملی - اوسکو اونہون نے روپیہ دیکر خوشی خوشی خریدا ہندوستان مین امور سلطنت کی دو فرع ہین ایک فرع تیغ کے ماتحت ہے دوسرے قلم کے نیچے - تیغ تمام معاملات جنگ مین اختیار رکہتی ہے اور قلم تمام ملکی انتظام - مثل خراج ستانی و معدلت گستری پولس مین حکمران ہے -

ہندوستانی ریاستون سے جو تعلقات ہین اونکا بیان

اول اول انگریزون سے جن ہندوستانی رئیسون کا ملاپ جلاپ ہوا تو اونہون نے اپنی خوشی سے اپنی تلوار تو انگریزونکو ہاتہہ مین دیدی انگریز اس تیغ تیز کو مدت تک ہاتہہ مین لئے بیٹھے رہے۔ لیکن اور ہندوستانی رئیس ملکی انتظام مین قلم ہاتہہ مین رکہے رہے۔ اور جب قلم کا کام بہی اونسے چہین لیا گیا تو وہ صرف نام کے رئیس رہ گئے۔ یہان کے فرمانروایون کا دستور قدیم سے چلا آتا ہے کہ وہ اپنی تیغ و قلم کو اورون کو دیکر خود نام کے بادشاہ یا راجہ بنجاتے ہین چنانچہ اسوقت مرہٹون کے راجہ کا یہی حال تہا کہ وہ فقط نام کا راجہ ستارہ مین تہا اور اوراورآدمیونکے ہاتہہ مین پہنسا ہوا پڑا تہا۔ اور وہ اونسی التفات اور مہربانی سے پیش آتا تہا جو پیرہ اوسکی قید کے لئے ہوتا تہا وہ نادان اوسکو اپنی عزت کا پہرا جانتا تہا۔ اب دوسرے قسم کے رئیسون سے جو برٹش گورنمنٹ نے تعلق پیدا کرنا چاہا تہا وہ یہہ تہا کہ وہ اپنی تلوار کے زور کو انگریزونکے حوالہ کرین۔ نظام دکن سے پہلے اس قسم کا تعلق پیدا ہی ہوگیا تہا سنہ ۱۸۰۰ کے عہدنامہ کو پڑہو اب لارڈ ولزلی اسی طرح کا تعلق مرہٹون کے بڑے بڑے سردارون سے پیدا کرنا چاہتا تہا جسکا بیان ہم آگے فصل مین تفصیلوار بیان کرینگے —

(۱۷) جو مورخ تاریخ اس نظر سے لکہتے ہین کہ اوس سے انسان کا بہلا ہو۔ اور اوسکی عقل و دانش زیادہ ہو وہ ضرور ہین سلطنت کے افعال و اعمال لکہتے ہین اونکی برائی بہلائی اپنی دلائل و نظیرات کے ساتہہ تحریر کرتے ہین مگر ان عیب و صواب بتلانیمین رائین اونکی مختلف ہوا کرتی ہین وہ ایک ہی کام ہوتا ہے جسکو ایک برا دوسرا بہلا دلائل سے ثابت کرتا ہے پس اسی طرح مختلف مورخون نے برٹش گورمنٹ ہند کی تاریخ لکہی ہے اور اوسکے افعال کی درستی اور نکو ہی کو دلائل کے ساتہہ بیان کیا ہے۔ ایک ہی بات کو ایک مورخ اس پیرایہ مین بیان کرتا ہے کہ وہ سر تا پیر برا ہی برا معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا مورخ اوسکو اس انداز سے ادا کرتا ہے کہ وہ سارا بہلا ہی بہلا دکہلائی دیتا ہے مین نے اوسکو دونو طرح سے بیان کرکے ایک مناظرہ سا بیان کردیا ہے کہ جسکے پڑہنے سے مجہے یقین ہے کہ طالب علمون کے ذہن مین جودت پیدا ہوگی۔ اور ایک مقدمہ اونکے روبرو ایسا پیش ہوگا کہ جسکے فیصلہ کرنے مین ضرور اونکو اپنا ذہن کام مین لانا پڑیگا۔ جا بجا بہت سے اعتراضات

سرکار کمپنی کے کامونپر لکہے ہوئے ہین اور پہر اونکے قومی یا ضعیف جواب تحریر ہوئے ہین مگر اہل انصاف کو
دلمین اس امر کا یقین ہوگا کہ جس زمانہ مین انگریزونکو ہندوستان سے تعلق ہوا ہے وہ ایسا تہا کہ دنیا کے پردہ پر کوئی قوم
ایسی تہی نہ کوئی بادشاہ ایسا تہا کہ وہ ہندوستانیونکے ساتہہ اتنا ہی نیک سلوک کرتا جتنا سرکار کمپنی نے کیا اسنے
ہندوستانیونکی بہبودی و آسائش ترقی شائستگی مین بہت کوشش کی اونکی جان و مال و عزت و آبرو کے قائم
رکہنے مین سعی کی - اونکے انفصال حقوق کے واسطے عدالتین مقرر کین چورون رہزنون قزاقون
ٹہگون کے ہاتہہ سے بچانیکے واسطے پولیس قائم کیا - امن امان ملک مین قائم رکہنے کی تدبیرین کین
زیردستون کو زبردستون کے ظلم سے چہڑایا - رئیسون کی اعزاز و اکرام مین کوتاہی نہین کی - غرض
ان باتون کو جتنا انگریزون نے کیا اوتنا ہی کوئی اور دنیا مین ہندوستانیون کے لیے کرنیوالا
نہ تہا - جو اعتراض مین نے لکہے ہین وہ انگلشی زبان سے لکہے ہین اس قوم اقبال نیک سیرت و خوش
صورت کی خواص مین یہہ امر داخل ہے کہ وہ کسی مسلک مین بے بدرقہ دلیل قدم نہین رکہتے ہر شخص
کو اپنی رائے کے اظہار کے لئے بشرطیکہ اوسکے لیے وجوہ ہون اختیار حاصل ہے - اسلئے وہ اپنی گورنمنٹ
کی غلطیون پر اور اپنے افسرون کی لغزشون پر ایسے ایسے سخت اعتراض حرف بانی سے کرتے ہین
جو اس کوچہ سے نابلد ہین وہ یہہ جانتے ہین کہ یہہ شخص کوئی اپنی گورنمنٹ کا بڑا سخت دشمن ہے - مل صاحب
کی تاریخ مبسوط کوئی پڑہے تو اوسکو ایک حیرت ہوگی کہ یہہ تاریخ ہند کیسی انگریز نے لکہی ہے مگر وہ
اپنی قوم کا دشمن ہے - مگر سب جانتے ہین کہ وہ پکے خیرخواہ اور قوم کے رہنما ہین اور حقیقت مین قومی
رہنمائی کا کام یہی ہے کہ جب وہ دیدہ و دانستہ غفلت اور بے پروائی کرے تو اوسکو متنبہ کرے
اور سچی دل سوزی اور ہمدردی کا اقتضا یہہ ہے کہ اوسکی مذمت کرے - غرض جو اس
چاشنی سے بے بہرہ ہین وہ اس نکتہ کو ہرگز نہین سمجہہ سکتے ہین کہ اس اپنی عیب بینی ہی
کی بدولت یہہ قوم عالی منش معراج ترقی پر صعود کرتی جاتی ہے فقط

فصل ششم

لارڈ ولزلی کا عہد حکومت اور مرہٹوں کے معاملات

سنہ ۱۸۰۰ سے ۱۸۰۳ تک

(۱) جب انگریزوں نے سلطنت میسور کو غارت کر دیا اور اپنی بلند مرتبگی کے لیے حیدرآباد میں قائم کر دیا تو خالی میدان میں فقط وہ اور مرہٹے رہ گئے۔ لارڈ ولزلی کو یقین تھا کہ ہندوستان کا امن امان سارا اسی پر موقوف ہے کہ انگریزی سلطنت کو سب ہندوستانی سرکاروں پر بزرگی و تفوق حاصل ہو جائے اور انگریزی فیل و حشم کی حفاظت و تربیت میں وہ محروس ہو جائیں۔ وہ اپنا اتنا ملک دیدیں کہ جو اس سپاہ کے خرچ کو کافی ہو۔ اور جو جھگڑا اونکے درمیان آپس میں ہو اوسکے تصفیہ کر دینے کا اختیار برٹش گورنمنٹ کو ہو۔ مگر مرہٹوں کا دماغ چڑھا ہوا تھا۔ بھلا وہ کب اس بات کو سننے والے تھے کہ انگریزی سپاہ اونکے ملک کی محافظ ہو اور وہ ملک اوسکے خرچ کے لیے دیں۔ اس سلطنت کا سارا دارومدار لوٹ مار پر تھا۔ اگر ملک میں امن ہو جاتا تو گویا اونکی روزی کا دروازہ ہی بند ہو جاتا۔ وہ تو امن کے دشمن اور فساد کے دوست تھے۔ اور خوب جانتے تھے کہ اگر انگریزی سپاہ محافظ ہوئی تو وہ آزاد نہ رہینگی اور رعایا اونکا [illegible] نہیں مانیگی۔ گورنر جنرل نے سنہ ۹۹ کو اس قسم کے عہد و پیمان کا پیغام پیشوا پاس بھیجا۔ وہاں ایک فرسودہ روزگار نانا فرنویس پیشوا کا وزیر موجود تھا۔ اوسنے ایسے معاہدہ سے انکار کرا دیا۔ مگر مارچ سنہ ۱۸۰۰ میں موت نے اس مدبر منتظم کو مرہٹوں کے سر سے اوٹھا لیا۔ اوسکے ساتھ ہی مرہٹوں کی سلطنت کی دانائی اور اعتدال کا زوال ہوا۔

[illegible] مرہٹوں میں بڑا دانا گذرا ہے۔ وہ بڑا ہوشیار اور اپنی قوم کا دل سے ہمدرد تھا۔ اس نیک شعار کا ہمیشہ شعار رہا کہ وہ اپنی قوم کو ہرگز بے اعتدالی کی راہ میں قدم نہ رکھنے دے

کی بڑی تعظیم اور تعریف کرتا

بڑے خوش نیت اور نیک طینت و جوانمردی میں اپنی قومی مصلحت کی نظر

اوسنے کشیدہ خاطر اور مخالف رہتا تھا۔ اونکی شان و شوکت کی ترقی روز افزوں کی

ہلکر خاندان کا حال اور اہلیا بائی

گوسکی طرح خوب جلتا۔ یہہ وہی تہا کہ **سیندہیا** کو پونہ مین کبہی آگے نہ بڑہنے دیا۔ مگر جب یہہ کسی وا[illegible]
نہ رہا تو **سیندہیا** بہت چل نکلا اور مرہٹون کا سرتاج بن گیا۔ اور تمام سرداروں مین سربلند ہوگیا
اوسنے **باجی راؤ** پیشوا کو ایک کونے مین بٹہا دیا۔ اور جب وسکو یہہ خبر لگی کہ پیشوا کہین بہاگنے کو ہے
تو اوسکے محل کو گہیرا اور تمام آسائش ترا اوسنے قید مین رکہا۔ مگر سرفرعونے رامو سنگہ اوسکی جان کے واسطے
جسونت راؤ اوسکے نفیا ر سہو رہا تہا۔ اوسکی ترقی کو دیکہہ دیکہہ پیشوا دل ہی دل مین خوش ہوتا تہا
اور جانتا تہا کہ اوسکے یہ کل سے **سیندہیا** کی قید سے ایک نہ ایک دن مین رہائی پاؤنگا۔ یہہ امید
حقیقت بڑہتی جاتی تہی اور تہا ہی اوسکا میلان خاطر و التفات انگریزون کی طرف سے کم ہوتا جاتا تہا
(۲) **ملہار راؤ** جسکو اس سبب سے کہ وہ **ہول گانو** کا رہنے والا تہا۔ ہلکر کہتے تہے ذات کا گڈریا
تہا۔ اوسنے اپنی تدبیر اور شمشیر کے زور سے پیشی سے بلندی پر چڑہا کیا چروا ہا تہا یا راجہ ہوگیا وہ
چہہتر برس کی عمر مین چالیس برس تک مرہٹون مین دلاوری سے افسری اور سرداری کرکے اس
دنیا سے سدہارا۔ اوسکا ایک بیٹا **کہانڈی راؤ** تہا سو وہ باپ کی زندگی ہی مین مرگیا۔ اوسکے
ساتہہ **اہلیا بائی** کی شادی ہوئی تہی۔ وہ بیس برس کی عمر مین رانڈ ہوگئی۔ اور ایک لڑکا
ملے راؤ اور ایک لڑکی **مچہا بائی** اوسکی یادگار رہین۔ **ملہار راؤ** کی وفات کے بعد اوسکا
پہہ پوتا مسند نشین ہوا۔ مگر نو مہینے تک خفقان مین مبتلا رہا۔ کہ جان نے جسم کے خلجان سے رہائی
پائی۔ پہر دہرم شاستر کی رو سے **اہلیا بائی** سلطنت کی وارث ہوئی۔ اور وہ تخت سلطنت پر جلوہ
افروز ہوئی اور عنان سلطنت اپنے ہاتہہ مین لی۔ اسوقت اوسکی عمر تیس برس کی ہوگی۔ اوسنے
تکاجی ہلکر کو اپنی فوج کا سپہ سالار بنایا اور جو کام اپنے سے نہ ہو سکتے تہے وہ اوسکو تفویض کئے
یہہ عورت ہندوؤن کے ہان ایسی ہوئی کہ اگر **سیتاجی** اور **سکنتلا** اور **دروپدی** اور
دمینتی کے نیچے اوسکا نام لکہہ دین تو بجا ہے۔ اگر ہندو دیوتاؤن کے نام کے ساتہہ اوسکی سمرن [illegible]
رہے ہے۔ ایسے اچرج کا جا اوسنے کئے ہین کہ دیوتاؤن کے ساتہہ اوسکا نام لیا جاوے
غرض یہہ اوصاف وہین دیکہنے ہے عورت ہوکر اوسمین خود بینی اصلا نہ تہی [illegible]

تمام کو نہ تہی۔ باوجودیکہ وہ اپنے دہرم کرم مین ایسی پکی تہی کہ کاہیکو کوئی عورت ہوتی ہے۔ مگر دوسرے
کے مذہب سے اوسکو کچہہ تعرض نہ تہا۔ اس پاک دامن کا دامن گرد تعصب سے آلودہ کبہی نہ ہوا۔ رات دن یہی
دہن لگی رہتی تہی کہ مین سب کو خواہ ہندو ہو یا مسلمان سکہہ پہونچاؤن۔ دکہیون کے دکہہ دور کرون
ہر درد کے لئے درمان ہون۔ طوائف انام اور طبقات ملل کی یاد تہی۔ باوجودیکہ قبول صورت نہ تہی مگر اوس
حسن سیرت سے ہندو مسلمان وغیرہ دل و جان سے فدا تہے۔ اور اوسکے اقبال اور دولت کے لئے ہمیشہ دست بدعا تہے
خطاپوشی عطا پاشی اوسپر ختم تہی۔ اوسپر یہہ خوبی تہی کہ مفسدونکا چراغ نہ جلنے دیتی تہی۔ شریرون
پر تشدد و تہدید کی شررفشانی کرتی رہتی تہی۔ ہندوستان مین اچہے سے اچہے حاکم کی یہہ بڑی تمیز ہے
کہ جو فرمان روا اپنے ارکان سلطنت کو جلد جلد بدلتا ہے۔ وہ برا اور ناقدر شناس و ملون مزاج سمجہا جاتا ہے
اور جو ہمیشہ اسکے خلاف کرتا ہے تو وہ اچہا اور قدردان سمجہا جاتا ہے۔ اوسنے تیس ۳۰ برس تک راج کیا اور
کسی اہلکار کو نہین بدلا۔ اوسکے انتظامون اور نیک کامونکی تفصیل کے واسطے تو ایک کتاب چاہیئے مگر مختصر یہہ ہے
کہ اوسکی سلطنت ایک عمدہ سلطنت کا نمونہ پائی جاتی ہے۔ جسکا انتظام ایسا مستند سمجہا جاتا ہے کہ جب
کسی تکرار کے موقع پر یہہ کہا جاتا ہے کہ اہلیا بائی کے وقت مین یہہ باتین ہوئی تہین تو پہر کوئی چون و چرا
نہین کرتا سب سر جہکا دیتے ہین اور اوس بات کو مان لیتے ہین۔ اوسکے تمام رئیسان و سلاطین اور انگریز
بڑی تعظیم و تکریم کرتے تہے اور اوسکے معتمد اونکے سرکارون مین رہتے تہے۔ اوس نے بہت سے عمارتین
عمدہ بنوائین جوم مین ایک نادر سڑک بندہیا چل پہاڑ کی اوپر بڑی لاگت سے بنوائی ہے
ہلکر کے تمام علاقے مین دہرمسالے اور کنوئے بنوا دئے۔ جگنناتہہ۔ بنارس۔ کدارناتہہ
دوارکا۔ سیتہہ بندرامیشور مین اوسکے بنوائے ہوئے بڑے بڑے سندر مندر اوسکے نام
سے بنے ہین۔ اونکے خرچ کے واسطے بہت سے دیہات پن کر دئے ہین۔ لشیشرناتہہ کا مندر بنارس
اور مہادیو کا مندر گیا جی مین بڑی عالیشان عمارتین ہین۔ اندور کا پرانا شہر دریا کے
داہنے کنارہ پر بستا تہا۔ نیا شہر جو بائین کنارہ پر بستا ہے وہ اوسی کا آباد کیا ہوا ہے
قصبہ مہیشر اوسی نے بنایا ہے۔ تیس ۳۰ برس تک جو اوسنے ریاست عابدانہ زہد و تقوی کے

سمجھہ مین نہین آتی کہ عورت اوسکی کیونکر متحمل ہوسکتی ہے - اوسکا یہہ معمول تہا کہ دو تین گہڑی رات
رہے سے پوجا پاٹ کرنیکو اوٹھتی - اوس سے فارغ ہوکر تہوڑی دیر تک کتہا سنتی اور پہر کئی برہمنون کو
دان دیکر اپنی ہاتہہ سے اونکو بہوجن کروانی - بعد اوسکے وہ کچھہ خود ساگ پات کہاتی - گوشت کہانا
کچھہ اوسکے مذہب مین منع نہ تہا مگر وہ دیالو نہ کہاتی - پہر کچھہ آرام کرتی - دو بجے پوشاک بدلکر
دربار مین آتی اور شام کے چھہ بجے تک راج کے کام کرتی - تمام مقدمات آپ سنتی - فریادی اوس تک اپنی
داد رسی کیلئے پہونچ سکتا تہا - وہ دل سے یقین کرتی تہی کہ مجھے تمام اپنی سلطنت کا حساب خدا کو دینا
پڑیگا - خوشامد اوسے خوش نہ آتی تہی - ایک پنڈت جی اپنی عادت کے موافق بہت سے شلوک اوسکی تعریف
مین بناکر لائے - اور اوسکے آگے گائے - اس تونگر دل نے اونکو انعام اکرام دیکر رخصت کیا - اور ان
اشعار کو لیکر دریا مین خود ڈبو دیا - آخر عمر اوسکی نہایت تلخ گئی بیٹے کا زخم بہرنے نہ پایا تہا کہ اوسپر
یہہ اور نمک چہڑکا گیا کہ داماد مرگیا بیٹی بہی نیک بختی اور سعادتمندی مین اپنی ماکی بیٹی تہی - اوسنے
شوہر کے ساتہہ ستی ہونیکا قصد کیا - **اہلیا بائی** نے ہرچند کہا کہ میری جان تم کہان مجھے اکیلا
چہوڑ کر جاتی ہو - بہائی کے مرنیسے تو پہلی ہی گہر کا چراغ گل ہوگیا تہا - اب تم بہی سدہارتی ہو -
کہو میرا حال تم بغیر کیا ہوگا - کیونکر میری زندگی کے دن بسر ہونگے - بیٹی نے سمجہایا کہ اماں مرنا سبکو
ہے - تہوڑے سے دن آپ کو یہان رہنا ہے - بری بہلی طرح سے کاٹ دینا - غرض وہ اپنے ارادہ سے باز
نہ آئی - پہر **اہلیا بائی** بہی راضی ہوگئی جب بیٹی کی سواری گئی ہے تو یہہ دکہیاری بہی ساتہہ
گئی - دو برہمنون کے ہاتہون پر کہڑی رہی - ادہر چتا مین آگ لگی اودہر اوسکی ماتا کی آگ
بہڑکی - ہاتہہ چہڑا کر چاہتی تہی کہ آگ مین جاکر اپنی جان کے کلیجے کو کہینچ لا دے مگر کچھہ بس نہین چلا
جب تک خدا نے جلایا جیتے کو جیتی رہی مگر جیتے جی اوسکے کلیجہ سے یہہ داغ نہ گیا - ان اپنی بچون کی یادگار
مین عمارات عالیشان بنانے سے کچھہ دل کو سنبہالا اور بہلایا - سنہ ۹ [illegible] مین ہونے آنکر اوسکو اس
ہے - ایسے [illegible] - اور سنہ [illegible] مین **تکاجی** کو بہی اجل نے آن لیا تو پہر اس ہولکر کے خاندان مین
غریب اوصاف [illegible] آخر کوشش گورنمنٹ کا حقہ [illegible]

بدولت تہی

اُسکا دست اپنی حکومت کی بانسبے اُوٹھایا اور اس سارے خاندان کو اپنا محکوم بنایا۔ آخرکو یہ خاندان بالکل
مطیع اور مغلوب برٹش گورنمنٹ کا ہوگیا۔ تکاجی کے چار بیٹے تھے دو اُن میں سے بیاہتا بیوی سے کاشی راؤ
اور ملہار راؤ تھا اور دو دوسری بیاہتا بیوی سے دولوجی اور جسونت راؤ۔ کاشی راؤ ضعیف العقل
اور نحیف الجثہ تھا۔ اُسکے بھائی ملہار راؤ نے سلطنت کا اہتمام اور سپاہ کا کام لیا۔ کاشی راؤ
پونا میں سیندھیا پاس دوڑا گیا۔ سیندھیا اُسکی پشت پناہ بنا۔ اور ملہار راؤ پر دغابازی
کرکے حملہ آور ہوا اور اُسکو شکست دی اور وہ لڑائی میں مارا گیا۔ پس ہلکر کا خاندان جو پہلے سیندھیا
کا رقیب و حریف تھا اب کمزور و ضعیف ہوکر بالکل اُسکا مغلوب ہوگیا۔ اسی سیندھیا کو اور حوصلہ ہوا کہ
تمام مرہٹوں کا وہ خود ہی اکیلا فرمانروا اور حکمران ہوجائے۔ جسونت راؤ جو اپنے بھائی ملہار راؤ کے
ساتھ شریک جنگ تھا بھاگ کر ناگپور کے راجہ کے پاس گیا۔ اس راجہ نے سیندھیا کی چال سے اُسکو قید
کرلیا۔ وہ اس قید سے نکل کر آنند راؤ راجہ دھار کے پاس جو قدیمی راجاؤں میں تھا پہونچا۔ یہاں بھی
دولت راؤ سیندھیا نے اُسکا پیچھا نہ چھوڑا۔ اس راجہ نے بھی دس ہزار روپیہ اس مہمان کو دیکر کہا
کہ آپ رخصت ہوجیئے میں سیندھیا کے سبب سے آپکو نہیں رکھ سکتا۔ اب جسونت راؤ دھار سے بھی چلا
سات سوار لوٹے ہوئے اور ایک سو بیس پیدل شکستہ بستہ جنکے پاس لوہے کی برچھی تھی اُسکے ہمراہ تھے وہ یہ سمجھا
کہ مجھے تو لوگ نطفہ حرام سمجھ کر خاطر میں نہیں لاینگے۔ اسلیئے اُسنے ملہار راؤ کے بیٹے کھنڈے راؤ
کو جو کم عمر تھا اس خاندان کا راجہ بنایا اور آپ خود اُسکا وزیر بنا۔ اور ساری اپنی قوم کو سمجھایا کہ سب
یکدل اور متفق ہوکر سیندھیا کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ ممالک متوسطہ میں لٹیروں کی کیا کمی تھی کوئی
اُنکے لیئے سرغنہ چاہیئے تھا۔ بات کی بات میں بھیل پنڈاری۔ افغان مرہٹے اسطرح
اکٹھے ہوگئے جیسے حلوائی کی دوکان پر مکھیاں۔ اسوقت سے جسونت راؤ کا دور شروع ہوا۔ پھر اُس سے

...ن رسالہ بھی آن ملا۔ یک شد دو شد یہ نوجوان بھی تیئیس برس کا تھا خوب زور میں
ہوا تھا۔ رئیس بھوپال کا وہ نوکر تھا۔ مگر ۱۷۹۸ء میں اُسنے ترک ملازمت کرکے نیزہ بردار سپاہی
ساتھ لیکر خود ملکوں کا تاخت و تاراج کرنا شروع کردیا۔ اب یہ دونو غارتگر اٹھارہ مہینے

نربدا کو خوب لوٹتے رہے۔ اور جب اونکو خاک مین ملا چکے اور لوٹنے کو لیئے کچھہ خاک نہ رہا تو وہ جدا ہو گئے
امیر خان مشرق کی طرف دو لتمند ضلاع **ساگر** مین چلا گیا۔ یہہ اضلاع پیشوا کی عملداری مین تھے۔
وہان اوسنے خوب دست درازی کی اور بہت کچھہ لوٹ مین اوسکو ہاتھہ لگا۔ اور **جسونت راؤ**
مالوہ کی اضلاع مین داخل ہوا **دولت راؤ سیندھیا** کو اب ضرور ہوا کہ **پونہ** سے اوسکی گوشمالی
کے لئے باہر نکلے۔ وہ آٹھہ برس کے عرصہ سے یعنی جب سے کہ وہ اپنے چچا کا جانشین ہوا تہا **پونہ** مین ہی رہتا تہا
اور پیشوا کی بیخ کنی مین کوشش کرتا رہتا تہا جب یہانسے چلا ہے تو سے لاکھہ روپیہ پیشوا سے اوسنے لیا
سرجی راؤ گھٹکی کو اپنی جگہہ یہان مقرر کر گیا اور پانچ پلٹن پیدلون کی اور دس ہزار سوار اوس
پاس حکومت کرنیکے لئے چھوڑ گیا۔
(۳) ہندوستان مین بھی کیا زمانہ بہہ انقلاب کا تہا کہ ابھی ایک شخص خاک مین رل رہا تہا کہ آسمان
پر چڑھہ گیا۔ کل کے بات ہے کہ **جسونت راؤ** در بدر کا مارا اور سراسیمہ ادہر اودہر ٹھوکریان کھاتا پھرتا تہا۔ یا دو برس کے
عرصہ مین اوس پاس ایک سپاہ جرار ستر ہزار کی موجود تھی۔ **مالوہ** کو پامال کرتا ہوا **سیندھیا** کے
دار السلطنت **اوجین** پر جا پہونچا۔ یہان **مہاراجی سیندھیا** کی بیوائین رہتی تہین **دولت راؤ** اور
سرمایہ اور سپاہ کو **دولت راؤ سیندھیا** کے خوف کے مارے لیکر یہان چلی آئین تہین **جسونت راؤ**
نے اونکو یہہ دم دیا کہ مین تمہاری حمایت اور اعانت کرونگا۔ اور آدھی رات کو اونکی لشکر پر توپین
لگا دین۔ اور اونکا تمام مال و متاع اور توپخانہ لے لیا۔ اور اونکو جان بچا کر بھاگنے بھی نہ دیا **سیندھیا**
کے سپاہیون کے دو گروہ **جسونت راؤ** کی کمک کالنے کے لئے آمادہ ہوئے۔ اونکے افسر فرنگی تھے۔ مگر اونپر بھی یہہ
پھٹکی پڑی کہ ایک گروہ نے تو اپنے ہتیار دشمن کے پیرون مین ڈالدیئے۔ اور دوسرے گروہ پر جسکے افسر
کرنیل ایس سنگ تھے اونپر **جسونت راؤ** نے ایسی عمدہ طرح سے حملہ کیا کہ چوتھائی سپاہ اونکے
مار لی اور گیارہ فرنگی افسرون مین سات کا سر اوڑا دیا اور تین کو قید کا مزہ دکھایا اور شہر **اوجین** پر
قبضہ کر لیا۔ مگر اوسکو لوٹا نہین اوسکی سپاہ ایسی فرمانبردار تابع تھی کہ جب اوسنے حکم دیدیا کہ شہر نہ
لوٹو تو پھر کسی کا کیا مقدور تہا کہ تنکے کو ہاتھہ لگا سکے۔ مگر اوسنے شہر سے پندرہ لاکھہ روپیہ

جسونت راؤ ملہار راؤ اور دولت راؤ سیندھیا کی لڑائیان

تاوان لیکر اپنے خزانہ مین داخل کیا۔ یہان یہہ ہوا وہان پونہ سے جب سیندہیا چلا تو پیشوا اوسکی قید
سے چھوٹا۔ اب بجاے اسکے کہ وہ اپنی تمام جاگیرداروں اور تابعین رئیسون کو مدارا اور آشتی سے اپنا
دوست بناتا۔ اس کم فہم اور ناقص عقل نے اونپر اور تشدد کیا۔ اور اونکو غارت کرنا شروع کیا
اونہون نے بغاوت اختیار کی اور تمام دیہات پر چڑھ آئے اور زمینداروں سے آپ ہی خراج لینا
شروع کیا۔ کسی ضرورت کے سبب سے ونوجی بہی ایک گروہ کے سرگروہ تہے۔ وہ پکڑے گئے تو پیشوا
نے اونکو ہاتہی کے پیر کے تلے مسلوایا اور اوسکی ہای وای کا تماشا خوش ہوکر دیکہا جب رعایا
نے یہہ ستم شعاری پیشوا کی دیکہی تو اوسکی پیروی چہوڑی اور اوس سے دل بیزار ہو گئے۔
اور جسونت راؤ کو جب یہہ خبر اپنی بہائی کی پہونچی کہ وہ یون پامال ستم ہوا تو اوسکے دل
مین پیشوا سے انتقام لینے کا جوش خروش ہوا جب سیندہیا کو اپنے لشکروں کا حال کہلا اور
جسونت راؤ کی قوت اور قدرت بڑہنے کی خبر معلوم ہوئی تو اوسنے اپنے سسر سرجی راؤ
گہاٹکی کو بلایا کہ وہ سپاہ لیکر چلا آئے یہہ سرجی راؤ بہی شرارت اور فتنہ پردازی مین شیطان
سے کچہہ کم نہ تہا۔ سیندہیا کا شیطان مشہور تہا جسوقت سیندہیا پونہ سے چلا تو یہہ سر
پیشوا کے جنوبی اضلاع مین سپاہ کو لیکر چلا گیا اور ان اضلاع کو نہایت بیرحمی سے لوٹا۔ اور جب
بلایا گیا ہے تو وہ پونہ سے ایک میل پر تہا اور قریب تہا کہ اوسکو بہی خوب لوٹے مگر سیندہیا
پاس چلا گیا۔ اور ڈی بوئن کی پلٹنین بہی سیندہیا سے آملین۔ پہر ۱۴ اکتوبر ۱۸۰۱ء کو
ہلکر اور سیندہیا مین ایک بڑا ہوا جسمین سیندہیا نے جی پای۔ اور سرجی راؤ اندور
مین فتح کے نشہ مین بدمست ہوکر داخل ہوا۔ اور شہر کو بیدردی سے لوٹنا شروع کیا۔
اور اہلیا بائی کی بنائی ہوئی عالیشان عمارتون کو جلا کر خاک کر دیا۔ دولتمندون کے
گلے پر چہری رکہہ رکہہ کر روپیہ لیا۔ بیچاری عورتین اپنی عصمت و عزت کے خوف سے اپنی کنوؤن مین
گرین کہ وہ بالکل اونکی لاشون سے پٹ گئے۔ جسونت راؤ کو یہہ سب ایسا لینا
کے بعد وہ اپنی عقل اور تدبیر سے پہر بنا جسطرح کی جوانمردی اور لیاقت

اس زمانہ کے مناسب تہی پہر اوسکے جہنڈے نیچے سپاہ کا جمگہٹ ہونا شروع ہوا - اور وہ اس سپاہ کو لیکر شمال کی جانب غارت کرتا ہوا چلا - اور ایسا بیخوف اور نڈر ہوا کہ ہندوون کے لوٹنے مین ہی دیوتاؤن کا ادب نکیا - ناتہہ دوار کو خوب لوٹا - پہر خاندیس کو لوٹتا ہوا پونہ کے قریب جا پہنچا - اور یہہ بہانہ بنایا کہ مین پیشوا کو سیندہیا کی پنجہ سے اوڑاتا ہون -

(۴۲) جسونت راؤ جس ارادہ سے پونہ پر آتا تہا اوسکو سب جانتے تہے اوسکے نام سے پیشوا کا دم بند ہوتا تہا - لارڈ ولزلی کو اس امر کا یقین ہمیشہ سے تہا کہ جب تک پونہ مین ہمارا قدم اور علم نہین قایم ہوگا دکن مین کبہی آتش فساد نہ بجہیگی - اسلیئے جب کبہی موقع ملتا تو وہ پیشوا سے عہد و پیمان کرکے یہہ پیغام بہیجتا کہ ملک کی حفاظت ہماری سپاہ کے حوالہ کرو اور اوسکے خرچ کے واسطے ملک یدو پیشوا بہی اپنی امید و بیم کی حالت کے موافق اوس سے وعدہ وعید کرتا تہا کبہی اوسنے یہہ کہا کہ مجہے سپاہ انگریزی رکہنی اس شرط سے منظور ہی کہ وہ سرکار انگریزی ہی کی عملداری مین رہے جب چاہون اپنی خدمت گذاری کیلیئے بلالون - ملک بہی اوسکے خرچ کے دینے کے واسطے بتلایا مگر وہ ایسا ملک تہا کہ جسپر پیشوا کی حکومت برائے نام تہی - پرانی دوکان پر داداجی کی فاتحہ پیشوا یہہ سمجہتا تہا کہ اپنے ملک مین سپاہ انگریزی کو سطرح بالاستقلال جگہہ دینی اوسکا تابع بننا ہی - لارڈ ولزلی اس درخواست کو اس سبب سے نامنظور کرتا تہا کہ اسطرح بالکل فائدہ پیشوا ہی کو تہا - برٹش گورنمنٹ کو کچہہ نفع نہ تہا غرض وہ اوسنے اسوقت اپنا پیغام معمولی بہیجا مگر جب سیندہیا نے اپنے سردار شو دلیت راؤ کو پونہ کی حفاظت کے واسطے دس پلٹنین پیدلون کی اور بہت سے سوار دیکر بہیجا تو پیشوا کا ارادہ پہر گورنر جنرل کے ساتہہ عہد و پیمان کرنیکا فسخ ہوگیا اکتوبر کے شروع مین کرنیل کلوز ریزیڈنٹ پونہ نے گورنمنٹ کو لکہا کہ عہد و پیمان ہونیکی اب کچہہ امید نہین ہے - اب سیندہیا اور پیشوا کی سپاہ ملکر ہمہ ہزار پونہ کی فصیل کے پاس تہین - اونہین ٹہکرا فسر نیل ڈیوس تہی - ملکر کے پاس بہی چودہ پلٹنین تہین جو قواعد فرنگستانی

پر پانچہزار بے آئین پیادے اور ۲۵ ہزار [illegible] معاملہ تہا کہ دم

ہندوستانی رئیسون کی طرف انگریز افسر تھے اور اپنے اپنے آقاؤن کی طرف سے وہ اُسمین لڑتے تھے۔ یہہ لڑائی دیر تک نہایت سختی سے قائم رہی ہنگامہ قتال و جدال خوب برپا ہوا۔ اول دن سیندھیا کا پلہ لڑائی مین بہاری معلوم ہوتا تہا۔ ہلکر کی سپاہ بہت کٹ چکی تہی ہلکر دفعۃً شیر کی طرح جہنجہلا اٹھا اور اوسنے اپنی سپاہیون کو للکارا کہ ای جوانمردو یہہ آج ہی کا دن ہے کہ میرے پیچھے چلے آؤ۔ غرض اسوقت اوسنے اپنی شیرمردی سے اور اونکو بھی جوانمرد بنا کر سیندھیا کی سپاہ کو جو ایک ریلا دیا تو اوسکے پیر اوکہڑ گئے اور بڑی شکست فاحش ہوئی اور تمام بہیر بنگاہ کا اسباب دشمن کے ہاتھہ لگا۔ باجی راؤ پیشوا اول اول تو لڑائی مین شریک ہوا مگر جب لڑائی مین آگ برستی ہوئی دیکھی تو مارے خوف کے وہ اس آتش زنی کی حد سے پرے ایک پربت پر جا بیٹھا۔ ایک سپاہ اوسکو گھیرے ہوئے کہڑی تہی۔ اگر یہہ سپاہ ہلکر سے لڑنے جاتی تو کچھہ کام بھی آتی پیشوا نے دیکھا کہ لڑائی کا پاسہ پلٹنے کو ہے تو فوراً اوسنے اپنا ایلچی کرنیل کلوز پاس جو اوسکے قریب ہی خیمہ زن تہے بہیجا کہ تمام وہ شرائط منظور ہین جو گورنر جنرل نے پیش کی تہین۔ پہر اوسکو شکست کی خبر آئی تو وہ سات ہزار آدمیون کے ساتھہ سنگمنیر مین چلا گیا اور پہر یہان سے ساحل بحر پر بہاگ گیا گورنر بمبئی کو خط لکہا کہ ایک جہاز کا سازوسامان کر کے بہیجے جب یہہ جہاز آیا تو اوسمین بیٹھہ کر وہ ۱۷ دسمبر کو بسین مین پہنچا۔

(۵) جسونت راؤ پونہ مین داخل ہوا۔ اوسکی آرزو دلی یہہ تہی کہ پیشوا جیسے ہاتھہ لگ جائے تو وہ وہ انتظام کر دین جو دولت راؤ سیندھیا آٹھہ برس سے کر رکہا تہا۔ مگر پیشوا ہلکر کی بات پر کان بھی نہین دہرتا تہا جب جسونت راؤ اس امید مین مایوس ہوا تو اوسنے پیشوا کے بہائی امرت راؤ کو بلایا اور اوسکے بیٹے کو مسند پر بٹھایا اور اوسکو مدارالمہام مقرر کیا اور اس کام کے عوض مین خود دو کروڑ روپیہ لیئے اور ایک کروڑ روپیہ کی آمدنی کا ملک لیا اور تمام سپاہ پر اپنا اختیار رکہا دو مہینے تک پونہ مین اوسنے کام اعتدال کے ساتھہ کیا مگر پہر اس شہر کو لوٹ لیا۔ کرنیل کلوز ریزیڈنٹ پونہ کو ہر چند اوسنے چاہا کہ وہ یہان بدستور رہین مگر اونہون نے یہہ [illegible] کہا کہ مجھہ سے یہہ ظالمانہ کام نہین دیکھے جائینگے وہ پہلی دسمبر کو بمبئی

(۶) کرنیل کلوز صاحب یہان انگریزی راجی راو پیشوا کی عہدنامہ کی درستی مین مصروف ہوئے اور یہہ عہدنامہ ۳۱ دسمبر ۱۸۰۲ء کو مرتب ہوا۔ تاریخ عہد انگلشیہ مین یہہ روز بہی یاد رکہنے کی قابل ہی اوسکی شرائط یہہ تہین اول انگریزی سپاہ کی چہہ ہزار پیادی اور اوسکی مناسب حال توپخانہ پیشوا کی عملداری مین رہا کرینگے۔ اور اونکی خرچ کی واسطی پیشوا اونکو وہ اضلاع دیگا جنکی آمدنی چہبیس ۲۶ لاکہہ روپیہ سالانہ ہوگی دوم جو قوم فرنگستانی انگریزون کی ساتہہ مخالفت مخاصمت رکہتی ہوگی اوسکے کسی آدمی کو پیشوا نوکر نہ رکہیگا اور فرانسیسو نکو بالکل موقوف کردیگا اور بغیر منظوری سرکار انگریزی کے نہ وہ کسی ریاست سے لڑیگا نہ کسی سے عہد و پیمان کریگا غرض جو معاملات اور ریاستون سے ہونگے اونمین کوئی کام بغیر مشورت انگریزی گورنمنٹ کی نہین کریگا سوم سورت اور اور اضلاع گجرات جو بالفعل گائکوار سی سرکار کمپنی کو ہاتہہ لگی اونپر جو اوسکے دعوی تہے اونسی دست بردار ہوگا۔

چہارم سرکار کو کچہہ مداخلت پیشوا کی خانگی کامون مین نہوگی۔ نہ اوسکی اولاد اور عزیز یگانون اور نوکرون سے سروکار ہوگا۔ سپاہ سرکار انگریزی پیشوا کی ایسی خدمت گزاری کے لئے کمر باندہی بیٹہی رہیگی کہ کوئی اوسکی رعایا اور تابعین سے سرکشی کرے اور فتنہ پردازی پر آمادہ ہو تو وہ فورًا اوسکا علاج کریگی اور اس آتش فساد اور بغاوت کو بجہائیگی۔ یہہ آخر شرط بہی تماشے کی تہی کہ پیشوا کو تو اختیار تہا کہ خواہ وہ اپنی رعایا پر جتنا چاہے ظلم و ستم کرے اور اوسکی چہاتی پر مونگ دلے۔ مگر جب یہہ غریب رعایا اوسکے ظلمون کی مقابلہ کے لئے سر اوٹہائے تو انگریزی سپاہ اوسکی سرکوبی کے لئی ہتہیار چلائی۔ مرتے کو مارے شاہ مدار۔ برٹش گورنمنٹ نے پیشوا کی ملک کی انتظام اندرونی مین نہ دخل دینی کا وعدہ کیا۔ مگر یہہ صورت نواب ارکاٹ اور اودہ کی ساتہہ نہ کی وہان برعکس اسکے یہہ شرط تہی کہ اگر ملک کا انتظام اندرونی خراب ہوگا تو برٹش گورنمنٹ کی عدالت اعزاز مردمی و مردانگی کا یہہ اقتضا نہ ہوگا کہ رعایا کے گلے پر چہری پہرتی ہوئی دیکہے (اور) نہ بولے۔

بسین بہی انگریزی راج کی تاریخ کا ایک واقعہ عظیم ہے اور اوس سے انگریزی

سلطنت کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے وہ مرہٹوں کی سلطنت کیلئے مادہ فالج تہا کہ جس سے اوسکو لقوہ جدا
ہو گیا اور ہاتھ پیر جدا رہ گئے - اوس نے وہ صدمہ اوسکی جان پر پہنچایا کہ دم ہی نکل گیا - اوس نے
اپنے تئین سنبہالا مگر وہ سنبہل نہ سکی - گو پیشوا کی حکومت اور سلطنت کو اوسکے سردار کبہی کبہی
کچہہ بہی نہین مانتے تہے مگر پہر بہی وہ ساری قوم کا پیشوا اور قبلہ گاہ تہا - اور سلطنت ہند کے
لئے جو مرہٹون اور انگریزون کے درمیان حریفانہ لڑائیان اور جہگڑے ہو رہے تہے اونمین
پیشوا کو اپنا پیشرو مانتے تہے - یہہ عہدنامہ بہی معرض بحث مین بہت محققین کے رہا ہے - اوسپر
کا اتفاق رائے نہین ہے - لارڈ کیسل ریو اور ڈکنٹرول نے مرہٹون کے معاملات پر ایک سرکاری
کاغذ مین اس عہدنامہ کی تردید کی اور جنرل ولزلی نے (جو پیچہے ڈیوک ولنگٹن
کے نام سے مشہور ہوئے) - اوسکی تائید کی - اونکو چہہ برس ہندوستان مین آئے ہوئے ہو
تہے اونکا اس عرصہ کا تجربہ اور دوسروں کے عمر بہر کے تجربہ پر بہاری تہا - اونہون نے اول تمام ہندوستانی
ریاستون کی حیثیت اور نظام کو بیان کیا اور پہر اوسپر جو اس صلح سے اثر ہوا اوسکا ذکر کیا
اور یہہ لکہا کہ نظام سے جو عہد و پیمان ہوئے تہے اوسکا ایک نتیجہ لابدی یہہ تہا کہ پیشوا اور
انگریزون کے درمیان عہدنامہ بسین لکہا جائے - نظام پر مرہٹون کے وہ دعوی باقی تہے جو کہ
ایشیا مین زبردست کے زیردست پر ہوتے ہین - اور وہ ضرور اونکے حاصل کرنے مین اپنی قوت کو
دکہاتے ہین - مگر جب برٹش گورنمنٹ اور نظام کے درمیان عہد و پیمان کا رشتہ مستحکم ہو گیا تو
مرہٹونکا بس نظام پر اس حمایت انگلشیہ کے سبب سے نہ چل سکا - اور اوسپر کچہہ زیادتی اور ستم نہ کر سکے
پس جب نظام کو اوسکے دشمنون سے بچانیکا کام برٹش گورنمنٹ نے اپنے ذمے لے لیا تو ضرور تہا کہ
مرہٹون سے ایک نہ ایک دن خواہ جلدی خواہ بدیر ہنگامہ کارزار گرم ہو - پس اوس سے بچنے کے
لئے ضرور ہوا کہ پیشوا سے جو سارے مرہٹون کے رئیسونکا پیشرو تہا یہہ اتحاد اور وداد کیا جائے
جس سے نظام اور مرہٹون کی جہگڑون کی ثالث بالخیر برٹش گورنمنٹ بنجائے اور اونکو جیسے
جی مین آئے تصفیہ کر دے - لارڈ ولزلی کو ۱۸۰۲ کے انجام مین اس عہدنامہ کے

مل گیا۔ اسوقت پیشوا تو بگڑا تھا۔ اور سیندھیا اور ہلکر کو اونکی اغراض اتنی مختلف تھیں اور
اونکی نیتیں متضاد تھیں مگر دونو بار بار لارڈ ولزلی کو محرک تھی کہ وہ پونہ کے مقدمہ کو فیصل کر دے
پس یہہ فی الحقیقت ایک نعمت غیر مترقبہ تھی جسکی بہت آنکی امید تھی کہ اس دانشمند فرزانہ نے پیشوا
سے یہہ عہد کر کے تمام ان دعووں کے انفصال کو جو نظام پر مرہٹے رکھتے تھے اپنے اختیار مین لے لیا
اور تمام دربار پونہ کے معاملات مین اپنے تئین بزرگ اور بلند مرتبہ بنا لیا۔ اس عہد نامہ بیسین سے
ہندوستان کی صلاح و فلاح اور امن و امان کے دروازے کھل گئے۔

اگر یہہ تدبیر نہ کی جاتی تو ہلکر کے ساتھ تو لڑائی ہو جانے مین کچھ شبہ نہ تھا اور سارے مرہٹون کے
ساتھ ستیزہ آرائی کا احتمال قوی تھا۔ غرض گورنر جنرل کو اس عہد نامہ سے یہہ امید قوی تھی
کہ پیشوا سے جو یہہ عہد پیمان ہوئے ہیں وہ سارے مرہٹون کے رئیسون سے ہو جاینگے جب سر ہاتھ مین آگیا تو
اور اعضا خود بخود قابو مین آجاینگے۔ اوس سے سلطنت انگریزی کی بنیاد مستحکم استوار ہو جائیگی
اور فرانسیسو نکا بالکل استیصال مرہٹون کے ہان سے ہو جائیگا۔ مگر اس سے گورنر جنرل اس مغالطہ
مین پڑا کہ ایک جزیرہ کل کا قیاس کیا۔ یہہ اوسکی مثال ایسی تھی جیسے کوئی کہے کہ سر دھڑ اور
اعضا سے انسان مرکب ہے۔ اور انسان حیوان ناطق ہے تو پیر بھی اوسکا حیوان ناطق ہے۔
یہہ خیال کرنا بھی غلط تھا کہ پیشوا کی قدرت جو اس عہد پیمان سے برٹش گورنمنٹ کے ساتھ شامل
ہو گئی تو اوس سے برٹش گورنمنٹ کو سارے ہندوستان پر ایسا تسلط حاصل ہو گیا کہ ہر جگہ اوسکا اختیار
مل گیا کہ امن رکھے اور عدالت کا بساط بچھاوے اور سلطنت پر اپنے احکام چلائے اور اوس پر اطاعت کرائے
تھوڑے دنون کے بعد تجربہ سے اس امر کا مشاہدہ ہو گیا کہ پیشوا کے ساتھ عہد و پیمان اور مرہٹون کے
ساتھ نہ تھی پونہ قائم رکھا اور ہندوستان مین اوس سے امن رہا۔ بلکہ اسکے سبب جنگ ہی کا
بازار گرم ہوا کہ دلال قضا قدر اون کے سر ایسے سستے بیچتے کہ کبھی نہ بیچے تھے۔ گو آخر کو نتیجہ
یہ ہوا کہ مرہٹون کی سلطنتین سب انگلش گورنمنٹ کی تابع ہوئین۔ مگر یہہ نتیجہ جنگ لڑائی اور
کچھ صلحنامہ بیسین کا نتیجہ نہ تھا۔ اگر یہہ عہد نامہ نہ ہوتا تو بھی یہی نتیجہ ہوتا جو ہوا

سیندھیا اور بھونسلا کی انگریزون سے لڑائی

غرض جو اثر اس عہدنامے کی تھے یہہ تھے کہ اول مرہٹون کی سردارون کے ساتہہ لڑائی ہو۔ دوم فتحیابی کی وسائل اوس سے پیدا ہون۔ اب لڑائی کی نسبت یہہ کہا جائے کہ وہ اچھی چیز ہے تو آسانی سے بغیر اس عہدنامہ کے پیدا ہو سکتی تہی۔ تو اس اعتبار سے عہدنامہ بسین کسی تعریف کا مستحق نہین ہے۔ اب دوسرے امر کی نسبت جو یہہ تعریف کیجاتی ہے کہ اوسکے سبب سے فتحیابی کے وسائل یہہ پیدا ہوئے کہ مرہٹون کے سردارون مین آپس مین اتفاق نہ ہو سکا۔ جو بڑا سبب انگریزون کی فتح کا ہوا۔ بیشک اس صلح کے سبب سے پیشوا انگریزون کی مخالفت سے باز رہا مگر اوسکے ساتہہ ہی یہہ ہوا کہ اور سب سردار مرہٹون کے انگریزون سے لڑنے کے لیے متفق ہوئے۔ غرض ایسی مخالف و موافق بہت سے تقریرین کہانتک لکہین کوئی کہتا ہے کہ مرہٹون سے لڑائیان فقط اس عہدنامہ کے سبب سے ہوئین کوئی کہتا ہے کہ لڑائیان تو ضرور مرہٹون سے بغیر عہدنامہ کے بہی ہوتین بڑا کام اس عہدنامہ سے یہہ نکلا کہ پیشوا اوسکے ساتہہ نہین ہوا۔ اس فتح کا دوسرا فائدہ یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ فرانسیسیون کی قوت کا استیصال بالکل مرہٹون کے ہان سے ہو گئی اسکا بیان بعد واقعات کے بیان کے کرینگے۔

(۸) جب اس عہدنامہ بسین سے مرہٹون کی دارالسلطنت مین انگریزون کا بہرچا اور پیشوا اونکے پنجے مین پہنسا تو مرہٹون کے سردارون کو از حد رنج و ملال ہوا۔ بلند بلا شون کو سودا ہوا کہ اسکا کچہہ علاج کرنا چاہیے سیندھیا جو یہہ چاہتا تہا کہ گورنر جنرل اسطرح پر پیشوا کو پونہ مین بحال کرے تو اوسکا یہہ مطلب تہا کہ اس سبب سے پہر اوسکو اپنا اقتدار اور اختیار حاصل ہو اور پیشوا اوسکا دبیل ہو کر رہے جب اوسکو یہہ حال معلوم ہوا تو اپنی چہاتی پکڑ کر بیٹہہ گیا اور سوداے خام جو دکن کی سلطنت کا پکا رہا تہا وہ سب کافور ہوا۔ اوسنے کہا کہ اس عہدنامہ سے تو ہمارے سر کی پگڑی اوتر گئی۔ لارڈ ولزلی نے سیندھیا پاس بہی یہہ پیغام بہیجا کہ تم بہی ہمارے ساتہہ اوسی قسم کے عہد و پیمان کرلو جیسے پیشوا نے کئی ہین مگر سیندھیا کے ذہن مین یہہ بات خوب سمائی ہوئی تہی کہ یہہ عہد و پیمان وہ ہین کہ مرہٹون کی سلطنت کا ویسا ہی ستیاناس آخر کو ملا دینگے جیسا کہ مرہٹون کی چوتہہ نے سلطنت مغلیہ کا استیصال کر دیا ہے۔ اوسنے فوراً اپنے مدار المہام کو راجہ برار پاس یہہ پیغام دیکر بہیجا کہ

تم سب کا بلندی پر چڑہا چلا جاتا ہی اوسکو چاہئے کہ ہم سردار آپسمین اتفاق کرکے نیچے گرائین
اور خاک مین ملائین اور یہا انکا راجہ سیواجی کے خاندان مین سے تہا وہ پیشوا ہونیکے لیئے سیکڑون منصوبے
باندہ رہا تھا۔ مگر جب اوسکو معلوم ہوا کہ برٹش گورنمنٹ نے اسبین کے عہدنامہ کے موافق باجی راؤ
کے بحال کرنیکا ارادہ کیا ہی تو اوسکی چہاتی مین ایک پہانس سی لگ گئی ساری امیدین مٹی ہو گئین۔
جب سیندہیا کا یہہ پیغام پہنچا تو منہ مانگی مراد ملی۔ وہ تو اسکی دعائین خدا سے مانگ ہی رہا تہا۔ وہ
اوسکے ساتہہ متفق ہی نہین ہوا۔ بلکہ حقیقت مین انگریزونکے ساتہہ سارے جنگ و پیکار کی تدابیر کا بانی ومبانی
ہو گیا۔ اب پیشوا کی عادت مین یک جہتی نہ تہی دو رنگی طینت مین اور دوروئی طبیعت مین ٹہس ٹہس
کر بہری ہوئی تہی۔ عہدنامہ پر مہر کی چہاپ لگاتی ہی نیت مین اوسکے فساد آیا۔ اور اوس نے یہہ چاہا کہ عہد و پیمان
سے پہر جاؤن۔ اوس نے ایک نہایت معتبر و معتمد اپنا دولت راؤ سیندہیا اور راجہ برار پاس بہیجا اور
ظاہر انگریزون پر یہہ کیا کہ مین یہہ آدمی اسلیئے بہیجتا ہون کہ مین نے جو عہدنامہ انگریزون سے کیا ہے
اوسپر وہ بہی راضی ہو جائین مگر باطن مین اصل مقصد اوسکا یہہ تہا کہ وہ دونو پونہ مین آجائین جس سے
یہہ عہدنامہ ہی باطل ہو جائے۔ ہلکر نے جب یہہ کہا کہ لارڈ ولزلی نے میرے منصوبے کو الٹ دیا اور انگریزی پیشوا
کے بحال کرنیکے لیئے پونہ کی طرف بہیجے تو وہ پونہ کو چہوڑ کر شمال کی طرف چلا گیا۔ راجہ برار نے
ہلکر کو بہی سمجہا بجہا کر دولت راؤ سیندہیا کے ساتہہ مصالحت ان شرائط پر کرا دی۔ کہ سیندہیا
سارا ملک جو ہلکر کے خاندان کا تہا اوسکو دیدے اور کہنڈی راؤ اوس کے بیٹے کو چہوڑ دے۔ اگرچہ اوس نے
عہدنامہ پر دستخط کر دیئے اور اپنے خاندان کی ساری ریاست پر قبضہ پا لیا۔ مگر لشکر لیکر کبہی سیندہیا کے ساتہہ
شریک نہ ہوا اور یہہ بہانہ بتاتا رہا کہ میرے پاس روپیہ نہین ہے کہ اپنی سپاہ کی چڑہی ہوئی تنخواہ دون امیر خان
جو ہلکر کی سوانح عمری اپنی قلم سے تحریر کی ہے اوسمین وہ یہہ بیان کرتا ہے کہ جب راجہ برار اور مہاراجہ
سیندہیا نے سنا کہ پیشوا کو انگریزون سے عہد و پیمان کر لیئے تو اونہون نے ایک اپنا سوار معتمد سفیر ہلکر پاس
کہلا بہیجا کہ پیشوا نے تو یہہ غضب کیا کہ انگریزون کو اپنا حامی بنایا اور اونکی سپاہ کو داخل کر لیا اب ہندوستان
کے پیچہا [illegible] نہین رہ سکتا اسلیئے مناسب ہے کہ اب ہم سب آپس کے جہگڑون کو یکسو کر کے

اور اونکو بالکل بہول جائین اور سب اپنی قوم کی عزت وآبرو کے لئی ایک تن من ہوکر اپنے ملک سے انگریزون کے نکالنے مین کوشش کرین۔ اور ایسے آپسمین دوست ہوجائین کہ جہان ایک کا پسینا گرے دوسرا وہان اپنا خون گرادے۔ اور بعد اسکے آپسکے جہگڑے پہر فیصل ہو رہینگے۔ پہر ہلکر نے امیر خان سے صلاح پوچہی۔ اوسکی مشورت سی چند شرائط صلح سیندہیا اور راجہ برار کے سامنی پیش کی گئین اور اونہون نے منظور کرلین۔ اور امیر خان مخفی سپاہ ہلکر کی لیکر چلا گیا مگر اسی کی لڑائی کی خبر سنکر واپس چلا آیا اسکی انگریزونکو خبر بہی نہین ہوئی۔ پرنسپ صاحب نے جب امیر خان کی اس کتاب کا ترجمہ چہاپا ہے تو یہہ حال معلوم ہوا ہے۔ جسوقت کہ سیندہیا کی لڑائی انگریزون کے ساتہہ شروع ہوئی اوسوقت ہلکر نے اپنی بہوکی سپاہ کو چہوڑ دیا کہ ملک لوٹکہاوے۔ پہر اوسنے سیندہیا کے تمام ملک کو جو مالوہ مین تہا دبا لیا اور اوسکا دلی دوست امیر خان ایکطرف ملک کو تاخت وتاراج کرتا چلا گیا۔

(۹) گو لارڈ ولزلی کو یہہ حال معلوم تہا کہ سیندہیا اور راجہ برار کی کوشش خواہش اور آرزو یہی ہے مقصود باہم سازش کررہے ہین مگر پہر بہی اونہون نے اونکے ساتہہ رسل ورسائل کا رشتہ منقطع نہین کیا اور آشتی طلب ہی رہے اور تجاہل عارفانہ برتتے رہی۔ یہی آرزو بیان کرتے رہی کہ مین یہہ چاہتا ہون کہ ہم مین اتفاق رہے تو اچہا ہے عناد فساد برپا نہ ہو۔ مگر اسکے ساتہہ یہہ بہی تہا کہ بسین کے عہدنامہ مین بال برابر فرق نہ آئے۔ اگر اوسمین کسی کے فتور ڈالنے کا قصد ہو تو پہر ہاتہہ ہلانے کو بہی اوسکے ساتہہ موجود ہون۔ اب اونہون نے حیدرآباد کی تمام سپاہ انگریزی جو وہان تہی حکم بہیجدیا کہ کرنیل سٹیونسن صاحب کی ساتہہ روانہ ہوا اور اوسکے ساتہہ نظام کا لشکر بہی ۶ ہزار پیدل اور نو ہزار سوار روانہ ہوئے۔ یہہ فوج ۲۵ مارچ سنہ ۱۸۰۳ کو پورینڈا مین ممبئی سے ۱۶ میل پر آپہونچی۔ اور جنرل ولزلی کو بہی حکم بہیجا گیا کہ وہ میسور سے کہ ممبئی سے ۶۰ میل ہے روانہ ہون۔ ۸ ہزار پیادے اور ۱۷ سو سوار اور دو ہزار مشہور سوار میسور کے لیکر روانہ ہوئے جنرل ولزلی نے جو دوندہیا واگ کو خاک مین ملایا تہا تو اونکی بڑی دہاک ان اضلاع مین ہوگئی اور اونکو سب جاگیردار اپنا قبلہ وکعبہ جاننے لگے تہے۔ اسوقت جبکہ ہر طرح سے آگے دس ہزار سپاہ بہی اونکے ساتہہ ہوگئی۔ گو وہ پیشوا کی بدسلوکیون سے بہت ناراض تہے مگر جرنیل

زور سے وہ ساتھ ہو گئے - یہان پیشوا سے پہلے ہی ٹہرالی تھی کہ جاگیردار اوسکے تخت کے گرد جمع رہین -
بلکہ پونا سے جب گیا ہے تو امرت راؤ پاس پندرہ سو سپاہ چھوڑ گیا تہا جب اوسکو جنرل ولزلی
کے آنیکی خبر ملی تو اوس نے یہہ ارادہ کیا کہ جب انگریز پاس آوین تو پونا کو آگ دیکر خوب اونکو جلائے اور اپنا
کلیجہ ٹھنڈا کیجئے - کہ جب دشمن یہان آوین تو سوا خاک کے کچھہ نہ پاوین - مگر یہہ شعلہ السیاسۃ تھا کہ اپنے شرر
نہ دکھاتا - جنرل ولزلی کو بھی اوسکی خبر لگ گئی وہ یہہ سنتے ہی بجلی کی طرح آ چکا اور ۳۲ گھنٹے میں ۶۰ میل طے
کر کے دفعتہً مرہٹون کے سر پر جا پہنچا جبتک طوفان مخالفون نے دیکھا تو پھر اونکے ہاتھہ کہان تھے
کہ پونا میں آگ لگانے - مخالف تو ہوا ہو گئے اور جو پیشوا کے ہواخواہ تھے وہ جنرل صاحب کے استقبال کے لئے
حاضر ہوئے - غرض اس فرزانہ یگانہ کی اب تدبیر سے پونا آگ لگنے سے بچہ گیا ورنہ وہ تباہ اور خاک سیاہ نہ ہوا -
پیشوا بھی کرنیل کلوز کے ہمراہ بسین سے چلے - پنڈتون نے بچار کر کے ۱۳ مئی ۱۸۰۳ کو نیک گھڑی دار الخلافہ
مین داخل ہونے کی بتلائی - وہ اوسی دن اور ساعت میں اپنی دار الخلافہ مین آیا اور تخت سلطنت پر
جلوہ افروز ہوا - اور انگریزی توپون نے شلک سلامی کی اوڑائی -

پیشوا کا پونا مین داخل ہونا

(۱۰) اب سیندھیا کا حال روز بروز اور زیادہ کہلتا جاتا تھا - وہ اوجین سے ایک اور دوسرے بزرگ
لیکر راجہ ناگپور کے ساتھ ملنے چلا یہہ راجہ بھی ۲۰ اپریل کو ایک لشکر کثیر لیکر چلا تھا - راجہ اور
سیندھیا نے رزیڈنٹ پونہ کو اطلاع دی کہ ہم پونہ کو آتے ہین تاکہ معاملات پیشوا کا انفصال
کرین - رزیڈنٹ نے جواب دیا کہ اگر آپ اس طرف آئینگے تو ہماری اور آپ کی بگڑ جائیگی - اور معلوم نہین
آگے کیا ہو - اسکا جواب سیندھیا نے یہہ دیا کہ مین عہد نامہ بسین کا کفیل تھا بغیر میری مرضی کے
اور سارے مرہٹون کے سردارون کی اجازت کے پیشوا مجاز نہ تھا کہ وہ ایک نیا عہد نامہ انگریزون سے کر لیتا - اور ہم جو
پونا کی طرف آتے ہین تو پیشوا کے بلائے ہوئے آتے ہین - وہ ہمکو بار بار لکھہ چکا ہے کہ آؤ آؤ - اب پیشوا کی دو دو رقعے
دیکھئے کہ یہان کرنیل کلوز سے اوس نے یہہ کہا کہ مین نے اونکو بار بار منع کیا ہے کہ اور مت آؤ - اب سیندھیا
چارون طرف کا منہ تکے گہوڑے پر دوڑتا تھا اور سارے مرہٹون کے سردارون کو اپنی طرف کہسیٹ رہا تھا اور
اونکے لئے سب کو شتابی کر دے رہا تھا غرض اب اسمین کچھہ شک باقی نہین رہا تھا کہ مرہٹون سے

لڑائی شروع ہو جائیگی اسواسطے کرنیل کولنس ریذیڈنٹ جو سیندھیا کے پاس رہتا تھا اوسکو گورنر جنرل
نے لکھا کہ وہ سیندھیا سے صاف صاف اوسکے ارادہ کا حال پوچھے۔ چنانچہ ریزیڈنٹ صاحب کی ملاقات
سیندھیا سے ۲۸ مئی کو ہوئی۔ اونہون نے اول تمام عہدنامہ بسین حرف بحرف اوسکو سنایا اور پھر پوچھا
کہ بتلائے اسمین کونسی ایسی بات ہے کہ آپکے اغراض کی مخالف ہے۔ اور آپکے حق مین مضر ہے اور کسی استحقاق
کو باطل کرتی ہے۔ پھر مہاراجہ کے وزیر نے اور خود اوسنے کہا کہ اسمین کوئی بات ہماری خلاف نہین
ہے۔ پھر کرنیل کولنس نے یہہ بیان کیا کہ مہاراج اور راجہ برار مین عہد و پیمان ہوئے ہین اور اب دونو
مین قریب ملاقات ہونیوالی ہے جسونت راؤ ہلکر سے بھی مصالحت ہو گئی ہے ایک وکیل اوسکے پاس
ہے۔ اور مہاراج کو اسکا بھی اقرار ہے کہ مین اور راجہ برار دونو ملکر پونہ کی طرف جائینگے
سا ایسی جمع ہوئے ہین کہ جسسے مجھے شبہ ہوتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ سے مخالفت کا ارادہ آپکا ہے
ب مسند پر بیٹھہ چکا ہے پھر اب کیا ضرور ہے کہ وہان جائے۔ مہاراج کا دکن مین رہنا بہت دنون
گا بلکہ مضر ہوگا۔ اسلئے جس دشمن سے آپ موافقت کرنے آئے ہین وہ نربدا کے جنوب ہین
لکر آپ سے صاف صاف پوچھتا ہون کہ پھر مہاراج اور راجہ برار اور ہلکر مین کیون
اشتباہ قوی ہوتا ہے کہ ان سب دوستون کا ارادہ ہے کہ پیشوا یا نظام یا
ین اوجو برٹش گورنمنٹ اور پیشوا کے باہم عہد و پیمان ہوئے ہین
یذیڈنٹ نے مکرر اس بات کو کہا کہ برٹش گورنمنٹ کو استحقاق تھا کہ باہم عہد
مین کچھہ مہاراج کے لئے کوئی خرابی نہین پیدا ہوئی۔ اسکے جواب مین
دولت راؤ سیندھیا نے کہا کہ میرا ارادہ یہہ نہین ہے کہ پیشوا یا نظام یا کسی اور سرکار کمپنی کے
رفیق پر حملہ آور ہون۔ اور پھر جو عہد و پیمان راجہ برار اور جسونت راؤ ہلکر سے ہوئے ہین اونکو
مین بیان نہین کر سکتا ہون جب تک میری راجہ برار سے ملاقات نہو۔ ہر چند ریذیڈنٹ نے اپنی طرز سخن کو
بدلا کبھی درشتی کبھی نرمی ——— مگر یہی نہ معلوم ہوا کہ مہاراجہ سیندھیا کو بسین کے عہدنامہ سے
مخالفت ہے یا نہین۔ سیندھیا کو اطلاع دی گئی کہ اگر اوسکا یہی حال رہیگا تو آشتی اور

تیاریان اوسکی سرحد پر کردیگی۔ اور سارا اوسکے ملک پر ان واحد مین حملہ آور ہوگی۔ غرض ان دہمکیون کے جواب مین اوسنے یہہ جواب دیا کہ راجہ برار مجھسے چالیس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ اب اوسکی ملاقات ہوگی تو مین آپ کو یہہ جواب دونگا کہ صلح رہیگی یا جنگ ہوگی۔ یہہ جواب دیا اور سیندھیا کا لشکر عظیم کے ساتھہ نظام اور پیشوا کے ملکون پر پلا آنا اور راجہ برار کا لشکر کثیر کے ساتھہ حرکت کرنا۔ اور پہر ان دونو دوستون مین صلاح اور مشورہ ہوکر انگریزون کے ساتھہ جنگ آشتی کا موعود ہونا ان سب باتون کو لارڈ ولزلی سرکار کمپنی کی شان مین ایک گستاخی سمجہا اور اب یقین ہوگیا کہ مرہٹون سے لڑائی شروع ہوگی۔ اب یہہ معاملہ اور پیچیدار اس سبب سے ہوگیا کہ ان دنون مین فرانسیسون کا بڑا بیڑہ پانڈیچری مین آیا تہا جسکو سیندھیا نے تمام اپنی قوم سمجہکر دہون مین اوڑا دیا کہ فرانسیس نے ہم فریقون کی کمک بہیجی ہے۔ دو مہینے تک سیندھیا رزیڈنٹ سے اوس گفتگو کرتا رہا اور یہہ ملکر کو کہتا رہا کہ وہ تاپتی سے پار اوتر کر ہم سے آن ملے۔ اس عرصہ مین پیشوا بہی اپنی نفاق کیشی سے باز نرہے سیندھیا کو تو برابر لکہتے ہی کہ تم فوراً پونہ مین چلے آؤ۔ انگریزی لشکر کے لئے اسباب ضروری کے بہم پہنچانے مین بے پروائی کی اور اور طرح سے بہی انگریزون کو دقت مین ڈالا۔ لارڈ ولزلی نے یہہ سوچا کہ مین معرکہ آرائی کے میدان سے دور بیٹہا ہون۔ ایک بات کو جواب دینے مین چہہ ہفتے لگتے ہین۔ وقت گرامی یون ہی ضائع جاتا جسکا کچہہ بدل نہین ہوسکتا۔ اسلئے بہتر ہوگا کہ جو افسر بر سر موقع ہین اونکو اختیار دیدون۔ اونہون نے تمام کام کی جوابدہی اپنے ذمہ لیکر ۲۶ جون سنہ ۱۸۰۳ع کو دکن مین مرہٹون کے باب مین تمام معاملات اندر جنرل ولزلی کو کل اختیار دیدیا۔ اور اپنی رائین اور تدابیر انتظام بہی لکہہ بہیجین۔ ان اختیارات کے دینے پر لارڈ ولزلی سے بڑی باز پرس ولایت نے کی۔

۱۳ مئی سنہ ۱۸۰۳ع کو گورنر جنرل نے ایک خط دولت راؤ سیندھیا اور رگھو جی بہونسلا کو لکہا جسکا خلاصہ یہہ تہا کہ برٹش گورنمنٹ نے بسین کے عہدنامہ مین کوئی بات ایسی نہین داخل کی کہ دونو راجاؤن کے حق مین مضر ہو۔ بلکہ اوسی قسم کے عہد و پیمان دونو راجاؤن سے کرنی چاہتی ہے جس سے عقل کے مطابق بہبود اور فلاح ہو۔ مگر جو کچہہ کہ راجہ بہونسلا کر رہے ہین کہ ہمارے دوست نظام کی حد پر

لشکر گران لیے پڑی ہین اوسکے ہمارے دل مین شبہہ ہوتا ہے کہ اونکی نیتون مین فساد ہے۔ ہم کو لڑنا
پسند نہین آتا۔ جہانتک ہم سے ہوسکیگا آشتی طلبی کو ہاتھہ سے نہین دینگے لیکن اگر یہہ لشکر یہان سے نہین
ہٹیگا اور سیندھیا نربدا کے شمال مین نہ چلا جائیگا تو ہم اسکے منتظر نہین رہینگے کہ کوئی ہم پر حملہ
کرے تو لڑین بلکہ خود حملہ کرنے مین پیش قدمی کرینگے۔ ۴ جون کو راجہ برار اور سیندھیا سے
بہی ملاقات ہوئی۔ ۹ جون کو رزیڈنٹ نے اس خط کا جواب دے مانگا۔ راجہ برار کی ملاقات پر وہ
موعود تہا۔ ۱۲ کو ایک ونٹ ٹالنے کا جواب خط کا آیا۔ اوسپر رزیڈنٹ نے جہنجلا کر کہلا بہیجا کہ اگر وہ
ارادہ کو صاف صاف نہین بیان کریگا۔ اور نربدا کے جنوب مین آگے بڑہیگا تو وہ برٹش گورنمنٹ کے
ساتہہ قطعی جنگ کا اظہار ہوگا۔ پہر اسکا جواب یہہ آیا کہ دو تین روز مین مفصل حال عرض کیا جائیگا
انجام ۴ جولائی کو رزیڈنٹ کی ملاقات راجہ برار کے خیمہ مین مہاراجہ سیندھیا سے ہوئی
اول وہی باتین ہوئین کہ بسین کے عہدنامہ مین کوئی بات آپکے خلاف نہین ہے۔ اور گورنر جنرل دونون
راجاؤن کو اپنا قدیم شفیق رفیق سمجہتا ہے اور اتحاد کے سلسلہ کو قطع کرنا نہین چاہتا۔ اور ہمیشہ اونکی
ہواخواہی اور ترقی کی آرزو رکہتا ہے بشرطیکہ اونکی طرف سے کوئی حملہ مین پیش دستی اور زیادتی نہ ہو
ان دونو راجاؤن کی طرف سے وزیر راجہ برار نے یہہ جواب دیا کہ پیشوا کو یہہ لازم نہ تہا کہ یہہ عہد و پیمان
بسین بغیر تمام مرہٹون کے سردارون کے صلاح و مشورہ کے انگریزون سے کرتا۔ اوسمین ساری قوم کے
بہت سے اغراض متعلق ہین اور ہمکو شرائط کی نسبت بہت کچہہ کہنا ہے۔ اوسپر رزیڈنٹ نے کہا کہ جو کچہہ
عہدنامہ بسین کی نسبت کہنا ہو وہ لکہکر مجہے دیدیجیے مین گورنر جنرل کے ملاحظہ کے واسطے بہجوا دونگا
پہر اونہون نے کہا کہ ہمارا ہرگز ارادہ نہین ہے کہ ہم سرکار انگلشیہ سے لڑین۔ اور جو پیشوا سے عہد و پیمان
ہوئے ہین اونکا مقابلہ کرین اور یہہ وعدہ کیا کہ نہ اونکی فوج پونہ کی طرف آگے بڑہیگی۔ اور نہ
اجنٹی گہاٹ پر چڑہیگی۔ لشکر انگریزی گوداوری کے پار آگیا ہے اور اجنٹی گہاٹ پر چڑہتا ہے
اوسکو آپ مہربانی کرکے آگے بڑہنے سے منع کیجیے۔ اسپر رزیڈنٹ نے کہا کہ آپ کا ارادہ آشتی کا ہے تو بہتر
ہے کہ مہاراجہ سیندھیا اپنے لشکر کو نربدا پار لیجائے اور راجہ برار اپنی دار [illegible]

چلا جاے ۔ جبتک یہہ ہوگا لشکر انگریزی پیچھے نہین ہٹنے کا ۔

۱۸ جولائی ۱۸۰۳ء کو جنرل ولزلی کو اپنے تمام اختیارات ملنے کا حکم پہونچ گیا ۔ اوسنے فوراً مہاراجہ سیندہیا اور راجہ برار کو لکہا کہ اگر آپ کو سرکار انگریزی کے ساتہہ سرشتہ اتحاد قائم رکہنا منظور ہے تو اپنی سپاہ کو اپنے مقامات سے پیچہے ہٹا کر سیندہیا مالوہ چلا جاے اور راگہوجی بہونسلا برار کی راہ لے ۔ پہر مین بہی اپنی انگریزی سپاہ کو اپنی اپنی جگہہ پر بہیجدونگا ۔ مگر اس درخواست کے جواب مین ایک ہفتہ تک لیت و لعل لگایا ۔ اور مشرقی سادہ لوحی اور نفاق کیشی کو ظاہر کیا اور یہہ جواب دیا کہ وہ اور اوسکے دوست بہی اپنے لشکر کو اس سبب سے ہندوستان کی طرف سے حرکت نہین دیسکتے ہین کہ ملک کے ساتہہ عہد و پیمان کی تکمیل نہین ہوئی ۔ جنرل ولزلی ان بے سر و پا جوابون سے تہک گیا اور اوسنے لکہا کہ چوبیس ۲۴ گہنٹے مین ایک قطعی جواب اسکا دو اور سیندہیا یہہ سمجہتا ہے یا کہ پہلے وہ اپنے لشکر کو اپنی اپنی جگہہ پر بہیجدے پیچہے ہم چالیس میل برہان پور مین پرے ہٹ جائینگے ۔ سر جنرل ولزلی نے لکہا کہ آپکی یہہ مرضی ہے کہ مین اپنے لشکر کو ممبئی اور مدراس اور سری رنگ پٹن بہیجدون کہ یہہ ملک بے حفاظت ہو جاے اور آپ سب اپنے لشکر سمیت یہین پڑے رہین اور پہر جو جی مین آئے کرین ۔ خیر اب مین نے آپ سے تمام باتین آشتی طلبی کی کہین مگر آپنے نبرد آزمائی کی ٹہرائی اچہا بسم اللہ ۔ ۱۳ اگست کو کرنیل کولنس سیندہیا کی کیمپ سے چلے آئے اور ہمدونکی جبتک ۱۸۰۳ء کو شروع ہوئی ۔

(۱۱) لارڈ ولزلی نے جب دیکہا کہ اب سیندہیا اور راجہ برار دونو سے لڑائی آن پڑی ۔ تو اوسنے یہہ ارادہ کیا کہ جہان جہان ہندوستان مین ان دونو راجاؤن کے ملک و علاقے ہین اون سب پر ایک ہی دفعہ حملہ کیا جاے گو ایک طرف لڑائی کے میدانون مین فصل سات سو میل کا واقع تہا اور دوسری طرف ہزار میل ۔ اس لڑائی کا سارا دار و مدار لارڈ ولزلی پر تہا ۔ اس عالی شان والا فطرت نے پیشتر ان شوکت سے ان ہندوستان کی لڑائیون کی تیاریان کین وہ بہلا پہلے کب ہوئین تہین ۔ دکن کو اندر حیدر آباد اور پونہ کی حفاظت کے واسطے تین ہزار چہہ سو سپاہ متعین کی

اور جرنیل سٹورٹ کے زیر حکم آٹہہ ہزار سپاہ اون اضلاع کی حفاظت کے واسطے مقرر کی جو کرشنا
اور تنگ بہدرا کے درمیان واقع ہی- جرنیل ولزلی کے ماتحت ۹ ہزار لشکر احمد نگر کے قریب اور
کرنیل سٹیونسن کے ماتحت ۸ ہزار گوداوری کے کنارہ پر سیندہیا اور راجہ برار سے لڑنیکے
لئے تیار کیا- اور لارڈ لیک کمانڈر انچیف دس ہزار پانچ سو سپاہ لئے شمال مین ہندوستان کے اندر
موجود تہا- کہ وہ سیندہیا کی سپاہ قواعد دان سے معرکہ آرا ہو اور اس جانب مین جو ملک سیندہیا
کے ہون وہ اپنے قبضہ مین کر لے- ساتہہ ہی تین ہزار سپاہ الہ آباد مین بندیل کہنڈ پر قبضہ کرنیکے لئے
آمادہ تہی- اور مغربی ساحل پر سات ہزار تین سو آدمیون کا لشکر اضلاع گجرات مین سیندہیا کے علاقہ پر
قبضہ کرنیکے لئے کمر بستہ تہا اور پانچہزار دو سو آدمیون کی کٹک پٹ ہاتہہ صاف کرنے کے لئے بیٹہی تہی- ملک
راجہ برار کا تہا غرض کل پچپن ہزار وہ سپاہ دل و گروہ کی جسنے انگریزی علم مشرق مین آفتاب کی
طرح چمکایا تہا مسلح و کمر بستہ تہی- لشکر یہہ تہا لشکر کش وہ تہا کہ جسکی ذات مین بہت سی شرائط
گرامی فرمان فرمائی کی یہہ جمع تہین عظمت و عطوفت عالی- حوصلہ فراخ- دریافت بلند-
گرمی ذاتی- شجاعت اصلی- نیت درست- جد عظیم- عمل شائستہ- فکر عمیق- راجہ برار اور مہاراجہ سیندہیا
کی سپاہ کا تخمینہ ایک لاکہہ کیا گیا ہے جسمین پچاس ہزار سوار اور تیس ہزار پیدل قواعد دان فرنگستانی
افسرونکے ماتحت تہی- اور اونکے ساتہہ مناسب حال توپخانے سیکڑون توپون کے تہے- اب ہر لشکر کا
جدا جدا بیان کرتے ہین کہ کیا کیا کار ہائے نمایان اونسے کئے-

(۱۲) کرنیل کولنس جب سیندہیا کی کیمپ سے چلے آئے تو جرنیل ولزلی نے اول قصد احمد نگر کی
فتح کا کیا اور وہ اس ارادہ سے ۸ اگست ۱۸۰۳ء کو وانکی سے چلے- اور آتے ہی احمد نگر کے پیٹہہ
کو لے لیا- اور قلعہ پر ۱۰ کو توپین مارنی شروع کین- ۱۱ کو قلعہ دار نے اس قرار پر اپنی تمکین حوالہ
کرنے کا پیغام بہیجا کہ جانون کی امان اور لوگون کو اپنے مال لیجانیکی اجازت دیجائے تو قلعہ
خالی کر دون- ۱۲ کو قلعہ پر قبضہ ہو گیا- ۳۴ آدمی مارے گئے اور گیارہ زخمی ہوئے- اور یہہ قلعہ
نامی گرامی ہند کا ہاتہہ آیا- چند سلطان نے ۱۵۹۵ء مین اوسکا نام سارے ہندوستان مین روشن

علاقہ کے ہاتھ آنیسے ۲۳۰۰۰ روپیہ کے ملک پر قبضہ ہو گیا۔ اب جرنیل صاحب نے اس ارادہ سے کہ سیندھیا
کے تمام ملک پر جو گوداوری کے جنوب مین ہے قبضہ ہو جاے۔ اس دریا سے ۲۴ اگست کو عبور کیا
اوسی روز سیندھیا اور راجہ برار نظام کے ملک مین بڑھتے ہوے داخل ہوگئے۔ ۲۹ کو جرنیل ولزلی
اورنگ آباد مین داخل ہوگئے۔ دشمن جالنا پور مین داخل ہوا۔ اوسکا ارادہ حیدرآباد
مین جانیکا معلوم ہوتا تہا۔ جرنیل اوسکے پیچہے پڑے تو اوسنے راہ بدل دی۔ کرنیل سٹیونسن نے
قلعہ جالنا پور کو حملہ کرکے ۲ کو فتح کر لیا۔ دشمنون نے شمال کی طرف درہ اجنٹی کی طرف
کی اور وہان وہ سیندھیا کی اون ۱۶ پلٹنون سے جو دو فرانسیسی افسرون کے ماتحت تہی مل گیا۔
اب کرنیل سٹیونسن کا لشکر تو مغرب کی طرف اور جرنیل ولزلی کا لشکر مشرق کی طرف اون
پہاڑون کے نیچے چل رہا تہا جو بدنا پور اور جالنا کے درمیان ہین ۲۳ کو جرنیل ولزلی پاس خبر
آئی کہ سیندھیا اور راجہ اپنے سوارونکو لیکر چلے گئے ہین اور پیدل اپنے خیمون مین ابہی چہہ میل کے
فاصلہ پر پڑے ہین۔ اس خبر پر جرنیل نے بغیر انتظار کرنیل سٹیونسن کے دشمن پر حملہ کا ارادہ
کیا۔ اور سفر شروع کیا۔ ۲۶ میل وہ چل چکا تہا کہ یکایک سیندھیا و راجہ برار کا لشکر اسی گانوکے
متصل دریا کیلنا کے کنارہ پر پڑا ہوا نظر آیا۔ پچاس ہزار سپاہ اور سو توپین اوسمین تہین جرنیل
ولزلی پاس چار ہزار یا پانچ سو سپاہ تہی۔ اس کثرت سپاہ کا کچہہ خیال اوسنے نہ کیا اور اسی اپنی
تہوڑی سی جمعیت سے اوس ٹڈی دل پر جا پڑا۔ لڑائی بڑی سخت ہوئی۔ اور دونو فریق خوب جی
توڑ توڑ کر لڑے سیندھیا کے پیدلون نے داد جوانمردی دی۔ انگریزی لشکر مین ۲ پلٹن اور اوسمین
رسالہ اور چہہ پلٹن ہندوستانی تہی اپنے سوار شجاعت کو دکہایا۔ گورے اگرچہ تین سو تہے مگر
اپنی مردانگی اور دلاوری کے جوش مین آکر مرہٹون کی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ دشمن کے کمر کے
پیر اوکھڑ دئے اور اوسکو سنگینون پر رکھ لیا اور دہکیلتے دہکیلتے اوسکو جوہ مین گہسا دیا۔ راجہ
برار تو پہلے ہی بندوق کی آواز سنتے ہی چلتا ہوا سیندھیا بہی اوسکے پیچہے بہاگ گیا۔ پہر فتح
ہوئی اور دشمنون کی ۹۸ توپین ہاتہہ لگین اور اوسکے ۱۲۰۰ سو آدمی میدان جنگ مین

طعمہ اجل ہوئے۔ انگریزی لشکر میں ۴۲۸ سپاہی مارے گئے اور ۱۳۳۸ زخمی ہوئے غرض نصف و ثلث کے درمیان لشکر
بیکار ہوگیا۔ اس قیمت میں فتح نہایت گران تھی۔ اس لڑائی پر یہہ اعتراض ہیں کہ کسی حصول مقصد کے
لئے اتنے آدمیونکو ضائع کرانا دانائی سے بعید تھا۔ دوم کرنیل سٹیونسن کے ملنے کا انتظار نہ کیا اگر اوسکو
ساتھہ لیکر یہہ لڑائی ہوتی تو فتح کے نتیجے نہایت عمدہ ظہور میں آتے۔ سر طامس منرو نے اپنی راے
اس لڑائی کی نسبت یہہ ظاہر کی کہ اگر اسی میں لڑنا کوئی غلطی کی بات ہو مگر لڑائی نہایت
خوبی کے ساتھہ لڑی گئی۔ جنرل ولزلی نے جو کام کیا وہ عقل و دانش سے کیا جس چیز کی
ضرورت آکر پڑی اوسکو مہیا کر دیا۔ جنرل ولزلی نے خود لکھا ہے کہ ایک ضلع کی غلطی نام کے سبب سے
یہہ اتفاق دشمن سے مٹ بھیڑ کا ہوگیا۔ اگر یہہ میں لڑائی نہ لڑتا تو دشمن ضرور کچھہ نہ کچھہ نقصان
پہنچاتا۔ کرنیل سٹیونسن بھی ۲۴ کو آن پہنچے۔ اور وہ دشمن کے تعاقب میں بھیجے گئے۔ جنرل
ولزلی کا لشکر ایسا نہ تھا کہ دشمن کے پیچھے پڑتا۔ اگرچہ دشمن کو یہہ شکست ہوئی تھی مگر اوسکے
بہاگنے میں بھی نہ تھی وہ بے خوف مغرب کی طرف دریاے تاپتی کے کنارہ کنارہ جاتا تھا۔ پونہ کیطرف
جانیکا ارادہ معلوم ہوتا تھا۔ اسپر جنرل ولزلی نے کرنیل سٹیونسن کو حکم بھیجا کہ وہ پہلے
برہان پور اور اسیر گڈہ کے قلعونکو خاندیس میں ختم کرلے۔ یہہ خبر سنکر راجہ برار اور سیندہیا
بہی جدا ہوگئے۔ اور خاندیس کی حفاظت کے واسطے چلے۔ اب کرنیل سٹیونسن نے
برہان پور کو ۱۵ اکتوبر کو بے لڑے بھڑے لے لیا۔ اور ۱۷ اکتوبر کو وہ اسیر گڈہ کی طرف چلے ہندوستانی
اس قلعہ کو کلید دکن کہتے تھے۔ ۱۸ اکتوبر کو کرنیل صاحب پہنچ گئے۔ اور ۲۰ کو توپخانہ قلعہ پر لگا دیا۔
اہل قلعہ نے ایک گہنٹہ کے بعد اپنے تئیں حوالہ کر دیا۔ پس ان دونو قلعوں کے ہاتھہ لگنے سے دکن میں
کوئی ملک سیندہیا کا نہ رہا اب فقط برار کی خبر لینی باقی رہی۔ کرنیل سٹیونسن کو حکم
ہوا کہ وہ قلعہ گوال گڈہ کو جا کر محاصرہ کریں راجہ برار کا یہہ قلعہ نہایت مستحکم اور استوار مشہور ہے
اور یہہ بھی لوگ کہتے تھے کہ خزانہ اوسکا وہاں ہے۔

(۱۳۳) نومبر کے اول ہفتہ میں جسونت راو گوڑپارہ اور ایک اور کوئی

سیندھیا کی طرف سے پیغام صلح لیکر انگریزی خیمون مین جنرل ولزلی کے پاس آئی۔ اسی لڑائی کے بعد ۸ اکتوبر کو بالی وجی کنجور جو پیشوا کا بڑا مدار المہام تھا اور باوجود لڑائی کے سیندھیا کے خیمہ مین تھا اوسنی جنرل ولزلی کو خط لکھا تھا کہ ایک انگریزی افسر اور ایک نظام کا افسر سیندھیا کے خیمون مین آپ بھیجدین کہ صلح کے عہد و پیمان مرتب ہو جائین۔ مگر اول اس خط پر سیندھیا کی مُہر نہ تھی دوسرے اسمین بھی انگریزون کی کسر شان تھی کہ دشمن کے پاس ایک افسر دکھا جاے جس سے ہندوستانیون کے دل مین یہہ یقین ہو کہ انگریز خود صلح کے لئے منت کش ہوئی ہین۔ ان باتون کا خیال کر کے جرنیل ولزلی نے اپنے افسرون کے بھیجنے سے انکار کر دیا۔ مگر یہہ لکھہ بھیجا کہ جو اودہر سے افسر پیغام صلح لیکر آئینگے تو اونکے حال پر متوجہ ہونگا۔ جب یہہ دو آدمی آئے تہے تو اون پاس کوئی سند ایسی نہ تہی کہ جس سے معلوم ہوتا کہ وہ سیندھیا کے بھیجے ہوئے آئے تہے۔ اگرچہ وہ اس قابل تہے کہ بے عزت کر کے نکالدئے جاتے مگر جرنیل صاحب نے اپنے اخلاق کے سبب سے کہا کہ کیمپ مین جب تک رہو کہ تمہارے پاس سند صلح کی پیغام کرنے کی سیندھیا کے پاس سے آجائے۔ پھر اس عرصہ مین ایک خط سیندھیا کا جرنیل صاحب پاس آیا اوسمین گورپارہ کے سفیر ہونے سے انکار کیا اور لکھا کہ مین دوسرا سفیر بھیجتا ہون۔ اوسپر جرنیل صاحب نے ان دو نو آدمیون سے کہا کہ اسمین کچھہ تمہارا قصور نہین ہے مگر یہہ تمہاری آقا کی اوستادی اور چالاکی ہے۔ ایسی احمقانہ باتین سیندھیا کی طرف سے ہوتی رہین اور سیندھیا خواستگار مہلت جنگ کا اپنے لئے اور راجہ برار کے لئے ہوا۔ مگر راجہ برار کی طرف سے نہ کوئی سفیر تھا نہ کوئی اوسکی تحریر تہی۔ اسلئے ان شرائط پر ۲۳ نومبر کو سیندھیا کو مہلت جنگ دیگئی کہ وہ ایلچپور کے شرق مین چالیس میل کے فاصلہ پر اپنے لشکر کو لیجا کر اقامت اختیار کرے۔ اور اوسکا لشکر انگریزی لشکر سے جو جابجا پور سے لڑے ہمیشہ چالیس میل کے فاصلہ پر رہا کرے۔

۲۰۵ جب جنرل ولزلی نے دیکھا کہ راجہ برار اپنے ملک کی طرف چلا جاتا ہے اور نظام کے ملک کے ... تو وہ گوال گڈھ کی محاصرہ کرنے ... سے ملنے چلا۔ راجہ برار کی